فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا

عصرِ حاضر حدیثِ نبویؐ کے آئینے میں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

الخليفة المهدى فى الأحاديث الصحيحة

شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

ترجمان السنۃ، باب الامام المهدی

حضرت مولانا بدرِ عالم میرٹھی رحمہ اللہ

ترتیب و تبویبِ جدید: لجنۃ المحققین

باہتمام: مولانا زاہد اللہ، پشاور

ترتیب وتبویبِ جدید، تشریح وتوضیح

موضوعِ کتاب: **عصرِ حاضر کے فتنے**، مصنف: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

موضوعِ کتاب: **امام مہدی احادیثِ صحیحہ میں**، شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

موضوعِ کتاب: **امام مہدی کا تعارف اور موجودہ زمانہ**، حضرت مولانا بدرِ عالم میرٹھی رحمہ اللہ

مرتب: لجنۃ المحققین: زاہد اللہ، پشاور

ناشر: میزان پرنٹنگ پریس، جنگی محلہ پشاور

تعداد: ۱۱۰۰

طبعِ اول تاریخ: ۲۳ فروری ۲۰۲۳/یکم شعبان ۱۴۴۴ھ

ملنے کا پتہ: اسلامی کتاب خانہ، درہ آدم خیل، پشاور

رابطہ نمبر: مولانا محمد کوثر: 03336876439

مولانا زاہد اللہ: 03339134351

مکتبہ عزیزیہ، سلام مارکیٹ، بنوری ٹاون، کراچی: 03052140052

مکتبہ نعیمیہ، مردان: 03150932158

جامعہ مدنیہ جدید، لاہور: 03214838618

مکتبہ فاروقیہ رائے ونڈ مرکز، لاہور: نور بھائی 03134432896

فہرستِ مضامین وعنوانات

عرضِ مرتب

حدیثِ جبرائیل کے مطابق ایمان، اسلام اور احسان کی طرح قیامت اور علاماتِ قیامت بھی دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس کے ذیل میں مختلف فتنے، ظہورِ مہدی، فتنۂ دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔ ان موضوعات پر ہمارے اکابرِ دیوبند کی گراں قدر تصانیف موجود ہیں۔ جن کا مطالعہ یا ان کی کسی بھی جہت سے علمی خدمت ایسی بابرکت ہے کہ وہ وقتی فتنوں کے لئے ڈھال ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ آئندہ آنے والے ادوار کے لئے اصول کی حیثیت بھی اختیار کر لیتی ہے۔

انہی شخصیات میں سے ایک اہم شخصیت مشہور قلم کار، صاحب طرز ادیب، مصنف اور محقق حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات فتنوں کی روک تھام کے لئے چن لیا تھا۔

ماہنامہ بینات کے اداریے اس کی منہ بولتی دلیل ہیں۔ آپ کی ایک تصنیف "عصرِ حاضر حدیثِ نبوی کے آئینے میں" اپنے موضوع کی مشہور، مستند اور اکابر کی منظورِ نظر کتاب ہے، اسی طرح ظہورِ مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحۃ" ہے۔

اس کتاب کی بہترین باب بندی، حاشیے اور شرح کی ضرورت تھی۔ اسی طرح حضرت مولانا بدرِ عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ترجمان السنۃ کا ایک باب "الامام المہدی" ہے، جس میں متعلقہ احادیث ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ مذکور ہیں۔

ان تینوں حضرات کی مذکورہ تصانیف باب وار نہیں تھیں، اس لئے ان کے فائدہ کو مزید عام کرنے اور دورِ حاضر کے فتنوں سے امت کو باخبر کرنے کے لئے ان کو باب وار کر کے ہر باب کی احادیث کو مختصر خلاصہ اور مفید حاشیے اور شرح کے ساتھ ایک مجموعہ میں اکٹھا کر دیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی ان احادیث کے طفیل امت کی ان فتنوں سے حفاظت فرمائے، آمین!

لجنۃ المحققین

زاہد اللہ، پشاور

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

دورِ حاضر کو سائنسی اور مادّی اعتبار سے لاکھ ترقی یافتہ کہہ لیجئے، لیکن اخلاقی اقدار، روحانی بصیرت اور ایمانی جوہر کی پامالی کے لحاظ سے یہ انسانیت کا بدترین دورِ انحطاط ہے۔ مکر وفن، دغا وفریب، شر وفساد، لہو ولعب، کفر ونفاق اور بے مروّتی ودنائت کا جو طوفان ہمارے گرد وپیش برپا ہے، اس نے سفینۂ انسانیت کے لئے سنگین خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ خلیفۂ ارضی (بنی نوعِ انسان) کی فتنہ سامانیوں سے زمین لرز رہی ہے، آسمان کانپ رہا ہے، اور بحر وبر، جبل ودشت اور وحوش وطیور "الامان والحفیظ!" کی صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں، انسانیت پر نزع کی حالت طاری ہے، اس کی نبضیں ڈوب رہی ہیں، اور لحہ بہ لحہ اس "جاں بلب مریض" کی حالت متغیر ہوتی جارہی ہے، یہ دیکھ کر اہلِ بصیرت کا یہ احساس قوی ہوتا جارہا ہے کہ شاید اس عالم کی بساط لپیٹ دینے کا وقت زیادہ دور نہیں۔

ذیل میں احادیثِ نبویہ (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) سے ایک آئینہ پیش کیا جارہا ہے، جس میں دورِ حاضر کے تمام خد وخال نظر آتے ہیں، اور علمائ، خطبائ، حکام اور عوام سبھی کے قابلِ اصلاح اُمور کی نشاندہی فرمائی گئی ہے، اس کی جمع وترتیب سے مقصود کسی خاص طبقہ کی تنقیص نہیں، لا لچ صرف یہ ہے کہ ہم اس شفاف آئینہ میں اپنا رُخِ کردار دیکھ کر اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔

یہ سلسلہ ماہنامہ بینات میں شروع کیا گیا تھا، اور مندرجہ بالا ابتدائیہ بھی اس کی قسطِ اوّل میں آیا تھا، خیال تھا کہ فرصت کے لمحات میسر آئے تو مزید تلاش وجستجو کے بعد اس کی تکمیل کر دی جائے گی اور اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے گا، لیکن ایسا نہیں ہو سکا، احباب کا اصرار ہے کہ جس حالت میں بھی ہے اسے شائع کر دیا جائے، توفیق شاملِ حال ہوئی تو اضافے بعد میں کر دیئے جائیں گے۔

حق تعالیٰ شانہ اسے قبول فرمائیں اور تمام فتنوں سے امت کی حفاظت فرمائیں، واللہ ولی التوفیق!

محمد یوسف لدھیانوی

۱۵/۱۰/۱۴۰۵ھ

ظہورِ مہدی سے پہلے علاماتِ زمانیہ

باب میں بائیس (۲۲) احادیث کا ترجمہ اور مختصر خلاصہ

۱۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد سے قیامت تک چار بڑے فتنے ہوں گے، ہر ایک فتنے کے مقابلے کے لئے ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے رجال کار پیدا کیے ہیں، لیکن آخری فتنہ نہایت ہی خطرناک فتنہ ہوگا، جو پوری دنیا میں سرایت کر جائے گا۔

۲۔ ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے امتِ مسلمہ کا سیاسی نقشہ چار ادوار میں بیان کیا ہے، جس میں پہلا دورِ نبوت اور رحمت، دوسرا دورِ خلافت اور رحمت، تیسرا دور کاٹ کھانے والی بادشاہتیں اور رحمت، چوتھا دور آمریت اور استبداد کا دور ہوگا جس میں ہر جانب امت عمومی بگاڑ کا نشانہ بنے گی۔ ۳۔ ظہورِ مہدی سے پہلے پوری دنیا میں زور وزبردستی کی کاٹ کھانے والی بادشاہتیں قائم ہوں گی، یہ خالص آمریت، جبر واستبداد اور امت کے عمومی بگاڑ کا دور ہوگا۔

۴۔ مگر اس زمانے میں بھی اہلِ حق کا غیر منقطع سلسلہ موجود ہوگا، جن کے مخالفین، مدد نہ کرنے والے اور جھٹلانے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

۵۔ جبر واستبداد اور عمومی بگاڑ کے اس دور میں حق کی پہچان مشکل ہو جائے گی، سچ کو جھوٹ بنا کر پیش کیا جائے گا اور جھوٹ کو سچ کے طور پر عام کیا جائے گا، یوں سارا زمانہ مکر وفریب کا ہو جائے گا، جہاں دین سے خبر، جاہل اور فاسق وفاجر لوگوں کو زمامِ حکومت سپرد کی جائے گی اور یہ لوگ دین و دنیا کے فیصلوں کے مجاز ہوں گے۔

۶۔ نااہلوں کی نمائندگی کا یہ زمانہ صرف ملکی سربراہی پر موقوف نہیں ہوگا، بلکہ ہر علاقے، ہر قبیلے اور ہر قوم و وطن میں سرداری ایسے لوگوں کو دی جائے گی، جو پرلے درجے کے نکمے اور کمینے لوگ ہوں گے۔ ۷۔ ان سربراہوں کی قیادت میں ایسے ماتحت ہوں گے، جو ظاہری شکل وصورت میں تو انسان نظر آئیں گے، مگر دل ودماغ اور حقیقی روپ میں شیطانی سوچ کے مالک ہوں گے۔ ۸۔ اس دور میں ہر نیا دن پچھلے کل سے زیادہ بُرا اور ہر صبح گذشتہ دن کے مقابلے شدید ترین خرابی کا منظر پیش کرے گا۔ ۹۔ ہر گھڑی انسانیت بُرائی کے گہرے کنویں میں گرنے کے قریب ہوگی، اس صورت حال کو نیک لوگ محسوس کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کریں گے، ان کی ذاتی دعائیں تو قبول ہوں گی، مگر اجتماعی حالت کی درستگی میں یہ دعائیں کارگر نہیں ہوں گی۔

۱۰۔ ان فتنوں سے نمٹنے کے لئے اہل اللہ اپنی کمر کس لیں گے، بعض اولوالعزم ارادوں کے مالک ان بُرے لوگوں سے دلوں میں نفرت، زبان سے دعوت اور ہاتھ سے روکنے کے لیے برسرِ پیکار ہوں گے، اور بعض نیک لوگ صرف دلوں سے نفرت اور زبان سے دعوت پر اکتفاء کریں گے اور تیسرا

گروہ صرف دلوں میں نفرت کرے گا۔ اور جو لوگ ان تینوں میں ایک کام بھی نہیں کریں گے تو وہ ایمان کے اس ادنی درجے کے بھی حقدار نہیں ہوں گے۔

۱۱۔ عربوں میں ایک فتنہ شروع ہو جائے گا جس کی وجہ عربوں کی تباہی شروع ہو جائے گی۔

۱۲۔ کامل ایمان والوں پر صفحۂ ہستی تنگ ہو جائے گی کیونکہ وہ ان بُرائیوں کے خلاف باقاعدہ جہاد کو فرض سمجھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں گے۔

۱۳۔ ان کے مقابلے میں ایک شیطانی گروہ غیروں کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے ہی مسلمانوں کے خون کو حلال سمجھ کر مقابلے کے لیے نکلے گا۔

۱۴۔ یہ گروہ اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت کرے گا، ان کا ایمان ہر ایک کے لئے برائے فروخت ہو گا، صبح کو مؤمن تو شام کو کافر ہو گا اور شام کو مؤمن تو صبح کو کافر ہو گا۔ ۱۵۔ بعض لوگ ایمان کے سودے کر کے مسلمانوں کا قتلِ عام کریں گے اور بلا وجہ صرف چند روپوں کے عوض مسلمانوں کا اندھا دھند قتل کریں گے۔

۱۶۔ یہ دور انسانیت کی تلچھٹ کا دور ہو گا، جس میں نیک لوگ ختم ہوں گے اور ایمان کو فروخت کرنے والے باقی بچیں گے۔ ۱۷۔ جن کی کوئی وقعت اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت میں نہیں ہو گی۔

۱۸۔ ایسے دور میں جینے سے بہتر ہے کہ آدمی دُور پہاڑوں میں اپنی زندگی بسر کریں، یا پھر میدانِ کارزار میں اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے شہید ہو جائے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ حکمرانوں کو غیر شرعی طریقہ سے منتخب کیا جائے گا اور انہیں زمامِ حکومت سپرد کی جائے گی، تو ان کے سیاہ کرتوت وزراء اور دیگر نمائندوں پر اثر انداز ہوں گے، اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ خرابی قبائل کے سرداروں میں بھی سرایت کر جائے گی، اور ہر علاقے کا سربراہ فاسق و فاجر ہو گا، یوں ان کی سربراہی میں فسق و فجور عام ہو گا، نیک لوگوں کی تعداد کھانے میں نمک کے برابر ہو جائے گی اور انسانی شکل میں شیطان دین فروش لوگ ظاہر ہوں گے۔ جو لوگوں کو نیکی کے بجائے بُرائی اور اصلاح کے بجائے فساد کی دعوت دیں گے، ان کی باتوں کو مان کر انسانیت ہلاکت کے دہانے پہنچ جائے گی، اس دوران نیک علمائے کرام امام مہدی کی تلاش میں مکہ پہنچ جائیں گے اور رکن یمانی و مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کر کے "خلافۃ علی منہاج النبوۃ" کو قائم کریں گے۔ امام مہدی پوری دنیا میں عدل و انصاف نافذ کریں گے اور آٹھ (۸) یا نو (۹) سال ان کی حکومت ہو گی۔

(۴۲)خدا کی زمین تنگ ہو جائے گی

عَن أبي هُرَيْرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُول الله ﷺ: ينزل بأمتي فِي آخر الزَّمَان بلَاء شَدِيد من سلطانهم حَتَّى تضيق عَلَيْهِم الأَرْض فيبعث الله رجلا من عِتْرَتِي فَيمْلَأ الأَرْض قسطاً وعدلاً كَمَا ملئت ظلما وجوراً يرضى عَنهُ سَاكن السَّمَاء وَسَاكن الأَرْض لَا تدخر الأَرْض من بذرها شَيْئا إِلَّا أخرجته وَلَا السَّمَاء شَيْئا من قطرها إِلَّا صبته يعِيش فيهم سبع سِنِين أَو ثَمَان أَو تسع(درِ منثور ج:۶ص۵۸)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں میری امت پر ان کے حاکموں کی جانب سے ایسے مصائب ٹوٹ پڑیں گے کہ ان پر خدا کی زمین تنگ ہو جائے گی، اس وقت اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک شخص (مہدی علیہ الرضوان) کو کھڑا کریں گے، جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی ہو گی، ان سے زمین والے بھی راضی ہوں گے اور آسمان والے بھی، ان کے زمانہ میں زمین اپنی تمام پیداوار اُگل دے گی، اور آسمان سے خوب بارش ہو گی، وہ ان میں سات یا آٹھ یا نو سال رہیں گے۔"

(۴۳)آمریت اور جبر واستبداد کا دور

عن أبي ثعلبة الخشني وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ بَدَأَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً ثُمَّ مُلْكًا عَضُوضًا ثُمَّ كَانَ جَبْرِيَّةً وَعُتُوًّا وَفَسَادًا فِي الْأَرْضِ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرِيرَ وَالْفُرُوجَ وَالْخُمُورَ يُرْزَقُونَ عَلَى ذَلِكَ وَيُنْصَرُونَ حَتَّى

يَلْقَوُا اللَّهَ» (ترجمان السنة، ج ۴ ص ۷۵، واللفظ لترجمان السنة، مشکوۃ ص ۴۶۰)

ترجمہ: ابو ثعلبہ الخشنیؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس دین کی ابتداء نبوت ورحمت سے فرمائی، پھر (دور نبوت کے بعد) خلافت ورحمت کا دور ہوگا، اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی، اس کے بعد خالص آمریت، جبر واستبداد اور امت کے عمومی بگاڑ کا دور آئے گا، یہ لوگ زناکاری، شراب نوشی اور ریشمی لباس کو حلال کرلیں گے، اس کے باوجود ان کی مدد بھی ہوتی رہے گی اور انہیں رزق بھی ملتا رہے گا، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حضور پیش ہوں گے (یعنی مرتے دم تک)۔"

(۴۹) عالمگیر اور لاعلاج فتنہ

عَن حُذَيْفَة بن الْيَمَان رَضِي الله عَنهُ قَالَ: يكون فتْنَة فَيقوم لَهَا رجال فيضربون خيشومها حَتَّى تذْهب ثمَّ تكون أُخْرَى فَيقوم لَهَا رجال فيضربون خيشومها حَتَّى تذْهب ثمَّ تكون أُخْرَى فَيقوم لَهَا رجال فيضربون خيشومها حَتَّى تذْهب ثمَّ تكون أُخْرَى فَيقوم لَهَا رجال فيضربون خيشومها حَتَّى تذْهب ثمَّ تكون الْخَامِسَة وَهِي مُجَلِلَة تَنْشَق فِي الأَرْض كَمَا ينشق المَاء (اخرجہ ابن ابی شیبہ، در منثور، ج ۶ ص ۵۶)

ترجمہ: "حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ایک بڑا فتنہ کھڑا ہوگا جس کے مقابلہ کے لئے کچھ مردانِ خدا کھڑے ہوں گے اور اس کی ناک پر ایسی ضربیں لگائیں گے جس سے وہ ختم ہوجائے گا، پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہوگا اس کے مقابلہ میں بھی کچھ مرد کھڑے ہوں گے اور اس کی ناک پر ضرب لگا کر ختم کردیں گے، پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہوگا اس کے مقابلے میں کچھ مردانِ کار کھڑے ہوں اور اس کا منہ توڑ دیں گے، پھر ایک اور فتنہ کھڑا

ہو گا اس کے مقابلے میں بھی اللہ کے کچھ بندے کھڑے ہوں گے اور اسے مٹا کر دم لیں گے، پھر پانچواں فتنہ برپا ہو گا جو عالمگیر ہو گا، یہ تمام روئے زمین میں سرایت کر جائے گا، جس طرح پانی زمین میں سرایت کر جاتا ہے۔"

(۴۸) عرب کی تباہی

عَن طَلْحَة بن مَالك قَالَ: قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: إِن من أَشْرَاط السَّاعَة هَلَاك الْعَرَب (أخرجہ ابن أبي شیبہ، والبیہقی فی البعث در منثور ج٦ص٥٥)

ترجمہ: حضرت طلحہ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قربِ قیامت کی ایک علامت عرب کی تباہی بھی ہے۔"

(۱۹) اہلِ حق کا غیر منقطع سلسلہ

عَن مُعَاوِيَة قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ»(متفق علیہ۔ مشکوۃ شریف ص۵۷۳)

ترجمہ: "حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گی، انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، نہ ان کی مدد سے دست کش ہونے والے، نہ ان کی مخالفت کرنے والے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ (قیامت) آجائے گا اور وہ حمایتِ حق پر قائم ہوں گے۔"

(۲) مکروفریب کا دور دورہ اور نااہلوں کی نمائندگی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ»، قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان ص: ۲۹۳، کنز العمال ج: ۱۴ ص ۲۱۶)

ترجمہ: "لوگوں پر بہت سے سال ایسے آئیں گے جن میں دھوکا ہی دھوکا ہوگا، اس وقت جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا، بد دیانت کو امانت دار تصور کیا جائے گا اور امانت دار کو بد دیانت، **اور رویبضہ (گرے پڑے نااہل لوگ) قوم کی طرف سے نمائندگی کریں گے۔ عرض کیا گیا: رویبضہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: وہ نااہل اور بے قیمت آدمی جو جمہور کے اہم معاملات میں رائے زنی کرے۔"**

(۲۰)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلاً، وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا،.....وَسَادَ القَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ، وَكَانَ زَعِيمُ القَوْمِ أَرْذَلَهُمْ، وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ، وَظَهَرَتِ القَيْنَاتُ وَالمَعَازِفُ، وَشُرِبَتِ الخُمُورُ، وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ. (جامع ترمذی، ج ۲ ص ۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔۔۔**اور قبیلے کا بدکاران کا سردار بن بیٹھے اور رذیل آدمی قوم کا قائد (چوہدری) بن جائے**، تو اس وقت سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح

کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔"

(۳۲)ایسی زندگی سے موت بہتر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ، وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا، وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلاَءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا.(جامع ترمذی ج:۳ص:۵۱)

ترجمہ:"حضرت ابوہریرةؓ سے روایت ہے کہ:آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا:جب تمہارے حاکم نیک اور پسندیدہ ہوں، تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے(یعنی مرنے سے جینا بہتر ہے)۔اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں، تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے(یعنی ایسی زندگی سے مر جانا بہتر ہے)۔"

(۷۵)انسانی لباس میں شیطان

عن حذيفة رضي الله عنه قال: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ» قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: «قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ» قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ

لَنَا؟ فَقَالَ: «هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ المُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ «فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ المَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ»

(مشکوٰۃ ص۴۶۱: واللفظ لہ، بخاری ج۲ص۱۰۴۹)

ترجمہ: "حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: لوگ آنحضرت ﷺ سے خیر کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے شر کے بارے میں تحقیق کیا کرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے لاعلمی کی وجہ سے پہنچ جائے۔ فرماتے ہیں: میں نے (ایک دفعہ) عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں پھنسے ہوئے تھے، حق تعالیٰ شانہ نے (آپ ﷺ کی بدولت) ہمارے پاس یہ خیر بھیج دی (یعنی اسلام) تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: ہاں! مگر اس میں کدورت ہوگی۔ میں نے کہا: دوسری چیزوں کی تلقین کریں گے، ان میں نیک وبد کی آمیزش ہوگی۔ میں نے کہا: اچھا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کی دعوت پر لبیک کہے گا، اسے جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! ذرا ان کا حال تو بیان فرمائیے۔ فرمایا: وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے (یعنی اسلام کے مدعی ہوں گے اور اسلامی اصطلاحات کو مطلب براری کے لئے استعمال کریں گے)۔ میں نے عرض کیا: اگر یہ بُرا وقت مجھ پر آجائے تو آپ ﷺ مجھے کیا ہدایت فرماتے ہیں؟ فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے چمٹے رہنا! میں نے کہا: اگر اس وقت نہ مسلمانوں کی جماعت ہو، نہ امام تو پھر؟ فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے الگ رہ، خواہ تمہیں کسی درخت کی جڑ میں جگہ بنانا پڑے، حتیٰ کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔"

قَالَ: «يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ»، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: «تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلْأَمِيرِ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ، فَاسْمَعْ وَأَطِعْ»(مشکوۃ المصابیح ص۴۶۱)

ترجمہ: "اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بعد کچھ مقتدا اور حکام ہوں گے جو نہ میری سیرت پر چلیں گے، نہ میری سنت کو اپنائیں گے، ان میں کچھ ایسے لوگ کھڑے ہوں گے جن کے قلوب انسانی جسم میں شیاطین کے قلوب ہوں گے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر یہ بُرا وقت مجھ پر آجائے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟ فرمایا: (جائز امور میں) امیر کی سمع وطاعت بجالانا، خواہ وہ تیری کمر پر کوڑے مارے اور تیرا مال لوٹ لے، تب بھی سمع وطاعت بجالانا!

(۱۷) لگاتار فتنے

عن عبد الله بن عمزو رضي الله عنه قال: كنا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ، إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ: الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَقَالَ: " إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هَذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ، وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا، وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هَذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ، فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هَذِهِ هَذِهِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ، وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ

(صحیح مسلم ج:۲ ص۱۲۶، نسائی ج:۲ ص۱۸۴، ابن ماجہ ص۲۸۴، مسند أحمد ج۲ ص ۱۹۱ واللفظ لہ، بیہقی ج:۸ ص۱۶۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ: ہم ایک سفر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے، ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا، ہم میں سے بعض خیمے لگا رہے تھے، بعض تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے، اچانک آنحضرت ﷺ کے مؤذن نے اعلان کیا کہ نماز تیار ہے، میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خطبہ میں ارشاد فرما رہے تھے: لوگو! مجھ سے پہلے جو نبی بھی گزرا ہے اس کا فرض تھا کہ اپنی امت کو وہ چیزیں بتلائے جسے وہ ان کے لئے بہتر سمجھتا ہے، اور ان چیزوں سے ڈرائے جن کو ان کے لئے بڑا سمجھتا ہے۔ سنو! امت کی عافیت پہلے حصے میں ہے اور امت کے پچھلے حصہ کو ایسے مصائب اور فتنوں سے دوچار ہونا پڑے گا جو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوں گے، ایک فتنہ آئے گا پس مؤمن یہ سمجھے گا کہ یہ مجھے ہلاک کر دے گا، پھر وہ جاتا رہے گا، اور دوسرا، تیسرا فتنہ آتا رہے گا، اور مؤمن کو ہر فتنہ سے یہی خطرہ ہوگا کہ وہ اسے تباہ و برباد کر دے گا، پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسے دوزخ سے نجات ملے اور وہ جنت میں داخل ہو، اس کی موت اس حالت میں آنی چاہیے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے وہی معاملہ برتے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جس شخص نے کسی امام کی بیعت کر لی اور اسے عہد و پیمان دے دیا پھر اسے جہاں تک ممکن ہو اس کی فرمانبرداری کرنی چاہیے۔"

(۳۶) اربابِ اقتدار کی غلط روش کے خلاف جہاد کے تین درجے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهُ تُصِيبُ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِهِمْ شَدَائِدُ لَا يَنْجُو مِنْهُ إِلَّا رَجُلٌ عَرَفَ دِينَ اللَّهِ

فَجَاهَدَ عَلَيْهِ بِلِسَانِهِ وَيَدِهِ وَقَلْبِهِ فَذَلِكَ الَّذِي سَبَقَتْ لَهُ السَّوَابِقُ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِينَ اللَّهِ فَصَدَّقَ بِهِ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِينَ اللَّهِ فَسَكَتَ عَلَيْهِ فَإِنْ رَأَى مَنْ يَعْمَلُ الْخَيْرَ أَحَبَّهُ عَلَيْهِ وَإِنْ رَأَى مَنْ يَعْمَلُ بِبَاطِلٍ أَبْغَضَهُ عَلَيْهِ فَذَلِكَ يَنْجُو على إبطانه كُله» (رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوۃ شریف، ص۴۳۸)

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ آخری زمانہ میں میری امت کو ارباب اقتدار کی جانب سے (دین کے معاملہ میں) بہت سی دشواریاں پیش آئیں گی، ان (کے وبال) سے صرف تین قسم کے لوگ محفوظ رہیں گے۔ اول: وہ شخص جس نے اللہ کے دین کو ٹھیک ٹھیک پہچانا، پھر اس کی خاطر دل، زبان اور ہاتھ (تینوں) سے جہاد کیا، یہ شخص تو (اپنی تینوں) پیش قدمیوں کی وجہ سے سب سے آگے نکل گیا۔ دوم: وہ شخص جس نے اللہ کے دین کو پہچانا، پھر (زبان سے) اس کی تصدیق بھی کی (یعنی برملا اعلان کیا)۔ سوم: وہ شخص جس نے اللہ کے دین کو پہچانا تو سہی مگر خاموش رہا، کسی کو عمل خیر کرتے دیکھا تو اس سے محبت کی اور کسی کو باطل پر عمل کرتے دیکھا تو اس سے دل میں بغض رکھا، پس یہ شخص اپنی محبت وعداوت کو پوشیدہ رکھنے کے باوجود بھی نجات کا مستحق ہوگا۔"

(۲)

أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي قال قرئ على أبي الحسن علي بن إبراهيم بن عيسى الباقلاني وأنا حاضر قيل له حدثك أبو بكر بن مالك نا الحسن بن الطيب البلخي نا قتيبة بن سعيد نا بكر بن مضر نا عبيد الله بن زحر حدثني سعد بن مسعود عن رجل من أصحاب النبي ﷺ أن رسول الله ﷺ) قال ليت شعري كيف أمتي بعدي حين تتبختر رجالهم وتمرح نساؤهم وليت شعري حين تصيرون صنفين صنفا نا صبي

نحورهم في سبيل الله وصنفا عمالا لغير الله (ابن عساکر، ج۲۰، ص:۴۰۱۔ کنز العمال، ج۱۴ص:۱۲۹)

ترجمہ: کاش! میں جان لیتا کہ میرے بعد میری امت کا کیا حال ہو گا؟ (اور ان کو کیا کچھ دیکھنا پڑے گا؟) جب ان کے مرد اکڑ کر چلا کریں گے اور ان کی عورتیں (سرِ بازار) اتراتی پھریں گی۔ اور کاش! میں جان لیتا جب میری امت کی دو قسمیں ہو جائیں گی، ایک قسم تو وہ ہو گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں سینہ سپر ہوں گے، اور ایک قسم وہ ہو گی جو غیر اللہ ہی کے لیے سب کچھ کریں گے۔"

(۲۲) دنیا کے لیے دین فروشی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا» (صحیح مسلم، ج۱ص۷۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرةؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان تاریک فتنوں کی آمد سے پہلے پہلے نیک اعمال کر لو جو اندھیری رات کی تہ بہ تہ تاریکیوں کے مثل ہوں گے! آدمی صبح کو مؤمن ہو گا اور شام کو کافر، یا شام کو مؤمن ہو گا اور صبح کو کافر، دنیا کے چند ٹکوں کے بدلے اپنا دین بیچتا پھرے گا"۔ معاذ اللہ!

(۳۹) اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا دور

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: "يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الْمُؤْمِنُ لِلْجَمَاعَةِ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُ، يَقُولُ اللَّهُ: ادْعُ لِنَفْسِكَ وَلِمَا يَحْزُبُكَ مِنْ خَاصَّةِ أَمْرِكَ فَأُجِيبَكَ، وَأَمَّا الْجَمَاعَةُ فَلَا"، قَالَ صَالِحٌ: وَأَخْبَرَنِي عُتْبَةُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: «إِنَّهُمْ أَغْضَبُونِي»

(کتاب الرقائق، ص۳۸۴، ۱۵۵)

ترجمہ: حضرت انسؓ، آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ مؤمن، مسلمانوں کی جماعت کے لئے دعا کرے گا مگر قبول نہیں کی جائے گی، اللہ فرمائیں گے: تو اپنی ذات کے لئے اور اپنی پیش آمدہ ضروریات کے لئے دعا کر، میں قبول کرتا ہوں، لیکن عام لوگوں کے حق میں قبول نہیں کروں گا، اس لئے کہ انہوں نے مجھے ناراض کر لیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: میں ان سے ناراض ہوں۔"

(۶۸) اندھادھند قتل

وَعَنْ أبي هريرة رضي الله قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:" وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْتِي يَوْمٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيمَ قَتَلَ؟ وَلَا الْمَقْتُولُ فِيمَ قُتِلَ؟ فَقِيلَ: كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ؟ قَالَ: «الْهَرْجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» (رواہ مسلم، ج۲ ص۳۹۴۔ مشکوٰۃ شریف، ص۴۶۲)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر ایسا دور نہ آجائے جس میں نہ قاتل کو یہ بحث ہوگی کہ اس نے کیوں قتل کیا، نہ مقتول کو یہ خبر ہوگی کہ وہ کس جرم میں قتل کیا گیا۔ عرض کیا گیا: ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا: فساد عام ہوگا، قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔"

(۵) انسانیت کی تلچھٹ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَتُنْتَقَوُنَّ كَمَا يُنْتَقَى التَّمْرُ مِنْ أَغْفَالِهِ، فَلَيَذْهَبَنَّ خِيَارُكُمْ، وَلَيَبْقَيَنَّ شِرَارُكُمْ، فَمُوتُوا إِنْ اسْتَطَعْتُمْ"(ابن ماجہ باب شدۃ الزمان ص: ۲۹۳)

ترجمہ: "تمہیں اسی طرح چھانٹ دیا جائے گا جس طرح اچھی کھجوریں ردی کھجوروں سے چھانٹ لی جاتی ہیں، چنانچہ تمہارے اچھے لوگ اٹھتے جائیں گے اور بدترین لوگ باقی رہتے جائیں گے، اس وقت (غم سے گھٹ کر) تم سے مرا جا سکتا ہے تو مر جانا!"

(۷۰) تباہ کن گناہوں پر جرأت

عَن أنسٍ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من الموبقات. يَعْنِي المهلكات. (رواه البخاری کما فی المشکوٰۃ ص۴۵۸ واللفظ لہ، ورواه الامام أحمد فی کتاب الزھد ص:۱۹۵ من حدیث أبی سعید الخذری)

ترجمہ: "حضرت أنسؓ اور حضرت ابو سعید الخذریؓ فرمایا کرتے تھے کہ: تم لوگ بعض اعمال کرتے ہو جو تمہاری نظر میں تو بال سے بھی باریک (یعنی معمولی) ہوتے ہیں، مگر ہم انہیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں "تباہ کن" شمار کیا کرتے تھے۔"

(۵۸) حالات میں روز افزوں شدت

عَن أبي أُمَامَة رَضِي الله عَنهُ: سَمِعت رَسُول اللهﷺ يَقُول: لَا يزْدَاد الْأَمر إِلَّا شدَّة وَلَا المَال إِلَّا إفَاضَة وَلَا تقوم السَّاعَة إِلَّا على شرار خلقه

(رواه الطبرانی وصححہ، درمنثور ج۶ ص۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ: حالات میں دن بدن شدت پیدا ہوتی جائے گی۔

(۶۹) بد سے بد تر دور

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ. فَقَالَ: «اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَان إِلَّا الَّذِي بعده أشرمنه حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ» . سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

(رواہ البخاری ج ۲ ص ۱۰۴۷، مشکوۃ شریف ص ۴۶۲)

ترجمہ: زبیر بن عدیؒ فرماتے ہیں کہ: ہم نے حضرت انس بن مالکؓ کی خدمت میں ان مصائب کی شکایت کی جو حجاج کی طرف سے پیش آ رہے تھے، انہوں نے سن کر فرمایا: صبر کرو! تم پر جو بھی آئے گا اس کے بعد کا دور اس سے بھی بد تر ہو گا، یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو، میں نے تمہارے نبی ﷺ سے یہی سنا ہے۔"

(۹۲) وقت میں بے برکتی کا دور

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، فَتَكُونُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ، وَتَكُونُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ، وَيَكُونُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ، وَتَكُونُ السَّاعَةُ كَالضَّرَمَةِ بِالنَّارِ. (رواہ الترمذی، مشکوۃ ص: ۴۷۰)

ترجمہ: "حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ زمانہ سمٹ جائے گا، یہاں تک کہ سال مہینہ برابر، مہینہ ہفتہ برابر، ہفتہ دن برابر، دن گھنٹے برابر، اور گھنٹہ آگ کے ایک شعلے کے بلند ہونے کے برابر۔"

(۸۳) انقلابِ زمانہ

قال ابن جرير في تهذيب الآثار: حدثني أبو حميد الحمصي أحمد بن المغيرة حدثنا عثمان بن سعيد عن محمد بن مهاجر حدثني الزبيدي عن الزهري عن عروة عن عائشة أنها قالت: يا ويح لبيد حيث يقول:

ذهب الذين يعاش في أكنافهم ... وبقيت في خلف كجلد الأجرب

قالت عائشة: لو أدركت زماننا هذا! ثم قال الزهري: رحم الله عروة فكيف لو أدرك زماننا هذا! ثم قال الزبيدي: رحم الله الزهري فكيف لو أدرك زماننا هذا! قال محمد: وأنا أقول: رحم الله الزبيدي فكيف لو أدرك زماننا هذا! قال أبو حميد قال عثمان: ونحن نقول: رحم الله محمدا فكيف لو أدرك زماننا هذا! قال ابن جرير قال لنا أبو حميد: رحم الله عثمان فكيف لو أدرك زماننا هذا! قال ابن جرير: رحم الله أحمد بن المغيرة فكيف لو أدرك زماننا هذا

قال العبد الضعيف الجامع: رحمهم الله جميعا! فكيف لو أدركوا زماننا هذا...؟

(کنز العمال ج۱۴ص۵۷۸ واللفظ لہ، وأخرجہ عبدالرزاق فی مصنفہ (ج۱۱ص۲۴۶) مختصراو قال المعلق أخرجہ ابن المبارک عن معمر ص۶۰رقم:۱۸۳)

ترجمہ: "امام زہریؒ حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ لبید کا یہ شعر پڑھا:

ذهب الذين يعاش في أكنافهم ... وبقيت في خلف كجلد الأجرب

"وہ لوگ رخصت ہوگئے جن کے زیر سایہ زندگی بسر ہوتی تھی، اور میں نکمے قسم کے نااہلوں میں پڑا رہ گیا ہوں!"

تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: عجیب بات ہے کہ لبید اپنے زمانہ والوں کے بارے میں یہ کہتا ہے، اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھ لیتا تو کیا رائے قائم کرتا؟ حضرت عروہؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت عائشہؓ پر رحم فرمائے! اگر وہ ہمارے زمانے میں کو پاتیں تو کیا کہتیں؟ امام زہری نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عروہؒ پر رحم کرے! اگر وہ ہمارے کو پاتے تو کیا کہتے؟ امام زہریؒ کے شاگرد زبیدیؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ امام زہریؒ پر رحم فرمائے! اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟ زبیدیؒ کے شاگرد محمد بن مہاجرؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زبیدی پر رحم فرمائے! اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟ محمد بن مہاجر کے شاگرد عثمان بن سعیدؒ کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ محمد بن مہاجر پر رحم فرمائے! اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟ عثمانؒ کے شاگرد ابو حمیدؒ کہتے ہیں: امام ابن جریر فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہمارے استاذ! ابو حمیدؒ پر رحم فرمائے! اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟"

ناکارہ مؤلف عرض کرتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ شانہ ان سب پر رحم فرمائیں! اگر یہ حضرات ہمارا زمانہ دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔۔۔؟[1]

---

[1] تبویب جدید کرنے والا جامع کہتا ہے چونکہ حضرتؒ سن ۲۰۰۰ سے پہلے شہید ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائیں! اگر یہ حضرات موجودہ زمانہ کی مذہبی، معاشرتی، معاشی اور تکوینی خرابیاں دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔۔۔؟

بابِ دوم: ظہورِ مہدی سے پہلے امتِ مسلمہ کے اجتماعی حالات

چار احادیث کا ترجمہ اور مختصر خلاصہ

بابِ اول میں **ظہورِ مہدی سے پہلے** میں چار بنیادی فتنے اور امتِ مسلمہ کے پانچ سیاسی مراحل کا تذکرہ گزر چکا تھا، جس میں آخری فتنے کے دوران فساد پانی کی طرح امت کے ہر حصے میں سرایت کر جائے گا اور یہ امت کے سیاسی مراحل میں یہ چوتھا مرحلہ ہو گا، اس دوران طرزِ حکمرانی کاٹ کھانے والی بادشاہت اور زور وزبردستی پر مبنی ہو گی اور امت میں عمومی بگاڑ عام ہو چکا ہو گا۔

چونکہ امت کے اس عمومی بگاڑ نے اجتماعی طور پر مذہبی، معاشرتی، معاشی، قومی، ملکی اور بین الاقوامی ہر سطح پر شریعت کے اصول ختم ہونے کے قریب ہوں گے اور ان کی جگہ خلافِ شریعت امور داخل ہو چکے ہوں گے۔

ان میں مسجد کے اعمال میں نماز کا چھوڑنا اور یہود و نصاریٰ کی طرح مساجد کے منبروں اور محرابوں کو مزین کرنا، نیک وبدلوگوں کا خلافِ ادب آوازوں کا مساجد میں بلند کرنا، علماً کا علم اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کے لیے طلب کرنا، قراء و حفاظ کا فاسق ہونا اور قرآن کو موسیقی کے اوزار سے پڑھنا شامل ہیں، ایسے ہی جھوٹے خطیب و مقرر ہوں گے، علم زیادہ ہو گا مگر عمل نہ ہو گا، اس طرح پڑھے لکھے جاہلوں کا سیلاب امڈ آئے گا۔

گھر کی زندگی میں میاں بیوی میں عدمِ اعتماد کی فضا کی وجہ سے طلاق کی کثرت، ماں باپ کی نافرمانی، رشتہ داروں سے بدسلوکی، دوستوں سے وفاداری، اپنوں سے غداری، بیوی کی غلامی، قطع رحمی اور صاحبِ اولاد لوگوں کا بچوں پر غمزدہ ہونا اور بے اولاد کا خوش ہونا شامل ہے۔ معاشرتی طور پر انفرادی اعمال میں جھوٹ کا رواج، امانت میں خیانت، بات بات پر قسم، جھوٹی گواہی، زکوۃ کو تاوان اور سرکاری و اجتماعی اموال میں غبن کو عقل و دانش کہنا، رہن سہن میں غیروں کی نقالی، کفار کی طرح درندوں کے ریشمی لباس و پوشاک اور چوتے پہننا شامل ہیں۔

معاشرتی خرابیوں میں شہری زندگی بھی زنا، بد فعلی، ہم جنس پرستی، بے حیائی، گانا، ناچ، شراب وکباب اور مختلف نشوں کا عام ہونا اور اسلامی آداب مثلاً سلام کہنا بھی صرف پہچان کے لوگوں کے لئے بیان ہوا ہے۔ ایسے ہی قبائل کے سردار بھی کمینے، حکمران بڑے ڈاکو، بدو، جاہل اور نکمے ہوں گے اور برہنہ پالوگ بڑی بڑی عمارتوں میں باہمی فخر کرتے پھریں گے۔ ان کی حکمرانی میں پولیس زیادہ، شرعی حدود وتعزیرات معطل، فیصلے برائے فروخت، کفری باندیوں کے اولاد آقا ہوں گے، ان کے مابین اختلافات زیادہ ہوں گے، ظلم، حسد اور لالچ کا دور دورہ ہوگا، اٹکل فیصلے دیئے جائیں گے۔ کفری ممالک حملہ آور ہوں گے اور زمین کی طنابیں کھینچ دی جائیں گی۔ ایسے حالات میں بارش ہوگی، مگر اس کے باوجود موسم میں گرمی ہوگی، سردی میں گرمی ہوگی، قحط سالی کا خاتمہ نہ ہوگا، بے برکتی عام ہوگی، حتیٰ کہ عورت بھی تجارت کے لئے نکل کر مرد کے شانہ بشانہ کام کرے گی۔

جب مسلمان ان حالات کی درستگی کے لیے کوشش نہیں کریں گے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف تکوینی طور پر ان کے دل مسخ ہو جائیں گے، ان کے اوپر فضائی عذاب، طوفان اور کثرت سے زلزلے وغیرہ نت نئے عذاب نازل ہوں گے، تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اور اپنے اعمال کی اصلاح کر کے ایمان، اسلام، احسان کے شرعی اصولوں کو اپنی زندگی میں عملی طور پر رائج کریں، بطور قانون نافذ کریں اور منصبِ تشریع کا حق صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تجویز رکھیں۔ ایسے ہی اصول الدین میں قیامت اور علاماتِ قیامت کے اہم مباحث فتنے، ظہورِ مہدی، فتنۂ دجال اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پڑھیں، پڑھائیں اور ان کے تقاضوں پر عمل کریں۔

(١٦)

ناخلف اور نالائق امتی

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ، وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ» (صحیح مسلم، ج۱ص۵۲)

ترجمہ: "حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی امت میں مبعوث فرمایا، اس کی امت میں کچھ مخلص اور خاص رفقا ضرور ہوئے، جو اس کی سنت کی پابندی اور اس کے حکم کی پیروی کرتے، پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوتے، جو کہتے کچھ، اور کرتے کچھ، اور جو کچھ ان کو حکم دیا گیا تھا، اس کے خلاف عمل کرتے (اسی طرح اس امت میں بھی ایسے ناخلف پیدا ہوں گے جو اسلام کا نام تو لیں گے، لیکن ان کا عمل اس کے خلاف ہوگا) پس جو شخص (بشرطِ قدرت) ہاتھ سے ان کے خلاف جہاد کرے گا وہ مؤمن ہے، اور جو زبان سے ان کے خلاف جہاد کرے گا وہ بھی مؤمن ہے، اور جو ان کے خلاف دل سے جہاد کرے گا (کہ ان کی بد عملی کو کم از کم دل سے ہی بُرا سمجھے) وہ بھی (کمزور درجے کا) مؤمن ہے، اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں رہتا۔"

(۴۴)

دورِ حاضر کے نمایاں خدوخال اور قربِ قیامت کی بہتر علامتیں

عَن حُذَيْفَة بن الْيَمَان رَضِي الله عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُول اللهﷺ: من اقتراب

السَّاعَة اثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ خصْلَة إِذْ رَأَيْتُمْ النَّاس أماتوا الصَّلَاة وأضاعوا الْأَمَانَة وأكلوا الرِّبَا وَاسْتَحَلُّوا الْكَذِب واستخفوا بالدماء واستعلوا الْبناء وَبَاعُوا الدّين بالدنيا وتقطعت الْأَرْحَام وَيكون الحكم ضعفا وَالْكذب صدقا وَالْحَرِير لباساً وَظهر الْجور وَكَثْرَة الطَّلَاق وَمَوْت الْفُجَاءَة وائتمن الخائن وخوّن الْأمين وَصدق الْكَاذِب وَكذب الصَّادِق وَكثر الْقَذْف وَكَانَ الْمَطَر قيظاً وَالْولد غيظاً وفاض اللئام فيضاً وغاض الْكِرَام غيضاً وَكَانَ الْأُمَرَاء والوزراء كذبة والأمناء خونة والعرفاء ظَلَمَة والقراء فَسَقَة إِذا لبسوا مسوك الضَّأْن قُلُوبهم أنتن من الْجِيَف وأمرّ من الصَّبْر يغشيهم الله تَعَالَى فتْنَة يتهاركون (يتهاركون: يَمْشُونَ باختيال وبطيء) فِيهَا تهارك الْيَهُود الظلمَة وَتظهر الصَّفْرَاء يَعْنِي الدَّنَانِير وتطلب الْبَيْضَاء وتكثر الْخَطَايَا ويقل الْأَمْن وحليت الْمَصَاحِف وصورت الْمَسَاجِد وطوّلت المنائر وخرّبت الْقُلُوب وشربت الْخُمُور وعطلت الْحُدُود وَولدت الْأمة ربتها وَترى الحفاة العراة قد صَارُوا ملوكاً وشاركت الْمَرْأَة زَوجهَا فِي التِّجَارَة وتشبه الرِّجَال بِالنسَاء وَالنِّسَاء بِالرِّجَالِ وَحلف بِغَيْر الله وَشهد الْمُؤمن من غير أَن يستشهد وَسلم للمعرفة وتفقه لغير دين الله وَطلب الدُّنْيَا بِعَمَل الْآخِرَة وَاتخذ الْمغنم دولاً وَالْأَمَانَة مغنماً وَالزَّكَاة مغرماً وَكَانَ زعيم الْقَوْم أرذلهم وعق الرجل أَبَاهُ وجفا أمه وضر صديقه وأطاع امْرَأَته وعلت أصوات الفسقة فِي الْمَسَاجِد وَاتخذ الْقَيْنَات وَالْمَعَازِف وشربت الْخُمُور فِي الطّرق وَاتخذ الظُّلم فخراً وَبيع الحكم وَكثُرت الشَّرْط وَاتخذ الْقُرْآن مَزَامِير وجلود السبَاع خفافاً وَلعن آخر هَذِه الْأمة أَولهَا فليرتقبوا عِنْد ذَلِك رِيحًا حَمْرَاء وخسفاً ومسخاً وقذفاً وآيات (أخرجه أبو نعيم في الحلية۔ در منثور ج:٦ص٥٢)

ترجمہ... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: بہتر (۷۲) چیزیں قربِ قیامت کی علامت ہیں، جب تم دیکھو کہ ا... لوگ نماز میں غارت کرنے لگیں۔ ۲:...امانت ضائع کرنے لگیں۔۳: سود کھانے لگیں۔ ۴:

جھوٹ کو حلال سمجھنے لگیں۔۵: معمولی بات پر خوں ریزی کرنے لگیں۔۶:...اونچی اونچی بلڈنگیں بنانے لگیں۔۷....دین بیچ کر دنیا سمیٹنے لگیں۔ ۸: قطع رحمی یعنی رشتہ داروں سے بدسلوکی ہونے لگے۔ ۹:...انصاف کمزور ہو جائے۔ ۱۰: جھوٹ، سچ بن جائے۔ ۱۱... لباس ریشم کا ہو جائے۔ ۱۲، ۱۳: ۱۴: ظلم، طلاق اور ناگہانی موت عام ہو جائے۔ ۱۵، ۱۶:... خیانت کار کو امین، اور امانت دار کو خائن سمجھا جائے۔۱۷، ۱۸: جھوٹے کو سچا، اور سچے کو جھوٹا کہا جائے۔ ۱۹:۔تہمت تراشی عام ہو جائے۔ ۲۰:...بارش کے باوجود گرمی ہو۔ ۲۱:...اولاد غم وغصہ کا موجب ہو۔ ۲۲،۲۳ ....کمینوں کے ٹھاٹھ ہوں، اور شریفوں کا ناک میں دم آجائے۔ ۲۴:...امیر و وزیر جھوٹ کے عادی بن جائیں۔ ۲۵:...امین، خیانت کرنے لگیں۔ ۲۶:... چودھری ظلم پیشہ ہوں۔ ۲۷:...عالم اور قاری بدکار ہوں۔۲۸:.... جب لوگ بھیڑ کی کھالیں (پوتین) پہنے لگیں۔۲۹، ۳۰:...ان کے دل مردار سے زیادہ بدبودار اور ایلوے سے زیادہ تلخ ہوں، اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں ایسے فتنے میں ڈال دے گا جس میں یہودی ظالموں کی طرح بھٹکتے۔ ۳۱...:اورجب سونا عام ہو جائے گا۔۳۲ ...:چاندی کی مانگ ہوگی۔ ۳۳ ..:گناہ زیادہ ہوجائیں گے۔ ۳۴ ..:امن کم ہوجائے گا۔ ۳۵...:مصاحف (قرآن) کو آراستہ کیا جائے گا۔ ۳۶ ..:مساجد میں نقش ونگار کئے جائیں گے۔ ۳۷...:اونچے اونچے مینار بنائے جائیں گے۔۳۸...:دل ویران ہوں گے۔ ۳۹..:شرابیں پی جائیں گی۔ ۴۰..:شرعی سزاؤں کو معطل کر دیا جائے گا۔ ۴۱ ..:لونڈی اپنی آقا کو جنے گی۔۴۲...:جولوگ کسی زمانے میں پابرہنہ اور ننگے بدن رہا کرتے تھے وہ بادشاہ بن بیٹھیں گے۔ ۴۳...:زندگی کی دوڑ

میں اور تجارت میں عورت، مرد کے ساتھ شریک ہو جائے گی۔ ۴۵، ۴۴.: مرد، عورتوں کی اور عورتیں، مردوں کی نقالی کرنے لگیں گی۔ ۴۶ ..:بغیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی۔ ۴۷ ..:مسلمان بھی بغیر کہے جھوٹی گواہی دینے کو تیار ہوگا۔ ۴۸ ...:جان پہچان پر سلام کیا جائے گا۔ ۴۹...:غیر دین کے لئے شرعی قانون پڑھا جائے گا۔

۵۰...:آخرت کے عمل سے دنیا کمائی جائے گی۔ ۵۳،۵۲،۵۱ :غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت کا مال اور زکوۃ کو تاوان قرار دے دیا جائے گا۔ ۵۴...:سب سے رزیل آدمی قوم کا قائد بن بیٹھے گا۔ ۵۵...:آدمی اپنے باپ کا نافرمان ہوگا۔ ۵۶...:ماں سے بدسلوکی کرے گا۔ ۵۷ ... :دوست کو نقصان پہنچانے سے گریز نہ کرے گا۔ ۵۸..:اور بیوی کی اطاعت کرے گا۔۵۹ ...:بدکاروں کی آواز میں مسجدوں میں بلند ہونے لگیں گی۔ ۶۰: گانےوالی عورتیں داشتہ رکھی جائیں گی۔..: ۶۱.اور گانے کا سامان رکھا جائے گا۔۶۲..:سرِراہ شرابیں اُڑائی جائیں گی۔۶۳...:ظلم کو فخر سمجھا جائے گا۔۶۴:...انصاف بکنے لگے گا۔۶۵:...پولیس کی کثرت ہو جائے گی۔۶۶:قرآن کو نغمہ سرائی کا ذریعہ بنالیا جائے گا۔ ۶۷:...درندوں کی کھال کے موزے بنائے جائیں گے۔۶۸:...اور امت کا پچھلا حصہ پہلے لوگوں پر لعن طعن کرنے لگے گا۔ ۶۹:...اس وقت سرخ آندھی، ۷۰:...زمین میں دھنس جانے، ۷۱: شکلیں بگڑ جانے، ۷۲:..اور آسمان سے پتھر برسنے کے جیسے عذابوں کا انتظار کیا جائے۔

زمانہ بوڑھا ہو جائے گا

عن أبي موسى رضي الله عنه –رفعه–:"لا تقوم الساعة حتى يجعل كتاب الله عارا، ويكون الإسلام غريبا، حتى تبدو الشحناء بين الناس، وحتى يقبض العلم، ويهرم الزمان، وينقص عمر البشر، وتنقص السنون والثمرات، ويؤتمن التهماء ويتهم الأمناء، ويصدق الكاذب ويكذب الصادق، ويكثر الهرج وهو القتل، وحتى تبنى الغرف فتطاول، وحتى تحزن ذوات الأولاد وتفرح العواقر، ويظهر البغي والحسد والشح ويهلك الناس ويتبع الهوى ويقضى بالظن، ويكثر المطر ويقل الثمر، ويغيض العلم غيضا، ويفيض الجهل فيضا، ويكون الولد غيظا والشتاء قيظا، وحتى يجهر بالفحشاء، وتزوى الأرض زيا، ويقوم الخطباء بالكذب فيجعلون حقي لشرار أمتي، فمن صدقهم بذلك ورضي به لم يرح رائحة الجنة." (ابن أبی الدنیا، طبرانی، أبو نصر السجزی فی الابانۃ، ابن عساکر ولا بأس بسندہ، کنز العمال ج:۱۴ص۲۴۵حدیث:۳۸۵۷۷)

ترجمہ: "حضرت ابو موسیٰؓ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ کی کتاب (پر عمل کرنے) کو عار ٹھہرایا جائے گا، اور اسلام اجنبی ہو جائے گا، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان کینہ پروری عام ہو جائے گی، اور یہاں تک کہ علم اٹھا لیا جائے گا، اور زمانہ بوڑھا ہو جائے گا، انسان کی عمر کم ہو جائے گی، ماہ وسال اور غلّہ و ثمرات میں (بے برکتی اور) کمی رونما ہوگی، ناقابلِ اعتماد لوگوں کو امین، اور امانت دار لوگوں کو ناقابلِ اعتماد سمجھا جائے گا، فساد اور قتلِ عام ہوگا، اور یہاں تک کہ اونچی اونچی عمارتوں پر فخر کیا جائے گا، اور یہاں تک کہ صاحبِ اولاد عورتیں غمزدہ ہوں گی، اور بے اولاد خوش ہوں گی، اور ظلم، حسد اور لالچ کا دور دورہ ہوگا، لوگ ہلاک ہوں گے، جھوٹ کی بہتات ہوگی اور سچائی کم، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان بات بات میں نزاع اور

اختلاف ہو گا، خواہشات کی پیروی کی جائے گی، اٹکل پچو فیصلے دیئے جائیں گے، بارش کی کثرت کے باوجود غلّے اور پھل کم ہوں گے، علم کے سوتے خشک ہوتے جائیں گے اور جہالت کا سیلاب اُمڈ آئے گا، اولاد غم وغصہ کا موجب ہو گی اور موسمِ سرما میں گرمی ہو گی، اور یہاں تک کہ بدکاری علانیہ ہونے لگے گی، زمین کی طنابیں کھینچ دی جائیں گی، خطیب اور مقرر جھوٹ بکیں گے، حتیٰ کہ میرا حق (منصبِ تشریع) میری امت کے بدترین لوگوں کے لئے تجویز کریں گے، پس جس نے ان کی تصدیق کی اور ان کی تحقیقات پر راضی ہوا، اسے جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہو گی۔" معاذاللہ!

(۳۱)
قیامت کی واضح علامات

عن ابن مسعود رضي الله عنه (سأل النبيﷺ عن أشراط الساعة وأعلامها فقال): "يا ابن مسعود! إن للساعة أعلاما وإن للساعة أشراطا ألا! وإن من علم الساعة وأشراطها أن يكون الولد غيظا، وأن يكون المطر قيظا وأن يقبض الأشرار قبضا، يا ابن مسعود! من أعلام الساعة وأشراطها أن يصدق الكاذب وأن يكذب الصادق، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن يؤتمن الخائن وأن يخون الأمين، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن يواصل الأطباق وأن يقاطع الأرحام، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن يسود كل قبيلة منافقوها وكل سوق فجارها، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن يكون المؤمن في القبيلة أذل من النقد، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن تزخرف المحاريب وأن تخرب القلوب، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن يكتفى الرجال بالرجال والنساء بالنساء، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن تكنف المساجد وأن تعلو المنابر، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن يعمر خراب الدنيا ويخرب عمرانها، يا ابن مسعود! إن من

أعلام الساعة وأشراطها أن تظهر المعازف وشرب الخمور، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن تشرب الخمور، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن تكثر الشرط والهمازون والغمازون واللمازون، يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن تكثر أولاد الزنا." (کنزالعمال ج:۱۴ص۲۲۴)

ترجمہ..... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے آثار وعلامات کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا:

اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے کچھ آثار وعلامات ہیں، وہ یہ کہ اولاد (نافرمانی کے سبب) غم وغصہ کا باعث ہوگی، بارش کے باوجود گرمی ہوگی، اور بدکاروں اور شریروں کا طوفان برپا ہوگا۔

اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔

اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ خائن کو امین، اور امین کو خائن بتلایا جائے گا۔

اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ بیگانوں سے تعلق جوڑا جائے گا اور اپنوں سے توڑا جائے گا۔

اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ ہر قبیلے کی قیادت اس کے منافقوں کے ہاتھوں میں ہوگی اور ہر بازار کی قیادت اس کے بدکاروں کے ہاتھ میں۔

اے ابن مسعود ! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ مؤمن اپنے قبیلہ میں بھیڑ بکری سے زیادہ حقیر سمجھا جائے گا۔

اے ابن مسعود ! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ محرابیں سجائی جائیں گی اور دل ویران ہوں گے۔

اے ابن مسعود ! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ مرد، مردوں سے اور عورتیں، عورتوں سے جنسی لذت حاصل کریں گی۔

اے ابن مسعود ! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ ہے کہ مسجدوں کے احاطے عالیشان بنائے جائیں گے اور اونچے اونچے منبر رکھے جائیں گے۔

اے ابن مسعود ! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ دنیا کے ویرانوں کو آباد اور آبادیوں کو ویران کیا جائے گا۔

اے ابن مسعود ! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ گانے بجانے کا سامان عام ہو گا اور شراب نوشی کا دور دورہ ہو گا۔

اے ابن مسعود ! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ طرح طرح کی شرابیں (پانی کی طرح) پی جائیں گی۔

اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ (معاشرے میں پولیس والوں ، عیب چینوں، غیبت کرنے والوں اور طعنہ بازوں کی بہتات ہو گی۔

ناجائز بچوں کی کثرت ہو گی۔"اے ابن مسعود ! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے ہیں۔

باب سوم: ظہورِ مہدی سے پہلے امتِ مسلمہ کے اجتماعی حالات
احادیث کا ترجمہ اور مختصر خلاصہ

امتِ مسلمہ کی بقا کا مدار چار (۴) بنیادوں پر ہے، بادشاہ، علمائے کرام، قبائل اور علاقوں کے سربراہان اور عوام الناس۔ ان چاروں میں سے اہم رکن علمائے کرام ہیں، جن کی حق گوئی بیباکی، موقع شناسی، للٰہیت اور خدا طلبی ایسے عناصر ہیں، جو باقی تینوں ارکان کو استوار رکھتی ہیں اور ان کی حق گوئی جب ختم ہو کر چاپلوسی، بیباکی ختم ہو کر مداہنت، موقع شناسی ختم ہو کر مطلب براری اور للٰہیت وخدا طلبی ختم دنیاپرستی اور شہوت پرستی پر آکر رُک جاتی ہے، تو دین کے باقی تین حصے بھی کمزور ہو کر شریعت سے ہٹ جاتے ہیں۔

امتِ مسلمہ کے ان چار بنیادوں کے لیے شریعت نے چار مقاصد نازل فرمائے ہیں، جن میں ایمان اور اس کے تقاضے، اسلام اور اس کے احکامات، احسان اور اس کے مدارج اور منازل اور ان تینوں کی طرح قیامت اور علاماتِ قیامت میں بیان ہونے والے فتنوں سے مذہبی، معاشرتی، معاشی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بچنے اور ان میں مضمر امور کو وقت سے پہلے تیار رہیں۔

تاکہ مقاصدِ بعثت یعنی تعلیمِ کتاب، تعلیمِ حکمت، تزکیۂ نفوس اور مغیبات کے مکمل اصول وضوابط پر عمل ہو اور امت ہلاکت کے گہرے کنویں میں نہ گرے۔

شریعت نے دیندار طبقے، حفاظ، قراء، علمائے کرام اور دین کے مقتدیٰ ومقتدر افراد کے لیے مذکورہ بالا اصولِ شریعت پر ایمان، عمل، دعوت اور نفاذ کا حکم دیا ہے۔

لیکن جب علماٗ اور قراء ان اصولِ شریعت میں تفریق سے کام لیں یا ان میں سے کسی ایک حصے پر ایمان، اس پر عمل اور اس کی دعوت ونفاذ میں کوتاہی کریں، تو اللہ تعالیٰ کی نصرت ختم ہو کر شریعت کا اصل ڈھانچہ ختم ہو جاتا ہے۔

احادیثِ الفتن میں انہی امور کو بیان کیا گیا ہے اور ان میں سے کسی ایک حکم میں کمی وزیادتی کے وبال اور نقصانات کو بھی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ امت کے زوال کی علامتوں میں نقوش وحروف کی کثرت، کتابوں کی زیادہ طباعت، مگر حقیقی روپ سے خالی علم کا تذکرہ ہے۔ جس کو علم کا اُٹھ جانا کہا گیا ہے، اس کے بعد مسئلہ بتانے کے لیے عالم باعمل نہیں ہوں گے اور اگر عالم باعمل ہو بھی، لیکن وہ شریعت کے رموز سے ناواقف ہوں گے اور لوگوں کو غلط مسائل بتائیں گے، جس کی وجہ سے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہی کے گھڑے میں دھکیل دیں گے۔ رفتہ رفتہ دین کی اہمیت علماء قراء اور حفاظ کے دلوں سے نکل جائے گا تو

وہ ناچ گانوں کی طرح قرآن کو موسیقی کے اوزار کے ذریعے پڑھیں گے۔ دین کو دنیا طلبی کی خاطر سیکھیں گے۔ علماؑ اور قراء فاسق و فاجر ہوں گے۔

دین کی وقعت ان کے دلوں سے نکل جائے گی، تو چند روپوں کے عوض دین کے مسلّمہ قوانین، اصول وضوابط اور متعلقہ مسائل واحکام میں ترمیم و تبدل سے کام لیں گے۔

عالم کی شان تو یہ ہے کہ امراء اور مالداروں سے دور اور بادشاہوں کے مجالس کے قریب نہیں جائیں گے، مگر اصولِ شریعت کو چھوڑنے یا ان میں تفریق کی وجہ سے مالداروں کے پاس آکر کہیں گے کہ ہم ان سے دنیا لیں گے اور اپنا دین محفوظ کریں گے۔

ان کے دل دنیا کی محبت کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہوں گے، اس وجہ سے اس زمانے میں قراء تو کثرت سے ہوں گے مگر تلاوت پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے یہ تلاوت ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، قرآن کے حروف اور کتابوں کے الفاظ نہایت عمدہ طریقے سے ادا کریں گے، مگر ان کے مطلب بیان کرنے میں مخاطب کے مفاد پر زیادہ توجہ دیں گے، انہی کی خاطر حلال کو حرام اور سنت کو بدعت بنائیں گے۔ مسائل میں اپنے دل ودماغ اور عقل کو بنیاد بنا کر قرآن وسنت کو چھوڑ دیں گے۔ اور بعض تو قرآن کو اصل کہہ کر سنت کو چھوڑ دیں گے اور بعض قیاس کو اصل کر سنت کو چھوڑ دیں گے اور بعض عقل کو کہہ قیاسِ صحیح کو غلط کہیں گے، خطبے طویل اور نماز خشوع وخضوع سے خالی ہوں گے۔

دین فروشی کا یہ گروہ انسان لبادے میں شیطانی دلوں کے مالک ہوں گے، اپنے ہی اقتداء کرنے والے کو محض چند روپوں کی خاطر مختلف فرقوں تنظیموں میں منقسم کر کے امت کو منتشر کر دیں گے۔ اور عوام کو خدا سے باغی اور رسول اللہ ﷺ سے اعلانِ جنگ کرنے والوں کے غلام بنائیں گے۔

حدیث نمبر (۸۸) میں فرمایا کہ اس دور میں معروف بھی بعض اوقات شیطان کے دھوکے میں آکر گمراہی کی بات ان کی زبان سے نکلوا دیتے ہیں۔ اس موقعہ پر کسی عالم کی شہرت اور تقویٰ وطہارت پر اعتماد کر کے اس کی خلافِ شریعت بات کو تسلیم کرنا گمراہی ہے۔

کیونکہ دین میں جدت طرازی سے بچنا اصل اور قرآن وسنت کی اتباع بنیادی جڑ ہے۔ اس سے کسی نیک وصالح عالم کے ساتھ عقیدت رکھنے میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے، لیکن اگر دین کے معاملے اپنے ذاتی یا تنظیمی مفاد کی خاطر ایسی بات کرے، تو ایسا عالم قابل اقتداء نہیں اور نہ ہی مقتدائے دین ہے ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ عام علماؑ کی توہین سے اجتناب کرنا چاہیے۔ علماؑ کی کوتاہی کی وجہ سے دین بازیچۂ اطفال بن جائے گا اور لوگوں مسجدوں کو بلند و بالا تعمیر کر کے وہاں دنیاوی باتیں اور ان پر فخر کریں گے مگر وہاں خشوع وخضوع والی دو رکعت نہیں پڑھیں گے۔ دینداری تہمت ہوگی، نمازی شخص کو عار دلائی جائے گی، لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے۔ یوں دین کے چاروں بنیاد متزلزل ہوں گے۔

(۴۷)امت کے زوال کی علامتیں

عَن معَاذ بن أنس أَن رَسُول الله ﷺ قَالَ: لَا تزَال الْأمة على شَرِيعَة مَا لم يظْهر فيهم ثَلَاث: مَا لم يقبض مِنْهُم الْعلم

(أخرجہ أحمد وصححہ، وضعفہ الذہبی۔ در منثور، ج٦ ص۵۵)

ترجمہ: حضرت معاذ بن أنسؓ، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: یہ امت شریعت پر قائم رہے گی جب تک کہ ان میں تین چیزیں ظاہر نہ ہوں، جب تک کہ ان سے علم (اور علما) کو نہ اٹھالیا جائے۔

(٦٠)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلاً، وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا، وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّينِ ....فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ. (جامع ترمذی، ج۲ ص۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور **زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے**، دنیا کمانے کے لئے علم حاصل کیا جائے،۔۔۔تو اس وقت سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔"

(۴۵)عورت اور تجارت

عَن ابْن مَسْعُود عَن النَّبِي ﷺ قَالَ: بَين يَدي السَّاعَة تَسْلِيم الْخَاصَّة

وفشو التِّجَارَة حَتَّى تعين الْمَرْأَة زَوجهَا على التِّجَارَة وَقطع الْأَرْحَام **وفشو الْقَلَم** وَظُهُور الشَّهَادَة بالزور وكتمان شَهَادَة الْحق

(أخرجه أحمد والبخاري في الأدب المفرد والحاكم وصححه۔ درِ منثور ج:٦ ص٥٥)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ، حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: قیامت سے کچھ پہلے یہ علامتیں ظاہر ہوں گی: خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا، تجارت کا یہاں تک پھیل جانا کہ عورتیں، مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک اور مددگار ہوں گی، رشتہ داروں سے قطع تعلقی، **قلم کا طوفان برپا ہونا**، جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا۔

(٦٣) جاہل مفتی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فضلوا وأضلوا» (مشکوۃ، کتاب العلم، ص٣٣)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے سینے سے نکال لے، بلکہ علماؑ کو ایک ایک کرکے اٹھاتا رہے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے مسائل پوچھیں گے وہ جانے بوجھے بغیر فتویٰ دیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

(٦٤) علماؑ اور حکام

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: "إِنَّ أُنَاسًا مِنْ أُمَّتِي سَيَتَفَقَّهُونَ

فِي الدِّينِ، وَيَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ، وَيَقُولُونَ: نَأْتِي الْأُمَرَاءَ فَنُصِيبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ، وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِينِنَا. وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ، كَمَا لَا يُجْتَنَى مِنْ الْقَتَادِ إِلَّا الشَّوْكُ، كَذَلِكَ لَا يُجْتَنَى مِنْ قُرْبِهِمْ إِلَّا" (ابن ماجہ، ص۲۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک جماعت ہو گی جو دین کا قانون خوب حاصل کرے گی اور قرآن بھی پڑھے گی، وہ وہ کہیں گے: "آؤ ہم ان حاکموں کے پاس جا کر ان کی دنیا میں حصہ لگائیں، اور اپنا دین ان سے الگ رکھیں! لیکن ایسا نہیں ہو سکتا جیسے کہ کانٹے دار درخت سے سوائے کانٹوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا، اسی طرح ان حکام کے پاس جا کر بھی گناہوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔"

(۲۰) اہلِ حق اور علمائے سوء کے درمیان حدِ فاصل

عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله ﷺ: "العلماء أمناء الرسول على عباد الله ما لم يخالطوا السلطان: يعني: في الظلم، فإذا فعلوا ذلك فقد خانوا الرسل فاحذروهم واعتزلوهم"

(الحسن بن سفیان، مستدرک حاکم فی تاریخہ، والقاضی ابو الحسن عبد الجبار بن أحمد الاستر آبادی فی أمالیہ، و أبو نعیم والدیلمی والرافعی۔ کنز العمال ج: ۱۰ ص ۲۰۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ، حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: علمائے کرام، اللہ کے بندوں پر رسولوں کے امین (اور حفاظتِ دین کے ذمہ دار) ہیں، بشر طیکہ وہ اربابِ اقتدار سے گھل مل نہ جائیں اور (دینی تقاضوں کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے) دنیا میں نہ گھس پڑیں، لیکن جب وہ حکمرانوں سے شیر و شکر ہو گئے اور دنیا میں

گھس گئے تو انہوں نے رسولوں سے خیانت کی، پھر ان سے بچو! اور ان سے الگ رہو!"

(۳) قاریوں کی بہتات

عن أبي هريرة رضي الله عنه: قال: قال رسول الله ﷺ: "سيأتي على أمتي زمان يكثر فيه القراء ويقل فيه الفقهاء ويقبض العلم ويكثر الهرج، ثم يأتي من بعد زمان يقرأ القرآن رجال من أمتي لا يجاوز تراقيهم، ثم يأتي من بعد زمان يجادل المشرك بالله المؤمن في مثل ما يقول.

(مستدرک حاکم، کنز العمال ج: ۱۴ص ۲۱۸)

ترجمہ: میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جس میں "قاری" بہت ہوں گے، مگر "فقیہ" کم، علم کا قحط ہو جائے گا اور فتنہ وفساد کی کثرت۔ پھر اس کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا جس میں میری امت کے ایسے لوگ بھی قرآن پڑھیں گے جن کے حلق سے نیچے قرآن نہیں اترے گا (دل قرآن کے فہم اور عقیدت واحترام سے کورے ہوں گے)۔ پھر اس کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا، مؤمن سے دعویٰ توحید میں حجت بازی کرے گا۔"

(۵۱) حسن قرأت کے مقابلوں کا فتنہ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقرؤوا الْقُرْآنَ بِلُحُونِ الْعَرَبِ وَأَصْوَاتِهَا وَإِيَّاكُمْ وَلُحُونَ أَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُون أهل الْكِتَابَيْنِ وسيجي بعدِي قوم يرجعُونَ بِالْقُرْآنِ ترجع الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ مَفْتُونَةٌ قُلُوبُهُمْ وَقُلُوبُ الَّذِينَ يُعْجِبُهُمْ شَأْنُهُمْ».

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان ورزین فی کتابہ، مشکوۃ شریف، ص ۱۹۱)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ نے فرمایا: تم قرآن کو عرب

کے لب ولہجہ اور آواز میں پڑھا کرو! بوالہوسوں کے نغموں کی طرح پڑھنے اور یہود ونصاریٰ کے طرزِ قرأت سے بچو! میرے بعد کچھ آئیں گے جو قرآن کو موسیقی اور نوحہ کی طرح گاگا کر پڑھا کریں گے، (قرآن ان کی زبان ہی زبان پر ہوگا) حلق سے بھی نیچے نہیں اُترے گا، ان کے دل بھی فتنہ میں مبتلا ہوں گے اور ان لوگوں کے دل بھی جن کو ان کی نغمہ آرائی پسند آئے گی۔"

(۱۲) جاہل عابد اور فاسق قاری

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "يكون في آخر الزمان عباد جهال وقراء فسقة. (مستدرک حاکم، کنزالعمال، ج۱۴ص۲۲۲)

ترجمہ: "آخری زمانے میں بے علم عبادت گزار اور بے عمل قاری ہوں گے۔

(۳۸) اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے اُٹھ جانے کا دور

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ تَحْتَ يَدِ اللَّهِ، وَفِي كَنَفِهِ، مَا لَمْ تُمَالِ قُرَّاؤُهَا أُمَرَاءَهَا، وَمَا لَمْ يُزَكِّ صَالِحُوهَا فُجَّارَهَا، وَمَا لَمْ يُمَنِّ خِيَارُهَا شِرَارَهَا، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ رَفَعَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَدَهُ، ثُمَّ سَلَّطَ عَلَيْهِمْ جَبَابِرَتَهُمْ، فَسَامُوهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ، وَضَرَبَهُمْ بِالْفَاقَةِ وَالْفَقْرِ، وَمَلَأَ قُلُوبَهُمْ رُعْبًا» (کتاب الرقائق لابن المبارکؒ، ص۲۸۲)

ترجمہ: "حسن بصریؒ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: یہ امت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دستِ حفاظت کے تحت رہے گی اور اس کی پناہ میں رہے گی، جب تک کہ اس امت کے عالم اور قاری، حکمرانوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملائیں گے، اور امت کے نیک لوگ (از راہِ خوشامد) بدکاروں کی صفائی پیش نہیں کریں گے، اور جب تک کہ امت کے

اچھے لوگ (اپنے مفاد کی خاطر) بُرے لوگوں کو امیدیں نہیں دلائیں گے، لیکن جب وہ ایسا کرنے لگیں گے تو اللہ تعالٰی ان کے (سروں سے) اپنا ہاتھ اٹھالے گا، پھر ان میں کے جبار و قہار اور سرکش لوگوں کو ان پر مسلط کردے گا جو انہیں بدترین عذاب کا مزا چکھائیں گے اور انہیں فقر و فاقہ میں مبتلا کردے گا، اور ان کے دلوں کو (دشمنوں کے) رعب سے بھر دے گا۔"

(۷۶) بدعملی کے نتائج

عَن زِيَاد بن لبيد قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَقَالَ: «ذَاكَ عِنْدَ أَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ» . قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنحن نَقْرَأُ الْقُرْآن ونقرئه أبناءنا ويقرؤه ابناؤنا أَبْنَاءَهُم إِلَى يَوْم الْقِيَامَة قَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ زِيَادُ إِنْ كُنْتُ لَأُرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ أَوَلَيْسَ هَذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ لَا يَعْمَلُونَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيهِمَا» (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸)

ترجمہ: حضرت زیاد بن لبیدؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے کسی ہولناک چیز کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ: یہ اس وقت ہوگا جب علم جاتا رہے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور علم کیسے جاتا رہے گا؟ جبکہ ہم خود قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں، ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھائے گی اور تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ فرمایا زیاد! تیری ماں تجھے گم پائے (یعنی تو مر جائے) میں تو تجھے مدینہ کے فقیہ تر لوگوں میں سے سمجھتا تھا، (مگر تعجب ہے کہ تم تو اتنی سی بات کو بھی نہیں سمجھ پائے، آخر تمہیں علم کے اُٹھ جانے پر تعجب کیوں ہونے لگا؟) کیا یہ یہود و نصاریٰ تورات و انجیل نہیں پڑھتے؟ لیکن ان کی کسی بات پر بھی تو عمل نہیں کرتے (اسی بدعملی کے نتیجہ میں یہ امت بھی وحی کی برکات کھو بیٹھے گی، پس بے معنیٰ قیل و قال رہ جائے گی)۔"

(۶۴)انانیت اور خود پسندی کا دور

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " يَظْهَرُ هَذَا الدِّينُ حَتَّى يُجَاوِزَ الْبِحَارَ، وَحَتَّى يُخَاضَ بِالْخَيْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ يَأْتِي أَقْوَامٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا قَرَءُوهُ، قَالُوا: قَدْ قَرَأْنَا الْقُرْآنَ، فَمَنْ أَقْرَأُ مِنَّا؟ مَنْ أَعْلَمُ مِنَّا؟ " ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: «هَلْ تَرَوْنَ فِي أُولَئِكَ مِنْ خَيْرٍ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَأُولَئِكَ مِنْكُمْ، وَأُولَئِكَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَأُولَئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ» (کتاب الرقائق لابن المبارکؒ ص ۱۵۲، ورواہ ابو یعلی والبزار والطبرانی)

ترجمہ: "حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دین یہاں تک پھیلے گا کہ سمندر پار تک پہنچ جائے گا، اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بر و بحر میں گھوڑے دوڑائے جائیں گے، اس کے بعد ایسے گروہ آئیں گے جو قرآن مجید پڑھ لینے کے بعد کہیں گے: "ہم نے قرآن تو پڑھ لیا، اب ہم سے بڑا قاری کون ہے؟ ہم سے بڑھ کر عالم کون ہے؟" پھر آپ ﷺ نے صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ ان میں ذرا بھی خیر ہو گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: مگر ایسے لوگ بھی تم مسلمانوں ہی میں شمار ہوں گے، ایسے لوگ بھی اسی امت میں ہوں گے، یہ لوگ (دوزخ کی) آگ کے ایندھن ہوں گے!"

(۶۵)دین کی باتوں کو الٹ دیا جائے گا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا يُكْفَأُ – قَالَ زَيْدُ بْنُ يَحْيَى الرَّاوِيُّ: يَعْنِي الْإِسْلَامَ– كَمَا يُكْفَأُ الْإِنَاءُ " يَعْنِي الْخَمْرَ.

قِيلَ: فَكَيْفَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ بَيَّنَ اللَّهُ فِيهَا مابين؟ قَالَ: «يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّونَهَا». (رواہ الدارمی، مشکوۃ شریف، ص ۴۶۰)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ: دین کی سب سے پہلی چیز جو برتن کی طرح الٹی جائے گی وہ شراب ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! یہ کیسے ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت کو صاف صاف بیان فرمادیا ہے؟ فرمایا: کوئی اور نام رکھ کر اسے حلال کرلیں گے۔"

(۸۴) قرآن سے شبہات

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:"إِنَّهُ سَيَأْتِي نَاسٌ يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ، فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ، فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ (سنن دارمی ج۱ ص۷۴ واللفظ لہ، ورواہ نصر المقدسی فی الحجۃ واللالکائی فی السنۃ، وابن عبداللہ فی العلم، وابن أبی رمنین فی أصول السنۃ، والأصبھانی فی الحجۃ، وابن النجار، کمافی الکنز ص۳۷۴، وعن علی نحوہ کمافی الکنز ص۳۷۸)

ترجمہ: "حضرت امیر المؤمنین عمرؓ فرماتے ہیں: عنقریب کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن (کی غلط تعبیر) سے (دین میں) شبہات پیدا کرکے تم سے جھگڑا کریں گے، انہیں سنن سے پکڑو کیونکہ سنت سے واقف حضرات کتاب اللہ (کے صحیح مفہوم) کو خوب جانتے ہیں۔"

(۲۶) حرام چیزوں میں خانہ ساز تاویلیں

عن حذيفة رضي الله عنه –رفعه– "إذا استحلت هذه الأمة الخمر بالنبيذ والربا بالبيع والسحت بالهدية واتجروا بالزكاة فعند ذلك هلاكهم ليزدادوا إثما." (رواہ الدیلمی، کنزالعمال، ج۱۴ ص۲۲۶، حدیث: ۳۸۴۹۷)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ، آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: جب یہ امت

شراب کو مشروب کے نام سے، سود کو منافع کے نام سے، اور رشوت کو تحفے کے نام سے حلال کرلے گی، اور **مالِ زکوۃ سے تجارت کرنے لگے گی** تو یہ ان کی ہلاکت کا وقت ہوگا، گناہوں میں زیادتی اور ترقی کے سبب۔"

(۲۷)

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنْمٍ الأَشْعَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَاللَّهِ مَا كَذَبَنِي: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:" لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ. (صحیح بخاری، ج۲ص۸۳۷)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن غنم اشعریؓ فرماتے ہیں کہ: مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعریؓ نے بیان کیا۔ بخدا انہوں نے غلط بیانی نہیں کی کہ: انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: **یقیناً میری امت کے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی کو (خوشنما تعبیروں سے) حلال کرلیں گے۔**

(۳۳) آمریت اور جبر و استبداد کا دور

عن أبي ثعلبة الخشني وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ بَدَأَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً ثُمَّ مُلْكًا عَضُوضًا ثُمَّ كَانَ جَبْرِيَّةً وَعُتُوًّا وَفَسَادًا فِي الْأَرْضِ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرِيرَ وَالْفُرُوجَ وَالْخُمُورَ يُرْزَقُونَ عَلَى ذَلِكَ وَيُنْصَرُونَ حَتَّى يَلْقَوُا اللَّهَ» (ترجمان السنۃ، ج۴ص۷۵، واللفظ لترجمان السنۃ، مشکوۃ ص۴۶۰)

ترجمہ: ابو ثعلبہ الخشنیؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس دین کی ابتداء نبوت ورحمت سے فرمائی، پھر

(دور نبوت کے بعد) خلافت ورحمت کا دور ہوگا، اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی، اس کے بعد خالص آمریت، جبر واستبداد اور امت کے عمومی بگاڑ کا دور آئے گا، **یہ لوگ زناکاری، شراب نوشی اور ریشمی لباس کو حلال کرلیں گے**، اس کے باوجود ان کی مدد بھی ہوتی رہے گی اور انہیں رزق بھی ملتا رہے گا، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حضور پیش ہوں گے (یعنی مرتے دم تک)۔"

(۸۷) دینی مسائل میں غلط قیاس آرائی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ عَامٌ إِلَّا وَهُوَ شَرٌّ مِنَ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ. أَمَا إِنِّي لَسْتُ أَعْنِي عَامًا أَخْصَبَ مِنْ عَامٍ، وَلَا أَمِيرًا خَيْرًا مِنْ أَمِيرٍ، وَلَكِنْ عُلَمَاؤُكُمْ وَخِيَارُكُمْ وَفُقَهَاؤُكُمْ يَذْهَبُونَ، ثُمَّ لَا تَجِدُونَ مِنْهُمْ خَلَفًا، وَيَجِيءُ قَوْمٌ يَقِيسُونَ الْأُمُورَ بِرَأْيِهِمْ» (دارمی، ج:۱ص۵۸)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: تم پر ہر آئندہ سال پہلے سے بُرا آئے گا، میری مراد یہ نہیں کہ پہلا سال دوسرے سال سے غلّہ کی فراوانی میں اچھا ہوگا، یا ایک امیر دوسرے امیر سے بہتر ہوگا، بلکہ میری مراد یہ ہے کہ تمام علماء صالحین اور فقیہ ایک ایک کرکے اٹھتے جائیں گے اور تم ان کا بدل نہیں پاؤ گے اور (قحط الرجال کے اس زمانہ میں) بعض ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دینی مسائل کو محض اپنی ذاتی قیاس آرائی سے حل کریں گے۔"

(۱۰) دین کے لیے مشکلات کا پیش آنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالقَابِضِ عَلَى الجَمْرِ (ترمذی، ج۲ص۵۰، باب من ابواب الفتن)

ترجمہ: "لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والے کی

مثال ایسی ہو گی جیسے کوئی شخص آگ کے انگاروں سے مٹھی بھر لے۔"

(۸۵)قرآنی دعوت کا دعویٰ

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ، وَقَبْضُهُ أَنْ يُذْهَبَ بِأَصْحَابِهِ، عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي مَتَى يُفْتَقَرُ إِلَيْهِ أَوْ يُفْتَقَرُ إِلَى مَا عِنْدَهُ، إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ أَقْوَامًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ يَدْعُونَكُمْ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَقَدْ نَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ فَعَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّبَدُّعَ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَطُّعَ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّعَمُّقَ، وَعَلَيْكُمْ بِالْعَتِيقِ» (سنن دارمی ج۱ ص۵۰)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: علم کے اُٹھ جانے سے پہلے پہلے علم حاصل کرلو! علم کا اُٹھ جانا یہ ہے کہ اہلِ علم رخصت ہو جائیں گے، خوب مضبوطی سے علم حاصل کرو! تمہیں کیا خبر کہ کب اس کو ضرورت پیش آجائے یا دوسروں کو اس کے علم کی ضرورت پیش آئے اور علم سے فائدہ اُٹھانا پڑے، عنقریب تم ایسے لوگوں کو پاؤگے جن کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ تمہیں قرآنی دعوت دیتے ہیں، حالانکہ کتاب اللہ کو انہوں نے پسِ پشت ڈال دیا ہوگا، اس لئے علم پر مضبوطی سے قائم رہو! نئی اُپج، بے سود کی موشگافی اور لایعنی غور وخوض سے بچو! (سلف صالحین کے) پرانے راستہ پر قائم رہو!"

(۸۶)سنت کے مفہوم میں مغالطہ اندازی

عن عبد الله قال : كيف أنتم إذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير ويربو فيها الصغير إذا ترك منها شيء قيل تركت السنة قالوا ومتى ذاك قال إذا

ذهبت علماؤكم وكثرت جهلاؤكم وكثرت قراؤكم وقلت فقهاؤكم وكثرت أمراؤكم وقلت أمناؤكم والتمست الدنيا بعمل الآخرة وتفقه لغير الدين

(رواہ الدارمی ج:۱ص۵۸، باب تغیر الزمان وما یحدث فیہ)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ فتنہ تم میں سرایت کر جائے گا، ادھیڑ عمر کے لوگ اسی میں بوڑھے ہو جائیں گے اور بچے جوان ہو جائیں گے، **اور لوگ اسی فتنہ کو سنت قرار دے لیں گے کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو کہا جائے گا کہ: "سنت چھوڑ دی گئی!"** عرض کیا گیا: ایسا کب ہوگا؟ فرمایا: جب تمہارے علمأ جاتے رہیں گے اور (پڑھے لکھے) جاہلوں کی کثرت ہوگی، تم میں حرف خواں زیادہ اور فقیہ کم ہوں گے، امیر زیادہ اور دیانت دار کم ہوں گے، آخرت والے اعمال سے دنیا سمیٹی جائے گی اور بے دینی کے لئے اسلامی قانون پڑھا جائے گا۔"

وأخرج الامام مالک فی جامع الصلوٰة: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ لِإِنْسَانٍ: إِنَّكَ فِي زَمَانٍ كَثِيرٍ فُقَهَاؤُهُ، قَلِيلٍ قُرَّاؤُهُ، تُحْفَظُ فِيهِ حُدُودُ الْقُرْآنِ، وَتُضَيَّعُ حُرُوفُهُ. قَلِيلٌ مَنْ يَسْأَلُ. كَثِيرٌ مَنْ يُعْطِي. يُطِيلُونَ فِيهِ الصَّلاَةَ، وَيَقْصُرُونَ الْخُطَبَةَ. يُبَدُّونَ أَعْمَالَهُمْ قَبْلَ أَهْوَائِهِمْ. وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ، كَثِيرٌ قُرَّاؤُهُ، تُحْفَظُ فِيهِ حُرُوفُ الْقُرْآنِ وَتُضَيَّعُ حُدُودُهُ، كَثِيرٌ مَنْ يَسْأَلُ، قَلِيلٌ مَنْ يُعْطِي. يُطِيلُونَ فِيهِ الْخُطْبَةَ، وَيَقْصُرُونَ الصَّلاَةَ. يُبَدُّونَ فِيهِ أَهْوَاءَهُمْ قَبْلَ أَعْمَالِهِمْ.

ترجمہ: "مؤطا امام مالک کی ایک روایت میں ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: دیکھو! تم ایسے زمانہ میں ہو جس میں فقیہ زیادہ ہیں اور قاری کم، اس زمانہ میں قرآن کے حروف سے زیادہ اس کی حدود کی نگہداشت کی جاتی ہے، مانگنے والے کم اور دینے والے زیادہ ہیں، خطبہ مختصر اور نماز لمبی ہوتی ہے، اس زمانہ

میں لوگ اعمال کو خواہشات پر مقدم رکھتے ہیں، اور ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں فقیہ کم ہوں گے اور قاری زیادہ، قرآن کی خوب حفاظت کی جائے گی مگر اس کی حدود کو پامال کیا جائے گا، مانگنے والوں کی بھیڑ ہو گی، لیکن دینے والے کم ہوں گے، تقریریں بڑی لمبی چوڑی کریں گے لیکن نماز مختصر سی پڑھیں گے، اور لوگ اعمال سے پہلے اپنی خواہشات کو آگے رکھیں گے۔"

(۳)

"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: سيأتي على أمتي زمان يكثر فيه القراء ويقل فيه الفقهاء ويقبض العلم ويكثر الهرج، ثم يأتي من بعد زمان يقرأ القرآن رجال من أمتي لا يجاوز تراقيهم، ثم يأتي من بعد زمان يجادل المشرك بالله المؤمن في مثل ما يقول."

(مستدرک حاکم، کنز العمال ج: ۱۴ص: ۲۱۸)

ترجمہ: "میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جس میں "قاری" بہت ہوں گے، مگر "فقیہ" کم، علم کا قحط ہو جائے گا اور فتنہ وفساد کی کثرت۔ پھر اس کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا جس میں میری امت کے ایسے لوگ بھی قرآن پڑھیں گے جن کے حلق سے نیچے قرآن نہیں اُترے گا (دل قرآن کے فہم اور عقیدت و احترام سے کورے ہوں گے)۔ پھر اس کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا، مؤمن سے دعویٔ توحید میں حجت بازی کرے گا۔

(۷۵) انسانی لباس میں شیطان

عن حذيفة رضي الله عنه قال: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ» قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: «قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ» قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ: «هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ المُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ «فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ المَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ»

(مشکوۃ ص۴۶۱: واللفظ لہ، بخاری ج۲ ص۱۰۴۹)

ترجمہ: "حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: لوگ آنحضرت ﷺ سے خیر کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے شر کے بارے میں تحقیق کیا کرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے لاعلمی کی وجہ سے پہنچ جائے۔ فرماتے ہیں: میں نے (ایک دفعہ) عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں پھنسے ہوئے تھے، حق تعالیٰ شانہ نے (آپ ﷺ کی بدولت) ہمارے پاس یہ خیر بھیج دی (یعنی اسلام) تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: ہاں! مگر اس میں کدورت ہوگی۔ میں نے کہا: دوسری چیزوں کی تلقین کریں گے، ان میں نیک و بد کی آمیزش ہوگی۔ میں نے کہا: اچھا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کی دعوت پر لبیک کہے گا،

اسے جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! ذراان کا حال تو بیان فرمایئے۔ فرمایا: وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے (یعنی اسلام کے مدعی ہوں گے اور اسلامی اصطلاحات کو مطلب براری کے لئے استعمال کریں گے)۔ میں نے عرض کیا: اگر یہ بُرا وقت مجھ پر آجائے تو آپ ﷺ مجھے کیا ہدایت فرماتے ہیں؟ فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اوران کے امام سے چمٹے رہنا! میں نے کہا: اگر اس وقت نہ مسلمانوں کی جماعت ہو، نہ امام تو پھر؟ فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے الگ رہ، خواہ تمہیں کسی درخت کی جڑ میں جگہ بنانا پڑے، حتیٰ کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔"

قَالَ: «يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ»، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: «تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلْأَمِيرِ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ، فَاسْمَعْ وَأَطِعْ»(مشکوۃ المصابیح ص۴۶۱)

ترجمہ: "اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بعد کچھ مقتدا اور حکام ہوں گے جو نہ میری سیرت پر چلیں گے، نہ میری سنت کو اپنائیں گے، ان میں کچھ ایسے لوگ کھڑے ہوں گے جن کے قلوب انسانی جسم میں شیاطین کے قلوب ہوں گے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر یہ بُرا وقت مجھ پر آجائے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟

فرمایا: (جائز امور میں) امیر کی سمع وطاعت بجالانا، خواہ وہ تیری کمر پر کوڑے مارے اور تیرا مال لوٹ لے، تب بھی سمع وطاعت بجالانا!

(۸۸) جدت طرازی کا سبب شہرت طلبی

عن يَزِيدَ بْنَ عُمَيْرَةَ – وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ – أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ لَا يَجْلِسُ مَجْلِسًا لِلذِّكْرِ حِينَ يَجْلِسُ إِلَّا قَالَ: «اللَّهُ حَكَمٌ قِسْطٌ هَلَكَ الْمُرْتَابُونَ»، فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَوْمًا: " إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ فِتَنًا يَكْثُرُ فِيهَا الْمَالُ، وَيُفْتَحُ فِيهَا الْقُرْآنُ حَتَّى يَأْخُذَهُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُنَافِقُ، وَالرَّجُلُ، وَالْمَرْأَةُ، وَالصَّغِيرُ، وَالْكَبِيرُ، وَالْعَبْدُ، وَالْحُرُّ، فَيُوشِكُ قَائِلٌ أَنْ يَقُولَ: مَا لِلنَّاسِ لَا يَتَّبِعُونِي وَقَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ؟ مَا هُمْ بِمُتَّبِعِيَّ حَتَّى أَبْتَدِعَ لَهُمْ غَيْرَهُ، فَإِيَّاكُمْ وَمَا ابْتُدِعَ، فَإِنَّ مَا ابْتُدِعَ ضَلَالَةٌ، وَأُحَذِّرُكُمْ زَيْغَةَ الْحَكِيمِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ عَلَى لِسَانِ الْحَكِيمِ، وَقَدْ يَقُولُ الْمُنَافِقُ كَلِمَةَ الْحَقِّ "، قَالَ: قُلْتُ لِمُعَاذٍ: مَا يُدْرِينِي رَحِمَكَ اللَّهُ أَنَّ الْحَكِيمَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ وَأَنَّ الْمُنَافِقَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الْحَقِّ؟ قَالَ: «بَلَى، اجْتَنِبْ مِنْ كَلَامِ الْحَكِيمِ الْمُشْتَهِرَاتِ (وفي رواية الْمُشَبِّهَاتِ) الَّتِي يُقَالُ لَهَا: مَا هَذِهِ؟ وَلَا يُثْنِيَنَّكَ ذَلِكَ عَنْهُ، فَإِنَّهُ لَعَلَّهُ أَنْ يُرَاجِعَ، وَتَلَقَّ الْحَقَّ إِذَا سَمِعْتَهُ فَإِنَّ عَلَى الْحَقِّ نُورًا» (ابوداؤد ص ۶۳۳)

ترجمہ: "یزید بن عمرہؒ، جو حضرت معاذؓ کے شاگرد تھے، فرماتے ہیں کہ: حضرت معاذؓ جب بھی وعظ کے لئے بیٹھتے یہ کلمہ ضرور فرماتے: "اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے والا، انصاف کرنے والا ہے، شک میں پڑنے والے ہلاک ہوئے۔" ایک دن حضرت معاذؓ نے فرمایا: تمہارے بعد بہت سے فتنے پیدا ہوں گے، اس زمانہ میں مال بہت ہوگا، اور قرآن (ہر ایک کے لئے) کھلا ہوا ہوگا، جس سے مؤمن بھی دلیل پکڑے گا اور منافق بھی، مرد بھی دلیل

پکڑے گا اور عورت بھی، بڑا بھی اور چھوٹا بھی، غلام بھی اور آزاد بھی، بعید نہیں کہ کوئی کہنے والا یہ کہے: "کیا بات ہے؟ میں نے قرآن پڑھ لیا پھر بھی لوگ میری پیروی نہیں کرتے! لوگ میری پیروی نہیں کریں گے جب تک کہ میں ان کے سامنے کوئی نئی بات پیش نہ کروں۔" (حضرت معاذؓ نے فرمایا: پس (دین میں) جدت طرازی سے بچتے رہنا، کیونکہ ایسی جدت (نئی بات) گمراہی ہے! اور میں تمہیں عالم کی لغزش سے ڈراتا ہوں، کیونکہ شیطان کبھی گمراہی کی بات عالم کے منہ سے بھی نکلوا دیتا ہے، اور کبھی منافق آدمی بھی سچی بات کہہ سکتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نے کہا: حضرت! مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ صاحبِ علم نے گمراہی کی بات کہی اور منافق کی منہ سے کلمۂ حق نکلا (آخر حق و باطل کی شناخت کا معیار کیا ہوگا؟) فرمایا: ہاں! (میں بتلاتا ہوں) صاحبِ علم کی ایسی مشتبہ بات سے پرہیز کرو جس کے بارے میں (عام اہلِ علم کی جانب سے) کہا جائے: "یہ کیا بات ہوئی؟" (ایسی صورت میں سمجھ لو کہ یہ بات غلط ہے)، لیکن صرف اس غلطی کی بناپر تمہیں اس سے برگشتہ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ شاید وہ اپنی غلطی سے رجوع کرلے، (ہاں! حق واضح ہو جانے کے بعد بھی وہ اپنی غلطی پر اصرار کرے تو ایسا شخص عالم ہی نہیں بلکہ جاہل ہے)، اور حق بات خواہ کسی سے سنو، اسے قبول کرلو، کیونکہ حق پُر نور ہوتا ہے۔"

(۹۱) دین کے معاملے میں رشوت

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "«خُذُوا الْعَطَاءَ مَا دَامَ عَطَاءً، فَإِذَا صَارَ رِشْوَةً عَلَى الدِّينِ فَلَا تَأْخُذُوهُ، وَلَسْتُمْ بِتَارِكِيهِ يَمْنَعُكُمُ الْفَقْرَ وَالْحَاجَةَ (رواہ الطبرانی کما فی مجمع الزوائد ج:۵ ص۲۷ واللفظ لہ، وابن عساکر نحوہ عن ابن مسعود، کمافی الکنز ج:۱ ص۲۱٦)

ترجمہ: "حضرت معاذؓ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ہدیہ اس وقت تک قبول کر سکتے ہو جب تک کہ وہ ہدیہ رہے، لیکن جب وہ "دین کے معاملے رشوت" بن جائے تو اسے قبول نہ کرو! مگر (ایسا نظر آتا ہے) کہ تم (امت کے عام لوگ) اسے چھوڑو گے نہیں، کیونکہ فقر اور ضرورت تمہیں مجبور کرے گی۔

(۱۳) مساجد پر فخر

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ" (ابن ماجہ، ص ۵۴، ونحوہ عند النسائی، ج ۱ ص ۱۱۳)

ترجمہ: "قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں (بیٹھ کر یا مساجد کے بارے میں) فخر کرنے لگیں گے۔"

(۴۶)

عَن ابْن مَسْعُود: سَمِعت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يَقُول: إِن من أَشْرَاط السَّاعَة أَن يمر الرجل فِي الْمَسْجِد لَا يُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ (اخرجہ ابن مردویہ والبیہقی شعب الایمان، در منثور، ج ۶ ص ۵۵)

ترجمہ: "حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد سے گزر جائے گا مگر اس میں دو رکعت نماز نہیں پڑھے گا۔

(۵۶) ترقی پسندانہ ٹھاٹ باٹ

عَن ابْن عمر رَضِي الله عَنْهُمَا مَرْفُوعا يكون فِي آخر هَذِه الْأمة رجال يركبون على المياثر حَتَّى يَأْتُوا أَبْوَاب الْمَسَاجِد (أخرجہ الحاکم وصححہ، درِ منثور، ج ۶ ص ۵۵)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: اس امت کے

آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو ٹھاٹھ سے زین پوشوں پر بیٹھ کر مسجدوں کے دروازوں تک پہنچا کریں گے۔

(٦٢)مساجد کی بے حرمتی

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ حَدِيثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي أَمْرِ دُنْيَاهُمْ. فَلَا تُجَالِسُوهُمْ فَلَيْسَ لِلَّهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ»(رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوۃ ص۷۱)

ترجمہ: حضرت حسنؒ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جبکہ لوگ مسجدوں میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کیا کریں گے، تم ان کے پاس نہ بیٹھنا، اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔"

(٩٤)مسجد میں دنیاوی باتوں کے لئے حلقہ لگانا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَجْلِسُونَ فِي الْمَسَاجِدِ حِلَقًا حِلَقًا، إِمَامُهُمُ الدُّنْيَا، فَلَا تُجَالِسُوهُمْ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ لِلَّهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ» (أخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر، السنن الواردة فی الفتن وغوائلها والساعة وأشراطها: ٣/٣٤ص: ٦٦٥)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں میں حلقے بنا کر دنیاوی باتیں کریں گے، پس تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو، کیونکہ اللہ کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

(٣١)قیامت کی واضح علامات

يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن تزخرف المحاريب وأن تخرب القلوب يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن تكنف المساجد وأن تعلو المنابر(کنز العمال ج: ١٤ص ٢٢٤)

ترجمہ: اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ محرا بیں سجائی جائیں گی اور دل ویران ہوں گے۔ اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ ہے کہ مسجدوں کے احاطے عالیشان بنائے جائیں گے اور اونچے اونچے منبر رکھے جائیں گے۔

(٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلاً، وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا،وَظَهَرَتِ الأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ ...... وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ.
(جامع ترمذی، ج۲ص۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے **اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں**۔۔۔تو اس وقت سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔"

(٧)

عن أنس رضي الله -رفعه-:"من اقتراب الساعة أن يرى الهلال قبلا فيقال: لليلتين، وأن تتخذ المساجد طرقا، وأن يظهر موت الفجأة".

(طبرانی اوسط، کنز العمال، ج۱۴ ص۲۲۰۔ جمع الفوائد، ج۳ص۴۴۳، حدیث: ۹۸۰۸ مطبوعہ علوم القرآن، بیروت)

ترجمہ: "قربِ قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ چاند پہلے سے دیکھ لیا جائے گا، اور (پہلی تاریخ کے چاند کو) کہا جائے گا کہ یہ تو دوسری تاریخ کا ہے، اور مسجدوں کو گزر گاہ بنا لیا

جائے گا،اور "ناگہانی موت" عام ہو جائے گی۔"

(۹۲) نماز پڑھنے پر عار دلانے کا دور

"ستكون فتنة يفارق الرجل فيها أخاه وأباه تطير الفتنة في قلوب الرجال منهم إلى يوم القيامة حتى يعير الرجل فيها بصلاته كما تعير الزانية بزناها"

(طبرانی عن ابن عمر۔ کنز العمال ج:۱۱ ص:۱۸ احدیث:۳۱۱۳۳)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ: ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے بھائی اور باپ سے قطع تعلق کرے گا اور ان لوگوں میں سے بعض کے دلوں میں فتنہ قیامت تک کے لئے گھر کر جائے گا، یہاں تک کہ آدمی کو نماز پڑھنے پر ایسی عار دلائی جائے گی جیسے زانیہ کو زنا پر عار دلائی جاتی ہے۔"

باب چہارم: ظہورِ مہدی سے پہلے امتِ مسلمہ کے اجتماعی حالات

احادیث کا ترجمہ اور مختصر خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو امتِ وسط یعنی معتدل امت بنایا ہے، گذشتہ امتوں کے برعکس اس امت کے شیرازے کو منتشر ہونے سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ہر فرد کو اس بات ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ خود بھی نیک رہے اور دوسروں کو بھی نیکی کی تلقین کریں، خود بھی گناہوں سے بچیں اور دوسروں کو بھی گناہوں سے روکیں۔ اور اس کی وجہ سے اس امت کے ہر فرد کے دل میں امانت و دیانت کو راسخ کر دیا گیا تھا۔

مگر انفرادی اعمال میں سستی اور رفتہ رفتہ اس کو ترک کرنے کی وجہ سے گناہوں کے اثرات دلوں پر حاوی ہو گئے اور یوں نورِ ایمان یعنی امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں سے نکل کر اس کی جگہ آبلے ابھرنے لگے اور عوام تو عوام خواص میں بھی امانت ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ لوگوں کے ذہنوں میں عقل مندی مال کی کثرت شمار ہو گی، چاہے ایمان ہو یا نہ ہو۔

عوام کی خرابی کی وجہ حکمرانوں کی خرابی ہے کیونکہ جب حکمرانوں میں قدرت کے باوجود امانت باقی نہیں رہتی، اور عہدے کے سپردگی میں امانت کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا، بلکہ ہر نااہل شخص کو عہدہ دیا جانے لگا، تو گویا اس امت نے دنیا کو بڑی چیز سمجھ لیا، جب سربراہی جیسی بڑی ذمہ داری میں کوتاہی برداشت ہونے لگی، تو اس سے اسلام کا ایک عظیم رکن لرز گیا اور یہ سب کچھ دنیا کی عظمت کی وجہ سے تھا تو گویا اسلام کی ہیبت لوگوں کے دلوں سے نکل گئی۔ پھر نیکوں کا حکم دینا بھی اختیار میں نہ رہا اور یوں وحی کے برکات سے بھی محروم ہوئے۔ اس وجہ سے دعاؤں کی قبولیت ختم ہو گئی۔

اس کے بعد خطرناک مرحلہ نوجوان کا احکامات کے ادا کرنے میں سستی کر کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جانا اور ان کے دیکھا دیکھی عورتوں میں بے حیائی اور فحاشی آنے لگی، چست لباس میں کپڑے پہننے کے باوجود ننگی دکھائی دینے کا رواج ہو گا۔ اور مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے اپنے سروں کو بختی اونٹوں کی طرح بلند چوٹی کرنا عام ہو گا۔ اور راستوں میں ناز و نخرے سے چلنے لگیں گی اور مرد ان کی چالوں میں پھنس جائیں گے اور یوں زنا کا بازار گرم ہو جائے گا اور حرامی بچے زیادہ ہوں گے۔

اس طرح نسلی بگاڑ عام ہو جائے گا، شیطان اعمال کی کثرت سے زنا کی زیادتی فساق و فجار کے معاشرے کو ہم جنس پرستی کی لت میں پھنسا دے گی اور یوں اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے گر جائے گا۔

نیکی اور برائی کا تصور اشرافیہ طبقے سے ختم ہو جائے گا اور اسلام صرف نام کا رہ جائے گا، حکام کی جانب سے سرکاری خزانے میں ظلم و ستم کے بعد عوام الناس میں بھی امانت نام کی چیز باقی نہ رہے گی۔ شراب پانی کی طرح حلال، سود، رشوت اور دیگر ناجائز امور کے نام بدل بدل کر گناہوں کی رہ سہی تمیز بھی ان سے نکل جائے گی۔ قرآن و سنت کے مسلمہ اصول، روزِ محشر، قیامت، دجال، حیاتِ عیسیٰ علیہ

السلام، حوضِ کوثر اور شفاعت وغیرہ امورِ دین سے انکار کریں گے۔

خوش بخت لوگوں کی کثرت کمینوں کی ہو گی، جو بغیر مطالبے کے قسم کھائیں گے، جھوٹی گواہی اور حق گواہی کو چھپانا عام ہو گا، اس طرح ان کا عقل مسخ ہو جائے گا تو سچوں کو جھوٹا اور جھوٹوں کو سچا تصور کریں گے۔ امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار سمجھیں گے۔

مرد عورتوں کے کام کرنے کو عزت سمجھیں گے اور عورتیں مردوں کے کام کرنے کو اپنے لئے فخر کی چیز سمجھیں گی۔ تجارتی کثرت کی وجہ سے عورتیں شوہر کے ساتھ تجارت کرنے کو فخر سمجھیں گی۔ معاشرتی بحران کی وجہ سے خاندانی نظام خود بخود متاثر ہو گا اس کی وجہ سے صلہ رحمی اور رشتہ داروں سے تعلق ختم ہو جائے گا۔

ظاہر داری اور چاپلوسی کو لوگ مہارت سمجھیں گے۔ ظاہراً دوست اور چھپکے دشمن ہوں گے۔ حتیٰ کہ اپنے ساتھ بھی دھوکہ دہی سے کام لیں گے اپنے سفید بالوں کو اپنے آپ کو دھوکہ دینے اور دوسروں کو خلافِ حقیقت دکھان کے لئے خضاب لگانے کو عیب نہیں سمجھیں گے۔ بدکاری عقلمندی کی نشان ہو گی اور بدزبانی مہارت شمار ہو گی۔

لوگوں کی عزت ان کی بدزبانی سے بچنے کی وجہ سے کی جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے ہر امتی کو مشورہ دیا کہ اگر اس زمانے میں جینا نصیب ہو تو بدکاری اختیار کرنے کے بجائے "نکو" کہلانے کو پسند کرے۔

ہر نیک و بد کا مقصدِ حیات جیب اور پیٹ ہو گا، روزہ دار، کلمہ گو، گانے بجانے اور شراب کو قانونی سمجھیں گے اور آپس میں میل جول کے دوران گالی گلوچ کو عیب کی چیز نہیں کہیں گے۔ اس دور میں عقلیں ناپید اور کم عقلوں کی کثرت ہو گی۔ لعنت، گالی اور پولیس کی کثرت ہو گی۔

نااہلوں کی اس دورِ حکمرانی میں نیک و صالح لوگوں کا اگرچہ وجود ہو گا، مگر پھر بھی جب گناہوں کی گندگی زیادہ ہو جائے گی، تو اللہ تعالیٰ پھر ایسے لوگوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

(۲۳)قیامت کب ہو گی؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ القَوْمَ، جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ .... قَالَ: «فَإِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ»، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: «إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ»(صحیح بخاری،ج ا ص ۱۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اس اثنا میں کہ نبی کریم ﷺ کچھ بیان فرمارہے تھے، اچانک ایک اعرابی آیا اور عرض کیا: (یارسول اللہ!) قیامت کب ہو گی؟ فرمایا: جب امانت اٹھ جائے گی! اعرابی نے کہا: امانت اٹھ جانے کی صورت کیا ہو گی؟ فرمایا: جب اختیارات نااہلوں کے سپرد ہو جائیں تو قیامت کا انتظار کرو!

(۲۴)دلوں سے امانت نکل جائے گی

عن حُذَيْفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ، رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ: حَدَّثَنَا: «أَنَّ الأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ القُرْآنِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ» وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ: " يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ، فَتُقْبَضُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ المَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ، فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ، فَلاَ يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الأَمَانَةَ، فَيُقَالُ: إِنَّ فِي بَنِي فُلاَنٍ رَجُلًا أَمِينًا، وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ، وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ (مشکوۃ شریف ص ۴۶۱، بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۴۹)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے دو باتیں بتلائیں: ایک تو

میں نے آنکھوں سے دیکھ لی، اور دوسری کا منتظر ہوں۔ پہلی بات آپ نے یہ بتلائی کہ: امانت (نورِ ایمان) لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اُترا، بعد ازاں انہوں نے قرآن سیکھا، پھر سنت کا علم حاصل کیا (اس کا مشاہدہ تو میں نے خود کر لیا ہے)۔ دوسری بات آپ ﷺ نے امانت کے اُٹھ جانے کے بارے میں فرمائی۔ فرمایا کہ: آدمی ایک دفعہ سوئے گا تو امانت کا کچھ حصہ اس کے دل سے نکال لیا جائے گا، چنانچہ تل کے نشان کی طرح اس کا نشان رہ جائے گا، پھر دوبارہ سوئے گا تو امانت کا بقیہ حصہ بھی قبض کر لیا جائے گا، اس کا نشان آبلہ کی طرح رہ جائے گا، جیسے تم اپنے پاؤں پر آگ کا انگارہ کھینچو تو آبلہ اُبھرا ہوا نظر آئے گا، مگر اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا، اور دن بھر لوگ خرید و فروخت کریں گے لیکن ایک بھی مشکل سے ایسا نہیں مل سکے گا جو امانت ادا کرتا ہو، چنانچہ (دیانت کا اس قدر قحط ہو گا کہ) یہ کہا جائے گا کہ: "فلاں قبیلہ میں ایک آدمی امانت دار ہے!" اور (بداخلاقی کا یہ حال ہو گا کہ) ایک آدمی کے متعلق یہ کہا جائے گا: "واہ وا! کتنا عقل مند آدمی ہے، کتنا زندہ دل ہے، کتنا بہادر ہے (وہ ایسا ہے، ویسا ہے)۔" حالانکہ اس بندۂ خدا کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تو ایمان نہیں ہو گا۔"

(۳۰) تین جرائم تین سزائیں

عَن أبي هُرَيْرَة قَالَ: قَالَ رَسُول الله ﷺ إِذا عظمت أمتِي الدُّنْيَا نزعت مِنْهَا هَيْبَة الْإِسْلَام واذا تركت الْأَمر بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْي عَن الْمُنكر حرمت بَرَكَة الْوَحْي وَإِذا تسابَّت امتي سَقَطت من عين الله

(درِ منثور، ج۲ ص۳۰۲، بروایت حکیم ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت و وقعت اس کے قلوب سے نکل جائے

گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کے برکات سے محروم ہو جائے گی، اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی، تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی۔"

(۳۷)دعاؤں کے قبول نہ ہونے کادور

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اليَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلاَ يُسْتَجَابُ لَكُمْ. (جامع ترمذی، ج۲ص۳۹)

ترجمہ: "حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تمہیں نیکی کا حکم کرنا ہوگا، اور برائی سے روکنا ہوگا، ورنہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب نازل فرمائیں، پھر تم اللہ سے اس عذاب کے ٹلنے کی دعائیں بھی کروگے تو قبول نہ ہوں گی۔"

(۵۹) کیاایسابھی ہوگا؟

عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عِيسَى الْمَدِينِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَيْفَ بِكُمْ إِذَا فَسَقَ فِتْيَانُكُمْ، وَطَغَى نِسَاؤُكُمْ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّ ذَلِكَ لَكَائِنٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَأَشَدُّ مِنْهُ، كَيْفَ بِكُمْ إِذَا لَمْ تَأْمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّ ذَلِكَ لَكَائِنٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَأَشَدُّ مِنْهُ، كَيْفَ بِكُمْ إِذَا رَأَيْتُمُ الْمُنْكَرَ مَعْرُوفًا، وَالْمَعْرُوفَ مُنْكَرًا؟» (کتاب الرقائق لابن المبارک، ص۴۸۴)

ترجمہ: موسیٰ بن ابی عیسی مدینیؒ سے روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس

وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے نوجوان بدکار ہو جائیں گے اور تمہاری لڑکیاں اور عورتیں تمام حدود پھلانگ جائیں گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا: ہاں! **اور اس سے بھی بڑھ کر۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب نہ تم بھلائی کا حکم کروگے، نہ برائی سے منع کروگے، نہ برائی سے منع کروگے**؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا: ہاں! اور اس سے بھی بدتر۔ **اس وقت تم پر کیا گزرے گی، جب تم برائی کو بھلائی، اور بھلائی کو برائی سمجھنے لگو گے؟"**

(۷۳) فتنہ زدہ قلوب

قَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا، فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا، نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا، نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ، حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ، عَلَى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ، وَالْآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ، مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا، وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا، إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ» (صحیح مسلم، ج۱ص۸۲)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت ﷺ سے خود سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: فتنے دلوں میں اسی طرح یکے بعد دیگرے در آئیں گے جس طرح چٹائی میں یکے بعد دیگرے ایک ایک تنکا در آتا ہے، چنانچہ جس دل نے ان فتنوں کو قبول کرلیا اور وہ اس میں پوری طرح رچ بس گئے اس پر (ہر فتنہ کے عوض) ایک سیاہ نقطہ لگتا جائے گا، اور جس قلب نے اس کو قبول نہ کیا اس پر (ہر فتنہ کو رد کردینے کے عوض) ایک سفید نقطہ لگتا جائے گا، یہاں تک کہ دلوں کی دو قسمیں ہو جائیں گی: ایک سنگِ مرمر جیسا سفید کہ اسے رہتی دنیا تک کوئی فتنہ نقصان نہیں دے گا، اور دوسرا خاکستر رنگ کا

سیاہ، اُلٹے کوزے کی طرح (کہ خیر کی کوئی بات اس میں نہیں ٹکے گی) **یہ بجز ان خواہشات کے جو اس میں رچ بس گئی ہیں نہ کسی نیکی کو نیکی سمجھے گا، نہ کسی برائی کو برائی (اس کے نزدیک نیکی اور بدی کا معیار بس اپنی خواہش ہو گی)۔"**

(۵۵) خیر سے بے بہرہ لوگوں کی بھیڑ

عَن عبد الله بن عَمْرو قَالَ: قَالَ رَسُول اللهﷺ: لَا تقوم السَّاعَة حَتَّى يَأْخُذ الله شريطته من أهل الأَرْض فَيبقى مِنْهَا عجاج لَا يعْرفُونَ مَعْرُوفا وَلَا يُنكرُونَ مُنْكرا (أخرجه أحمد والحاكم وصححه، در منثور ج٦ ص٥٥)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ: حضور اقدسﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو زمین والوں سے چھین لے گا، پھر زمین پر خیر سے بے بہرہ لوگ رہ جائیں گے جو نہ کسی نیکی کو نیکی سمجھیں گے، نہ کسی برائی کو برائی۔"

(۹) کرائے کے گواہ اور پیسوں کے حلف

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِﷺ يَقُولُ:"«لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُكَذَّبُ فِيهِ الصَّادِقُ، وَيُصَدَّقُ فِيهِ الْكَاذِبُ، وَيُخَوَّنُ فِيهِ الْأَمِينُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهِ الْخَائِنُ، وَيَشْهَدُ الْمَرْءُ وَإِنْ لَمْ يُسْتَشْهَدْ، وَيَحْلِفُ الْمَرْءُ وَإِنْ لَمْ يُسْتَحْلَفْ، وَيَكُونُ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ»" (مجمع الزوائد، ج٧ ص٢٨٣ م واللفظ له، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج٥ ص٣٤٥)

ترجمہ: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ سچوں کو جھوٹا اور جھوٹوں کو سچا کہا جائے گا، اور خیانت پیشہ لوگوں کو امانت دار اور امانت دار لوگوں کو خیانت پیشہ بتلایا جائے گا، بغیر طلب کئے لوگ گواہیاں دیں گے، اور بغیر حلف اٹھوائے حلف اٹھائیں گے، اور کمینے

باپ دادا کی اولاد دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ خوش نصیب بن جائیں گے، جن کا نہ اللہ پر ایمان ہو گا، نہ رسول پر۔"

(۴۵)

عَن ابْن مَسْعُود عَن النَّبِي ﷺ قَالَ: بَين يَدي السَّاعَة تَسْلِيم الْخَاصَّة وفشو التِّجَارَة حَتَّى تعين الْمَرْأَة زَوجهَا على التِّجَارَة وَقطع الْأَرْحَام وفشو الْقَلَم وَظُهُور الشَّهَادَة بالزور وكتمان شَهَادَة الْحق (أخرجہ أحمد والبخاری فی الأدب المفرد والحاکم وصححہ۔ در منثور، ج۶ ص۵۵)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ، حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: قیامت سے کچھ پہلے یہ علامتیں ظاہر ہوں گی: خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا، تجارت کا یہاں تک پھیل جانا کہ عورتیں، مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک اور مددگار ہوں گی، رشتہ داروں سے قطع تعلقی، قلم کا طوفان برپا ہونا، جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا۔"

(۴۶)

عَن ابْن مَسْعُود: سَمِعت رَسُول ﷺ يَقُول: إِن من أَشْرَاط السَّاعَةِ... وَأَن لَا يسلم الرجل إِلَّا على من يعرفهُ (أخرجہ ابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان۔ در منثور ج:۶ ص۵۵)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی صرف اپنی جان پہچان کے لوگوں کو سلام کہے گا۔

(۹)

لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُكَذَّبُ فِيهِ الصَّادِقُ وَيُصَدَّقُ فِيهِ الْكَاذِبُ وَيُخَوَّنُ

فِيهِ الأَمِينُ وَيُؤْتَمَنُ الخئون وَيَشْهَدُ المَرْءُ وَلَمْ يُسْتَشْهَدْ وَيَحْلِفُ وَإِنْ لَمْ يُسْتَحْلَفْ وَيَكُونُ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ ابْنُ لُكَعٍ لاَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَرَسُولِهِ

(مجمع الزوائد، ج۷ ص۲۸۳، واللفظ لہ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج۵ ص۳۴۵)

ترجمہ: "لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ سچوں کو جھوٹا اور جھوٹوں کو سچا کہا جائے گا، اور خیانت پیشہ لوگوں کو امانت دار اور امانت دار لوگوں کو خیانت پیشہ بتلایا جائے گا، بغیر طلب کئے لوگ گواہیاں دیں گے، اور بغیر حلف اٹھوائے حلف اٹھائیں گے، اور **کمینے باپ دادا کی اولاد دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ خوش نصیب بن جائیں گے، جن کا نہ اللہ پر ایمان ہوگا، نہ رسول پر۔**"

(۹۳) سیاہ خضاب لگانے پر وعید

عن ابنِ عبَّاس، قال: قال رسولُ الله ﷺ: "يكونُ قَوْمٌ يخضِبُونَ في آخِرِ الزَّمانِ بالسَّواد كحَواصِلِ الحَمَامِ، لا يَرِيحُون رائِحةَ الجنَّة" (أخرجہ أبو داوُد، السنن الواردة في الفتن وغوائلها والساعة وأشراطها: ۳/۴ص۷۷۶)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: آخری زمانہ میں کبوتروں کے پوٹے کی طرح لوگ اپنی داڑھیوں کو کالے خضاب سے رنگین کریں گے، ایسے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گے۔"

(۴۱) ظاہر داری اور چاپلوسی کا دور

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَقْوَامٌ إِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ أَعْدَاءُ السَّرِيرَةِ» . فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ. قَالَ: «ذَلِكَ بِرَغْبَةِ بَعْضِهِمْ إِلَى بَعْضٍ وَرَهْبَةِ بَعْضِهِمْ من بعض» (رواہ احمد۔ مشکوۃ شریف، ص۴۵۵)

ترجمہ: "حضرت معاذ بن جبلؓ، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ: آخری زمانے میں ایسی قومیں ہوں گی جو اوپر سے سے خیر سگالی کا مظاہرہ کریں گی اور اندر

سے ایک دوسرے کی دشمن ہوں گی۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا: ایک دوسرے سے (شدید نفرت رکھنے کے باوجود صرف) خوف اور لالچ کی وجہ سے (بظاہر دوستی کا مظاہرہ کریں گے)۔"

(۸۰) ظاہر و باطن کا اختلاف

عن محمد بن سوقة قال: أتيت نعيم بن أبي هند فأخرج إلي صحيفة فإذا فيها: من أبي عبيدة بن الجراح ومعاذ بن جبل إلى عمر بن الخطاب، سلام عليك، أما بعدّ! فإنا عهدنا وأمر نفسك لك مثلهم، وأصبحت وقد وليت أمر هذه الأمة أحمرها وأسودها يجلس بين يديك الشريف والوضيع، والعدو والصديق، ولكل حصته من العدل، فأنت كيف أنت عند ذلك يا عمر! فإنا نحذرك يوما تعيي فيه الوجوه، وتجف فيه القلوب، وتقطع فيه الحجج بملك قهرهم بجبروته والخلق داخرون له، يرجون رحمته ويخافون عقابه، وإنا كنا نحدث أن أمر هذه الأمة سيرجع في آخر أن تكون إخوان العلانية أعداء السريرة؛ وإنا نعوذ بالله أن ينزل كتابنا إليك سوى المنزل الذي نزل من قلوبنا، فإنا كتبنا به نصيحة والسلام عليك، فكتب إليهما: من عمر بن الخطاب إلى أبي عبيدة ومعاذ بن جبل، سلام عليكما، أما بعد! فإنكما كتبتما إلي تذكر أن أنكما عهدتماني وأمر نفسي لي مثلهم، فإني قد أصبحت وقد وليت أمر هذه الأمة أحمرها وأسودها يجلس بين يدي الشريف والوضيع، والعدو والصديق، ولكل حصته من ذلك؛ وكتبتما فانظر كيف أنت عند ذلك يا عمر! وإنه لاحول ولاقوة عند ذلك لعمر إلا بالله، وكتبتما تحذراني ما حذرت به الأمم قبلنا، وقديما كان اختلاف الليل والنهار بآجال الناس يقربان كل بعيد ويبليان كل جديد، يأتيان بكل موعود حتى يصيران الناس إلى منازلهم من الجنة والنار؛ كتبتما تذكران أنكما تحدثان أن أمر هذه الأمة سيرجع في آخر زمانها أن تكون إخوان العلانية أعداء السريرة، ولستم بأولئك، هذا ليس بزمان ذلك، وإن ذلك زمان تظهر فيه الرغبة والرهبة، تكون رغبة بعض الناس إلى بعض لصلاح دنياهم، ورهبة بعض

الناس من بعض؛ كتبتما به نصيحة تعظاني بالله أن أنزل كتابكما سوى المنزل الذي نزل من قلوبكما، فإنكما كتبتما به وقد صدقتما فلا تدعا الكتاب إلي، فإني لا غنى بي عنكما والسلام عليكما. (کنز العمال ج۱۶ص۱۶۰، مصنف ابن أبی شیبہ ج۱۳ص:۲۶۶ واللفظ لہ)

ترجمہ: "محمد بن سوقہ کہتے ہیں: میں نعیم بن اَبی ہند کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے ایک خط دکھایا جس میں لکھا تھا:

"از طرف ابوعبیدہ بن جراحؓ و معاذ بن جبلؓ، بخدمت عمر بن خطابؓ:

السلام علیکم! ہم آپ کو آپ کے منصب کی نزاکت کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں، وہ یہ کہ اس امت کے سیاہ و سفید کا معاملہ آپ کے سپرد ہے، آپ کے سامنے شریف بھی پیش ہوگا اور رذیل بھی، دوست بھی اور دشمن بھی، اور ہر ایک کو اس کے انصاف کے حق ملنا چاہئے، اب آپ کو دیکھا یہ ہے کہ اس موقع پر آپ طرز عمل کیا ہوگا؟ ہم آپ کو اس دن سے ڈراتے ہیں جس میں چہرے سرنگوں اور دل خشک ہوں گے، خدائے قہار کی حجت کے سامنے سب کی حجتیں دھری رہ جائیں گی، ساری مخلوق اس کے سامنے ناک رگڑتی ہوگی، لوگ اس کی رحمت کے امیدوار ہوں گے اور اس کے عذاب سے ترساں ولرزاں ہوں گے، اور ہم سے یہ حدیث بیان کی جاتی تھی کہ آخری زمانہ میں اس امت کی حالت ایسی ہو جائے گی کہ لوگ بظاہر بھائی بھائی ہوں گے، مگر دلوں میں ایک دوسرے کی عداوت ہوگی، ہم نے یہ خط آپ کو محض از راہِ خیر خواہی لکھا ہے، خدارا! اس خط کو اس دلی خیر خواہی کے علاوہ کسی اور بات پر محمول نہ کیا جائے۔"

حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا: "از طرف عمر بن الخطابؓ بخدمت ابوعبیدہؓ و معاذؓ!

السلام علیکم! اما بعد! آپ کا خط ملا جس میں آپ نے یہ ذکر کیا کہ آپ حضرات میرے منصب کی نزاکت کی طرف مجھے متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس امت کے سیاہ و سفید کا معاملہ میرے سپرد ہو چکا ہے، اور میرے سامنے شریف بھی پیش ہوگا اور رذیل بھی، دوست بھی اور دشمن بھی، اور ہر ایک کو اس کے انصاف کا حق ملنا چاہیے، آپ نے لکھا تھا کہ اب مجھے دیکھنا یہ ہے کہ میرا طرزِ عمل کیا ہوگا؟ (جواباً! گزارش ہے کہ) اس موقع پر عمر کو بدی سے بچنے اور راستی پر جمنے کے لئے خدائی توفیق کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

آپ نے مجھے اس چیز سے بھی ڈرایا ہے جس سے پہلی امتوں کو ڈرایا گیا تھا، قدیم زمانہ ہی سے لیل و نہار کی گردش انسانوں کی مدتِ مہلت کو گھٹاتی چلی آئی ہے، دن اور رات دور کو نزدیک اور نئے کو کہنہ کر رہے ہیں، اور ہر وعدہ کی چیز کو اپنے وقت پر لے آئے ہیں، یہ سلسلہ کو نہی جاری رہے گا یہاں تک کہ لوگ اپنی اپنی جگہ پہنچ جائیں گے، یعنی جنت یا دوزخ میں۔

آپ نے مجھے آگاہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آخری زمانہ میں اس امت کی حالت ایسی ہو جائے گی کہ بظاہر وہ بھائی بھائی ہوں گے لیکن دلوں میں ایک دوسرے کے عداوت ہوگی، اطمینان رکھئے کہ نہ ان لوگوں سے مراد آپ حضرات ہیں، نہ یہ وہ زمانہ ہے، یہ زمانہ وہ ہوگا جس میں خوف اور لالچ نمایاں ہوں گے اور لوگوں کا ایک دوسرے سے تعلق دنیاوی اغراض کے لئے ہوگا۔

آپ نے لکھا ہے کہ: "یہ خط آپ نے محض از راہِ خیر خواہی لکھا ہے، خدارا! اسے دلی خیر خواہی کے سوا کسی اور بات پر محمول نہ کیا جائے" یہ آپ نے بالکل صحیح لکھا ہے اس لئے مجھے برابر لکھتے رہئے، میں آپ حضرات (کے مفید مشوروں) سے بے نیاز نہیں ہوں، والسلام علیکم!

(٨٦)

وأخرج الامام مالک فی جامع الصلوٰة: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ لإِنْسَانٍ: إِنَّكَ فِي زَمَانٍ قَلِيلٌ مَنْ يَسْأَلُ كَثِيرٌ مَنْ يُعْطِي وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ كَثِيرٌ مَنْ يَسْأَلُ، قَلِيلٌ مَنْ يُعْطِي.

"مؤطا امام مالک کی ایک روایت میں ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: دیکھو! تم ایسے زمانہ میں ہو کہ مانگنے والے کم اور دینے والے زیادہ ہیں اور ایک زمانہ ایسا آئے گا، مانگنے والوں کی بھیڑ ہو گی، لیکن دینے والے کم ہوں گے۔

(٨) قیامت کی خاص نشانیاں

عن أنس رضي الله قال: قال رسول الله ﷺ: "من أشراط الساعة الفحش والتفحش وقطيعة الرحم وتخوين الأمين، وائتمان الخائن." (طبرانی اوسط، کنز العمال ج۱۴ص ۲۲۰) ترجمہ: "قیامت کی خاص علامات میں سے ہے: بدکاری، بدزبانی، **قطع رحمی (کا عام ہو جانا)**، امانت دار کو خیانت دار، اور خائن کو امانت دار قرار دینا۔"

(۴۵)

عَن ابْن مَسْعُود عَن النَّبِي ﷺ قَالَ: بَين يَدي السَّاعَة تَسْلِيم الْخَاصَّة وفشو التِّجَارَة حَتَّى تعين الْمَرْأَة زَوجهَا على التِّجَارَة وَقطع الْأَرْحَام وفشو الْقَلَم وَظُهُور الشَّهَادَة بالزور وكتمان شَهَادَة الْحق

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ، حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: قیامت سے کچھ پہلے یہ علامتیں ظاہر ہوں گی: خاص لوگوں کو سلام کہنا، تجارت کا یہاں تک پھیل جانا کہ عورتیں، مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک اور مددگار ہوں گی، **رشتہ داروں سے قطع تعلقی**، قلم کا طوفان برپا ہونا، جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور سچی گواہی کا چھپانا۔"

(۸) قیامت کی خاص نشانیاں

عن أنس رضي الله عنه: قال: قال رسول الله ﷺ: "من أشراط الساعة الفحش والتفحش وقطيعة الرحم وتخوين الأمين، وائتمان الخائن." (طبرانی اوسط، کنز العمال ج ۱۴ ص ۲۲۰) ترجمہ: قیامت کی خاص علامات میں سے ہے: بدکاری، بدزبانی، قطع رحمی (کا عام ہو جانا)، امانت دار کو خیانت دار، اور خائن کو امانت دار قرار دینا۔"

(۹) کرائے کے گواہ اور پیسوں کے حلف

عَن أم سلمة لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ....وَيُخَوَّنُ فِيهِ الأَمِينُ وَيُؤْتَمَنُ الخئون (مجمع الزوائد ج: ۷ ص: ۲۸۳ واللفظ لہ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج: ۵ ص ۳۴۵)

ترجمہ: "قیامت کی خاص علامات میں سے ہے کہ امانت دار کو خیانت دار، اور خائن کو امانت دار قرار دینا۔"

(۱۰)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلاً، وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَم.....وَسَادَ القَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ، وَكَانَ زَعِيمُ القَوْمِ أَرْذَلَهُمْ، وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ، ... فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ. (جامع ترمذی، ج ۲ ص ۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔۔۔اور قبیلے کا بدکار ان کا سردار بن بیٹھے اور رذیل آدمی قوم کا قائد (چوہدری) بن جائے، آدمی کی عزت محض اس کے ظلم سے بچنے کے لئے کی جائے۔۔تو اس وقت سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔"

(٦) مردوں اور عورتوں کی آوارگی

أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي قال قرئ على أبي الحسن علي بن إبراهيم بن عيسى الباقلاني وأنا حاضر قيل له حدثك أبو بكر بن مالك نا الحسن بن الطيب البلخي نا قتيبة بن سعيد نا بكر بن مضر نا عبيد الله بن زحر حدثني سعد بن مسعود عن رجل من أصحاب النبي ﷺ أن رسول الله ﷺ قال ليت شعري كيف أمتي بعدي حين تتبختر رجالهم وتمرح نساؤهم وليت شعري حين تصيرون صنفين صنفا ناصبي نحورهم في سبيل الله وصنفا عمالا لغير الله(ابن عساکر، ج۲۰،ص:۱۰۴۔ کنز العمال، ج۱۴ص:۱۲۹)

ترجمہ:"کاش! میں جان لیتا کہ میرے بعد میری امت کا کیا حال ہوگا؟ (اور ان کو کیا کچھ دیکھنا پڑے گا؟) جب ان کے مرد اکڑ کر چلا کریں گے اور ان کی عورتیں (سرِ بازار) اتراتی پھریں گی۔ اور کاش! میں جان لیتا جب میری امت کی دو قسمیں ہو جائیں گی، ایک قسم تو وہ ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں سینہ سپر ہوں گے، اور ایک قسم وہ ہوگی جو غیر اللہ ہی کے لئے سب کچھ کریں گے۔"

(۵۹) کیا ایسا بھی ہوگا؟

عنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عِيسَى الْمَدِينِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَيْفَ بِكُمْ إِذَا فَسَقَ فِتْيَانُكُمْ، وَطَغَى نِسَاؤُكُمْ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّ ذَلِكَ لَكَائِنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَشَدُّ مِنْهُ(کتاب الرقائق لابن المبارک، ص۴۸۴)

ترجمہ: موسیٰ بن ابی عیسیٰ مدینی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے نوجوان بدکار ہو جائیں گے اور تمہاری لڑکیاں اور عورتیں تمام حدود پھلانگ جائیں گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ فرمایا: ہاں!

(۴۷)امت کے زوال کی علامتیں

عَن معَاذ بن أنس أَن رَسُول الله ﷺ قَالَ: لَا تزَال الْأمة على شَرِيعَة مَا لم يظْهر فيهم ثَلَاث: مَا لم يقبض مِنْهُم الْعلم وَيكثر ولد الْخبث وَيظْهر فيهم السقارون قَالُوا: وَمَا السقارون قَالَ: بشر يكونُونَ فِي آخر الزَّمَان تكون تحيتهم بَينهم إِذا تلاقوا التلاعن (أخرجه احمد وصححه، وضعفه الذہبی۔ درمنثور، ج۶ص۵۵)

ترجمہ: حضرت معاذ بن اَنسؓ، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: یہ امت شریعت پر قائم رہے گی جب تک کہ ان میں تین چیزیں ظاہر نہ ہوں، جب تک کہ ان سے علم (علمأ) کو نہ اٹھالیا جائے، اور ان میں ناجائز اولاد کی کثرت نہ ہو جائے، اور لعنت باز لوگ پیدا نہ ہو جائیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: "لعنت بازوں" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو ملاقات کے وقت سلام کے بجائے لعنت اور گالی گلوچ کا تبادلہ کیا کریں گے۔"

(۳۱)قیامت کی واضح علامات

یا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن تكثر أولاد الزنا."

(کنزالعمال ج:۱۴ص۲۲۴) ترجمہ: ناجائز بچوں کی کثرت ہوگی۔"اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے ہیں۔

(۲۴)ہم جنس پرستی کا رجحان

عن أنس رضي الله عنه مرفوعا:"إذا استحلت أمتي خمسا فعليهم الدمار: واكتفى الرجال بالرجال والنساء بالنساء."

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان من وجہین، کنزالعمال، ج۱۴ص۲۲۶، حدیث: ۳۸۴۶۸)

ترجمہ: حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جب میری امت پانچ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی تو ان پر تباہی نازل ہوگی! جب مرد، مردوں سے اور عورتیں،

عورتوں سے جنسی تسکین پر کفایت کرنے لگیں۔"معاذاللہ!

(۳۱)قیامت کی واضح علامات

يا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن يكتفى الرجال بالرجال والنساء بالنساء(کنزالعمال ج:۱۴ص۲۲۴)

ترجمہ:اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ مرد، مردوں سے اور عورتیں، عورتوں سے جنسی لذت حاصل کریں گی۔

(۵۶)ترقی پسندانہ ٹھاٹ باٹ

عَن ابْن عمر رَضِي الله عَنْهُمَا مَرْفُوعا يكون فِي آخر هَذِه الْأمة رجال يركبون على المياثر حَتَّى يَأْتُوا أَبْوَاب الْمَسَاجِد نِسَاؤُهُم كاسيات عاريات على رؤوسهن كأسنمة البخت الْعِجَاف العنوهن فَإِنَّهُنَّ ملعونات لَو كَانَت وراءكم أمة من الْأُمَم لخدمتهم كَمَا خدمكم نسَاء الْأُمَم قبلكُمْ

(أخرجه الحاكم وصححه،درمنثور،ج٦ص۵۵)

ترجمہ:"حضرت ابن عمرؓ،آنحضرت ﷺ کاارشاد نقل کرتے ہیں کہ:اس امت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو ٹھاٹھ سے زین پوشوں پر بیٹھ کر مسجدوں کے دروازوں تک پہنچا کریں گے،ان کی بیگمات لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی،ان کے سروں پر لاغر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح بال ہوں گے،ان پر لعنت کرو! کیونکہ وہ ملعون ہیں،اگر تمہارے بعد کوئی اور امت ہوتی تو تم ان کی غلامی کرتے جس طرح پہلی امتوں کی عورتیں تمہاری لونڈیاں بنیں۔"

(۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ

أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ، مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا» (صحیح مسلم، ج۲ص۲۰۵)

ترجمہ: وہ عورتیں جو (کہنے کو تو) لباس پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن (چونکہ لباس بہت باریک یا ستر کے لیے ناکافی ہو گا اس لئے وہ) درحقیقت برہنہ ہوں گی، (لوگوں کو اپنے جسم کی نمائش اور لباس کی زیبائش سے اپنی طرف) مائل کریں گی، (اور خود بھی مردوں سے اختلاط کی طرف) مائل ہوں گی، ان کے سر (فیشن کی وجہ سے) بختی اونٹ کے کوہان جیسے ہوں گے، یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی، نہ جنت کی خوشبو ہی ان کو نصیب ہو گی، حالانکہ جنت کی خوشبو دُور دُور سے آرہی ہو گی۔"

(۴) بدکاری عقلمندی کی نشان

"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "سيأتي على الناس زمان يخير الرجل بين العجز والفجور، فمن أدرك ذلك الزمان فليختر العجز على الفجور." (مستدرک حاکم، کنزالعمال ج:۱۴ص۲۱۸)

ترجمہ: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں آدمی کو مجبور کیا جائے گا کہ یا احمق (ملا) کہلائے یا بدکاری کو اختیار کرے، پس جو شخص یہ زمانہ پائے اُسے چاہیے کہ بدکاری اختیار کرنے کے بجائے "نکو" کہلانے کو پسند کرے۔

(۸) قیامت کی خاص نشانیاں

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إن من أَشْرَاط السَّاعَة أَن يظْهر الْفُحْش والتفحش (طبرانی اوسط، کنزالعمال ج:۱۴ص۲۲۰)

ترجمہ: قیامت کی خاص علامات میں سے ہے: بدکاری اور بدزبانی عام ہو جائے گی۔

(۲۸) بے حیائی کا انجامِ بد

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ عَبْدًا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، فَإِذَا نُزِعَ مِنْهُ الْحَيَاءُ، لَمْ تُلْقِهِ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، فَإِذَا لَمْ تُلقه إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، لَمْ تُلقه إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، فَإِذَا لَمْ تُلقه إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، لَمْ تُلقه إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، فَإِذَا لَمْ تُلقه إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ" (ابن ماجہ، باب ذہاب الامانۃ، ص ۲۹۴)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی ہلاکت کا فیصلہ فرماتے ہیں تو (سب سے پہلے) اس سے شرم وحیا چھین لیتے ہیں، اور جب اس سے حیا جاتی رہی تو تم (اس کی بے حیائیوں کی وجہ سے) اسے شدید مبغوض اور قابلِ نفرت پاؤ گے، اور جب اس کی) یہ حالت ہو جائے، تو اس سے امانت (بھی) چھین لی جاتی ہے، اور جب اس سے امانت چھن جائے تو تم (اس بددیانتی کی وجہ سے) اسے نرا خائن اور دھوکے باز پاؤ گے، اور جب اس حالت یہاں تک پہنچ جائے تو اس سے رحمت بھی چھین لی جاتی ہے، اور جب رحمت چھن جائے تو تم اسے (بے رحمی کی وجہ سے) مردود وملعون پاؤ گے، اور جب وہ اس مقام پر پہنچ جائے تو اس سے اسلام کا پٹہ نکال لیا جاتا ہے (اور اسے اسلام سے عار آنے لگتی ہے)۔" معاذاللہ!

(۵۱)ناچ، گانے کی محفلیں
بندروں اور خنزیروں کا مجمع

عَنْ حَسَّانَ بْنِ أَبِي سِنَانٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُمْسَخُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ»، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَيَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، وَيَصُومُونَ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قِيلَ: فَمَا بَالُهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «يَتَّخِذُونَ الْمَعَازِفَ وَالْقَيْنَاتِ وَالدُّفُوفَ، وَيَشْرَبُونَ الْأَشْرِبَةَ، فَبَاتُوا عَلَى شُرْبِهِمْ وَلَهْوِهِمْ، فَأَصْبَحُوا قَدْ مُسِخُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ» (رواہ سعید بن منصور۔ حلیۃ الاولیاء ج۳ص۱۱۹)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگ (بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہو جائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وہ توحید ورسالت کا اقرار کرتے ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! وہ (برائے نام) نماز، روزہ اور حج بھی کریں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ فرمایا: وہ شرابیں پیا کریں گے، (بالآخر) وہ رات بھر مصروفِ لہو ولعب رہیں گے اور صبح ہوگی تو بندر اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہو چکے ہوں گے۔" معاذاللہ!

(۵۲)عذابِ الٰہی کے اسباب

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: فِي هَذِهِ الأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَتَى ذَاكَ؟ قَالَ: إِذَا ظَهَرَتِ القَيْنَاتُ وَالمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الخُمُورُ. (ترمذی، ج۲ص۴۲)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت میں زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے اور آسمان سے پتھر برسنے کا عذاب نازل ہوگا، کسی صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ فرمایا: شرابیں اڑائی جائیں گی۔"

(٦٠)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلاً، وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا، ..... وَشُرِبَتِ الخُمُورُ، وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ. (جامع ترمذی، ج۲ص۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔۔۔اور شرابیں پی جانے لگیں، تو اس وقت سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔"

(۳۱) قیامت کی واضح علامات

یا ابن مسعود! إن من أعلام الساعة وأشراطها أن تشرب الخمور (کنز العمال ج:۱۴ص۲۲۴) ترجمہ: اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ شراب نوشی کا دور دورہ ہوگا۔

(۹۵) کم عقل لوگوں کی بہتات

عن ابن عمر، قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِنْ عَلاَمَاتِ السَّاعَةِ: أَنْ تَعْزُبَ العُقُولُ، وتَنْقُصَ الأَحْلاَمُ(رواه الطبراني، النهاية في الفتن والملاحم ج:۱ص:۲۳۷)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ عقلیں ناپید ہو جائیں گی اور کم عقلوں کی کثرت ہو گی۔"

(۳۰)

عَن أبي هُرَيْرَة قَالَ: قَالَ رَسُول الله ﷺ.... وَإِذا تسابَّت امتي سَقَطت من عين الله(درمنثور، ج۲ص۳۰۲، بروایت حکیم ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ **جب میری امت آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی۔**

(۴۷)

عَن معَاذ بن أنس أَن رَسُول الله ﷺ قَالَ: لَا تزَال الْأمة على شَرِيعَة مَا لم يظْهر فيهم ثَلَاث: ..... وَيظْهر فيهم السقارون قَالُوا: وَمَا السقارون قَالَ: بشر يكونُونَ فِي آخر الزَّمَان تكون تحيتهم بَينهم إِذا تلاقوا التلاعن (أخرجه احمد وصححه، وضعفه الذہبی، درمنثور، ج٦ص۵۵)

ترجمہ: حضرت معاذ بن انسؓ، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: یہ امت شریعت پر قائم رہے گی جب تک ان میں تین چیزیں ظاہر نہ ہوں۔۔۔۔، **جب لعنت باز لوگ پیدا نہ ہو جائیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: "لعنت بازوں" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو ملاقات کے وقت سلام کے بجائے لعنت اور گالی گلوچ کا تبادلہ کیا کریں گے۔"**

(٦۰)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلاً، وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا-----وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ. (جامع ترمذی، ج۲ص۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالِ

غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔۔۔اور پچھلے لوگ پہلوں کو لعن طعن سے یاد کریں، تو اس وقت سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔"

(۴۰) جیب اور پیٹ کا دور

عن ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ هِمَّةُ أَحَدِهِمْ فِيهِ بَطْنَهُ، وَدِينُهُ هَوَاهُ»(کتاب الرقائق لابن المبارکؒ، ص۳۱۷)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ لوگوں پر ایک دور آئے گا جس میں آدمی کا اہم مقصد شکم پروری بن جائے گا، اور خواہش پرستی اس کا دین ہو گا۔"

(۱) ہلاکت کا خطرہ کب؟

عن زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ..... قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ»(صحیح بخاری ج:۲ص۱۰۴۶۔ صحیح مسلم ج:۲ص۳۸۸)

ترجمہ: ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! کیا ہم ایسی حالت میں بھی ہلاک ہو سکتے ہیں جب کہ ہمارے درمیان نیک لوگ موجود ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! جب (گناہوں کی) گندگی زیادہ ہو جائے گی۔

(۲) مکروفریب کا دوردورہ اور نااہلوں کی نمائندگی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا

الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان ص: ۲۹۲، کنزالعمال ج: ۱۴ص ۲۱۶)

ترجمہ: لوگوں پر بہت سے سال ایسے آئیں گے جن میں دھوکا ہی دھوکا ہوگا، اس وقت جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا، بددیانت کو امانت دار تصور کیا جائے گا اور امانت دار کو بددیانت۔

(۲۷)

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنْمٍ الأَشْعَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَاللَّهِ مَا كَذَبَنِي: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: " ....وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ - يَعْنِي الفَقِيرَ - لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ: ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللَّهُ، وَيَضَعُ العَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ" (صحیح بخاری، ج۲ص ۸۳۷)

ترجمہ: عبدالرحمن بن غنم اشعریؒ فرماتے ہیں کہ: مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعریؓ نے بیان کیا بخدا انہوں نے غلط بیانی نہیں کی۔ کہ: انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: **یقیناً ان کے پاس کوئی حاجت مند اپنی ضرورت لے کر آئے گا وہ (از راہِ حقارت) کہیں گے: "کل آنا" پس اللہ تعالیٰ ان پر راتوں رات عذاب نازل کرے گا اور پہاڑ کو ان پر گرادے گا، اور دوسرے لوگوں کو (جو حرام چیزوں کو خوشنما تاویلیں کریں گے) قیامت تک کے لیے بندر اور خنزیر بنادے گا۔**" معاذاللہ!

(۶۰)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلاً، وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا......وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ. (جامع ترمذی، ج۲ص ۴۴)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالِ

غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے، دنیا کمانے کے لئے علم حاصل کیا جائے، مرد اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی، اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دُور کرے۔۔۔ تو اس وقت سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔"

باب پنجم: ظہورِ مہدی سے پہلے امتِ مسلمہ کے اجتماعی حالات
احادیث کا ترجمہ اور مختصر خلاصہ

اعتدال کے ساتھ حلال کمائی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوات کی سنت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے، اور حلال کمائی میں اعتدال نہ کرنا یہ نیک لوگوں کا طریقہ نہیں۔ ناپ تول میں کمی کرنے پر اللہ تعالیٰ نے قومِ شعیب علیہ السلام کو ہلاک کر دیا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سب سے بڑی سورت "البقرۃ" میں سب سے بڑی آیت "مالی قرضے" کے بارے میں نازل فرمائی۔ کیونکہ اس امت کی انفرادی ہلاکت میں جس طرح دیگر کئی عناصر شامل ہیں، ایسے ہی انفرادی تباہی میں سب سے بڑا فتنہ مال ہے۔

مال کمانے میں اعتدال روا نہ رکھنا، بلکہ ایک دوسرے سے مال کے زیادہ ہونے میں مقابلہ کرنا، اپنے دل میں مال بسانا اور دین کی ذمہ داریوں کو اس کی وجہ سے متاثر کرنا شامل ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آدمی مال کمانے میں اعتدال نہیں رکھتا، تو پھر اس کی نظر مال کے زیادہ ہونے کی طرف ہوتی ہے اور یوں اس کے دل میں دنیا کی محبت راسخ ہو جاتی ہے اور پھر دینی امور کی ادائیگی میں یہی مال رکاوٹ بن جاتا ہے۔

ایسے ہی مال کے خرچ میں نہ تو اسراف و تبذیر اچھی بات ہے اور نہ ہی تقتیر اور بخل، بلکہ شریعت میں اس میں بھی اعتدال کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح مال کے حقوق میں کوتاہی بھی ایک بڑا عنصر ہے، یعنی واجبی ذمہ داریوں، نفلی ذمہ داریوں میں کوتاہی سے اجتناب کرنا بھی ضروری ہے۔

ظہورِ مہدی سے پہلے امتِ مسلمہ جن معاشی خرابیاں میں مبتلا ہو گی، ان میں ایک مال کمانے میں میانہ روی نہ کرنا اور دوسرا مال خرچ کرنے میں میانہ روی کو چھوڑنا ہے۔

مال کی کمائی کا فتنہ یہ ہے کہ جب اس میں اعتدال نہ ہو تو سود، جوا، رشوت اور پیسوں کے عوض گواہی دینا حرام و حلال میں تمیز نہ کرنا اور ایک دوسرے سے عمارتوں، بلڈنگوں اور دیگر

امور میں مقابلہ آئے گا۔ جس میں عورت کو بھی اپنے ساتھ شوہر حصہ دار بنائے گا، جس کی مال کی حرص اور تباہی کی اصل بنیاد کہا گیا ہے۔

اور مال خرچ کرنے میں اسراف سے بچتے ہوئے بخل سے بھی اپنے آپ کو بچانا لازمی ہے۔ ایسے ہی مال دینے میں بھی احسان جتلانے اور تکلیف دینے سے پرہیز ضروری ہے، اس وجہ سے حدیث میں ہے کہ مال دینے کا فتنہ یہ ہے کہ بڑے عمر کے لوگوں کو ایک چھوٹا بچہ غریب ہونے کی وجہ سے لتاڑے گا۔

مذکورہ بالا اصول کی خلاف ورزی کی وجہ سے امت سے حلال و حرام کی تمیز اُٹھ جائے گی، مال کی کثرت کی طرف توجہ زیادہ ہوگی اور اس میں جانچ پڑتال کم ہو جائے گا۔ معاشرتی بگاڑ کے بعد معاشی بحران اتنی خطرناک حد تک پہنچ جائے گی کہ کوئی بھی شخص خالص حلال کمائی والا نہیں ملے گا، اگر کوئی کوشش کرے گا، بھی! تو کم از کم سود اور حرام مال کے گرد و غبار سے نہیں بچ پائے گا۔

ضرورت سے زیادہ تعمیرات کی بہتات ہوگی۔ اور خواہشات کو لوگ اپنی ضرورت و حاجت شمار کریں گے۔ اور پھر خواہشات کی تکمیل کے لئے ہر جائز و جائز ہتھکنڈے استعمال کیے جائیں گے۔

ایسے دور میں معیشت کا انفرادی واجتماعی نظام تہس نہس ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت امت سے اُٹھ جائے گی۔ تو کفری ممالک مسلمانوں پر مسلط ہوں گی اور اسلامی ممالک ان کے باج گزار کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ امام مہدی کا ظہور فرمائیں گے۔

(۴۲)مالی فتنوں کا دور

عن كعب بن عياض قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن لكل أمة فتنة وفتنة أمتي المال(جامع ترمذی، ج۲ص۵۷۔ مستدرک، ج۳۱۸:۴، مشکوۃ شریف، ص۴۴۳)

ترجمہ: حضرت کعب بن عیاضؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے، اور میری امت کا خاص فتنہ مال ہے!"

(٦٦)تباہی کی اصل بنیاد

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَوَاللَّهِ لَا الْفَقْرُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وتهلككم كَمَا أهلكتهم». (مشکوۃ شریف، ص۴۴۰)

ترجمہ: "حضرت عمرو بن عوفؓ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: خدا کی قسم! مجھے تمہارے متعلق فقر وفاقہ کا خطرہ نہیں، بلکہ ڈر اس بات کا ہے کہ دنیا تم پر اس طرح پھیلادی جائے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر پھیلائی گئی، پھر تم ایک دوسرے پر اس حرص کرنے لگو، جس طرح پہلی امتوں نے حرص کی، پھر وہ تم کو بھی اسی طرح ہلاک کرڈالے جس طرح اس نے پہلوں کو ہلاک کردیا۔"

(٨٨)

عن يَزِيدَ بْنَ عُمَيْرَةَ – وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ – أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ لَا يَجْلِسُ مَجْلِسًا لِلذِّكْرِ حِينَ يَجْلِسُ إِلَّا قَالَ: «اللَّهُ حَكَمٌ قِسْطٌ

هَلَكَ الْمُرْتَابُونَ»، فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَوْمًا: " إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ فِتَنًا يَكْثُرُ فِيهَا الْمَالُ(ابوداؤد ص ۶۳۳)

ترجمہ: "یزید بن عمرہؓ، جو حضرت معاذؓ کے شاگرد تھے، فرماتے ہیں کہ: حضرت معاذؓ جب بھی وعظ کے لئے بیٹھتے یہ کلمہ ضرور فرماتے: "اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے والا، انصاف کرنے والا ہے، شک میں پڑنے والے ہلاک ہوئے۔" ایک دن حضرت معاذؓ نے فرمایا: تمہارے بعد بہت سے فتنے پیدا ہوں گے، اس زمانہ میں مال بہت ہوگا۔

(۵۸) حالات میں روز افزوں شدت

عَن أبي أُمَامَة رَضِي الله عَنهُ: سَمِعت رَسُول الله ﷺ يَقُول: لَا يزْدَاد الْأَمر إِلَّا شدَّة وَلَا المَال إِلَّا إِفَاضَة وَلَا تقوم السَّاعَة إِلَّا على شرار خلقه

(رواہ الطبرانی وصححہ، در منثور، ج۶ ص ۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ: حالات میں دن بدن شدت پیدا ہوتی جائے گی، مال میں برابر اضافہ ہوتا جائے گا اور قیامت صرف بدترین لوگون پر قائم ہوگی (نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھالئے جائیں گے)۔"

(۴۵) عورت اور تجارت

عَن ابْن مَسْعُود عَن النَّبِي ﷺ قَالَ: بَين يَدي السَّاعَة تَسْلِيم الْخَاصَّة وفشو التِّجَارَة حَتَّى تعين الْمَرْأَة زَوجهَا على التِّجَارَة وَقطع الْأَرْحَام وفشو الْقَلَم وَظُهُور الشَّهَادَة بالزور وكتمان شَهَادَة الْحق

(أخرجہ أحمد والبخاری فی الأدب المفرد والحاکم وصححہ، در منثور ج:۶ ص:۵۵)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ، حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: قیامت سے

کچھ پہلے یہ علامتیں ظاہر ہوں گی: خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا، تجارت کا یہاں تک پھیل جانا کہ عورتیں، مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک اور مددگار ہوں گی، رشتہ داروں سے قطع تعلق، قلم کا طوفان برپا ہونا، جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا۔"

(۳۲)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ إذا كان أغنياءكم سمحاءكم فظهر الأرض خير لكم من بطنها، واذا كان أغنياءكم بخلاءكم-- فبطن الأرض خير لكم من ظهرها(جامع ترمذی، ج۲ص۵۱)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جب تمہارے مالدار کشادہ دل اور سخی ہوں، تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی مرنے سے جینا بہتر ہے)۔ **اور جب تمہارے مالدار بخیل ہوں، تو** تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے (یعنی ایسی زندگی سے مر جانا بہتر ہے)۔"

(۳۴) حلال و حرام کی تمیز اُٹھ جانے کا دور

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: ياتی علی الناس زمان لا يبالی المرء ما أخذ منه أمن الحلال أم من الحرام(صحیح بخاری، ج۱ص۲۷۶)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں آدمی کو (خودرائی اور حرص کی بنا پر) یہ پرواہ نہیں ہو گی کہ جو کچھ وہ لیتا ہے آیا یہ حلال ہے یا حرام۔"

(۳۴) حلال و حرام کی تمیز اُٹھ جانے کا دور

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: لياتين على الناس زمان لا يبقى أحد إلا اكل الربوا فإن لم ياكله أصابه من بخاره ويروى من غباره. (رواه أحمد، وأبوداؤد، والنسائی وابن ماجه، مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۴۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً لوگوں پر ایسا دور بھی آئے گا جب کہ کوئی شخص بھی سود سے محفوظ نہیں رہے گا، چنانچہ اگر کسی نے براہِ راست سود نہ بھی کھایا تب بھی سود کا بخار یا غبار (یعنی اثر) تو اسے بہر صورت پہنچ کر ہی رہے گا (گو اس صورت میں براہِ راست سود خوری کا مجرم نہ ہو، لیکن پاکیزہ حلال مال کی برکت سے تو محروم رہا)۔"

(۹) کرائے کے گواہ اور پیسوں کے حلف

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُكَذَّبُ فِيهِ الصَّادِقُ، وَيُصَدَّقُ فِيهِ الْكَاذِبُ، وَيُخَوَّنُ فِيهِ الْأَمِينُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهِ الْخَائِنُ، وَيَشْهَدُ الْمَرْءُ وَإِنْ لَمْ يُسْتَشْهَدْ، وَيَحْلِفُ الْمَرْءُ وَإِنْ لَمْ يُسْتَحْلَفْ، وَيَكُونُ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (مجمع الزوائد، ج ۷ ص ۲۸۳ م واللفظ له، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۳۴۵)

ترجمہ: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ سچوں کو جھوٹا اور جھوٹوں کو سچا کہا جائے گا، اور خیانت پیشہ لوگوں کو امانت دار اور امانت دار لوگوں کو خیانت پیشہ بتلایا جائے گا، بغیر طلب کئے لوگ گواہیاں دیں گے، اور بغیر حلف اٹھوائے حلف اٹھائیں گے، اور کمینے باپ دادا کی اولاد دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ خوش نصیب بن جائیں گے، جن کا نہ اللہ پر ایمان ہو گا، نہ رسول پر۔"

(۴٦) بلند وبالا عمارتوں میں ڈینگیں مارنا

عَن ابْن مَسْعُود: سَمِعت رَسُول الله ﷺ يَقُول: إِن من أَشْرَاط السَّاعَة أَن يمر الرجل فِي الْمَسْجِد لَا يُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ وَأَن لَا يسلم الرجل إِلَّا على من يعرفهُ وَأَن يبرد الصَّبِي الشَّيْخ لفقره وَأَن تتطاول الحفاة العراة رُعَاة الشَّاء فِي الْبُنيان(اخرجہ ابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان، در منثور، ج٦ص٥٥)

ترجمہ: "حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد سے گزر جائے گا مگر اس میں دو رکعت نماز نہیں پڑھے گا، اور یہ کہ آدمی صرف جان پہچان کے لوگوں کو سلام کہے گا، **اور یہ کہ ایک معمولی بچہ بھی بوڑھے آدمی کو محض اس کی تنگ دستی کی وجہ سے لتاڑے گا،** جو لوگ کبھی ننگے بھوکے بکریاں چرایا کرتے تھے وہی اونچی اونچی بلڈنگوں میں ڈینگیں ماریں گے۔"

باب ششم: ظہورِ مہدی سے پہلے امتِ مسلمہ کے حکمران کی حالت
احادیث کا ترجمہ اور مختصر خلاصہ

زمین کی خلافت انسانوں کو دے کر فرشتوں کو عظمتِ انسان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حکم پر سجدہ ریز کیا تاکہ انسان کو عبادت کی طرح خلافت کی اہمیت بھی سامنے ہو، کیونکہ انسانوں اور جنوں کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے اور عبادت میں جس طرح کلمہ، توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہے، ایسے ہی نکاح، طلاق، خلع، بیوع، قضا اور شفعہ بھی ہے اور ان سب اسلامی احکامات کے لیے جیسے انفرادی طور پر گھر کی ذمہ داری میں ایک نیک صالح سربراہ کی موجودگی میں گھر کے کاموں کو پورے طریقے پر تب بھرپور انداز میں کیا جا سکتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کے احکامات کو خود بھی صحیح طور پر ادا کرتا ہو اور گھر کے کام کاج کو بروقت کرتا ہو اور کسی دوسرے شخص کی مداخلت کو تسلیم نہیں کرتا۔ ایسے ہی شہر اور ملک کی سربراہی کے لئے نیک صالح اور مصلح حکمران کا ہونا لازمی ہے جو قرآن وسنت کی اتباع میں شہری وملکی ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہو۔ اگر ان امور میں کمی کی گئی، تو ان کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر فتنہ داخل ہو سکتا ہے۔

انہی امور کو حکمرانوں سے متعلق فتنوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر حکمران قرآنی احکامات کی اتباع اور ان کے نفاذ میں کوتاہی کرنے لگے اور تمہیں بھی اسی کے مطابق کرنے کا حکم دے تو سلطان کو وہی چھوڑ دو، اور قرآنی احکامات اور ان کے نفاذ میں اپنی زبان، ہاتھ اور دل سے کوشش کرتے رہو۔

سب سے بدترین رشوت حکمرانوں کا وہ ہدیہ ہے جس کو وہ اپنے سیاہ کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لیے علما اور قبائل کے سربراہان کو دیتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی بدترین جہنمی گروہوں میں ان کا بھی شمار ہوتا ہے جو کسی حکمران ٹولے کی سیاہ کرتوتوں کی حفاظت کرتے ہوئے ان کے فوج اور پولیس میں برتی ہوتے ہیں اور پھر لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔

نیک و مصلح حکمران کی صفت یہ ہے کہ وہ ملکی وشہری معاملات میں نہ تو نااہل لوگوں کو اپنے قریب بیٹھنے دیتا ہے اور نہ ہی فساق وفجار، ناقص العقل اور کم فہموں کو حکمرانی سپرد کرتا ہے اور نہ

ہی عورتوں کو امورِ خانہ داری سے زیادہ سلطنت کے داخلی و خارجی پالیسیوں میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ احادیث الفتن میں ان امور کی بھی پیشن گوئی ہوئی ہے کہ اگر مسلمانوں کے ملکی و شہری امور میں عورتوں کی مشاورت شامل ہو یا پھر خواتین کو یہ امور سپرد ہو، تو اس وقت زمین کی پشت سے اس کے پیٹ میں جانا بہتر ہے۔

اسلامی سلطنت کی وقار اور ہیبت اسی میں ہے کہ دنیا ان کی نظروں میں مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہو، وگرنہ اسلام کی عظمت مسلمانوں کے دلوں سے نکل جائے گی اور کفار کی ہیبت تمہارے قلوب پر حاوی ہو جائے گی۔

اور جب ان کی ہیبت آگئی، تو پھر حکمران کفار کی اتباع آخری حدود تک جائیں گے ہر بالشت میں ان کی پیروی کریں گے اور یوں کفر کی غلامی کا طوق ان کے گردنوں میں آئے گا اور اس کے بعد قرآن کے محکمات سے اعراض اور متشابہات کی تلاش جاری ہو جائے گی۔

رفتہ رفتہ شکم سیری اور غباوت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سنت کا انکار شروع ہوگا، تو اسلام کا حصار ٹوٹ جائے گا اور پوری دنیا کے کفری لشکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے اور پھر مسلمانوں کو اپنے مقدسات پر بھی اختیار نہ رہے گا۔

اس زمانے میں مسلمان سیلاب کے جھاگ کی طرح ناکارہ ہوں گے، نئے نئے نظریات اور دجالی فتنوں کی اتباع کی وجہ سے تقدیر جیسے بنیادی عقائد کے بھی منکر ہوں گے۔ اس وجہ سے یہ دجالی گروہ میں داخل ہوں گے۔

باہمی اختلافات شروع ہو جائیں گے، سنت کی جگہ بدعت اور امن کی جگہ فتنہ اور فساد کا دور شروع ہوگا، علم کی جگہ جہل آئے گا اور آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا شروع کر دیں گے۔

اس دوران آروں سے چیرنا اور سولی پر لٹکانا مسلمان کو قبول ہونا چاہیے، مگر اللہ تعالیٰ کی معصیت میں جینے سے بہتر ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں موت کو قبول کریں۔

(۷۸) حکام کی غلط روی پر نہ ٹوکنا

عن معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما أنه صعد المنبر يوم القمامة، فقال عند خطبته: إنما المال ما لنا، والفيء فيئنا، فمن شئنا أعطيناه ومن شئنا منعناه؛ فلم يجبه أحد. فلما كان في الجمعة الثانية قال مثل ذلك، فلم يجبه أحد. فلما كان في الجمعة الثالثة قال مثل مقالته، فقام إليه رجل ممَّن حضر المسجد فقال: كلا، إنما المال مالنا، والفيء فيئنا، فمن حال بيننا وبينه حاكمناه إلى الله بأسيافنا، فنزل معاوية رضي الله عنه فأرسل إلى الرجل فأدخله. فقال القوم: هلك الرجل. ثم دخل الناس فوجدوا الرجل معه على السرير. فقال معاوية للناس: إنَّ هذا أحياني، أحياه الله. سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «سيكون بعدي أمراء يقولون ولا يُردّ عليهم، يتقاحمون في النار كما تتقاحم القردة» ، وإنِّي تكلَّمت أول جمعة فلم يردّ عليّ أحد، فخشيت أن أكون منهم. ثم تكلَّمت في الجمعة الثانية فلم يردّ عليّ أحد فقلت في نفسي: إني من القوم. ثم تكلَّمت في الجمعة الثالثة فقام هذا الرجل فردّ عليّ، فأحياني أحياه الله. (حياة الصحابة، ج۲ ص۶۸)

ترجمہ: "حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ وہ "قمامہ" کے دن منبر پر تشریف لے گئے اور دورانِ خطبہ فرمایا: مال ہمارا مال ہے، اور فئے ہماری فئے ہے، ہم جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں! ان کو کسی نے جواب نہیں دیا۔ آئندہ جمعہ کے خطبہ میں پھر یہی فرمایا، اس وقت بھی کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ پھر تیسرے جمعہ کو بھی یہی فرمایا، یہ سن کر حاضرینِ مسجد میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: ہر گز نہیں! مال ہمارا مال ہے اور فئے ہماری فئے ہے، پس جو شخص ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہوگا ہم اپنی تلوار کے

ذریعہ اس کا محاکمہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کریں گے! حضرت معاویہؓ منبر سے اترے اور نمازِ جمعہ کے بعد اس شخص کو اپنی قیام گاہ پر بلایا، لوگوں نے آپس میں کہا: یہ آدمی تو مارا گیا! پھر دوسرے لوگ حضرت معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ وہ شخص چارپائی پر حضرت معاویہؓ کے ساتھ بیٹھا ہے، حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے فرمایا: اس شخص نے مجھے موت سے بچا لیا، اللہ تعالیٰ اسے جیتا رکھے! میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ: "میرے بعد کے زمانہ میں کچھ حاکم ہوں گے جو اُلٹی سیدھی کہیں گے، مگر کسی کو ان کے ٹوکنے کی ہمت نہیں ہوگی، یہ سب لوگ جہنم میں گھُسیں گے جس طرح بندر گھستے ہیں!" حضرت معاویہؓ نے فرمایا: میں نے (بطورِ امتحان) پہلے جمعہ کو وہ بات کہی، مگر کسی نے مجھے ٹوکا نہیں، مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں میں بھی انہی حاکموں میں سے نہ ہوں، پھر دوسرے جمعہ کو یہی بات کہی اور کسی نے مجھے نہیں ٹوکا تو مجھے یقین ہو چلا کہ میرا شمار بھی انہی لوگوں میں ہے، پھر میں نے تیسرے جمعہ کو یہی بات کہی تو اس شخص نے کھڑے ہو کر مجھے ٹوک دیا، پس اس نے مجھے زندہ کر دیا، اللہ اسے جیتا رکھے۔"

(۲) نااہلوں کی نمائندگی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ" قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: "الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ" (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان ص:۲۹۲، کنز العمال ج:۱۴ص۲۱۶)

ترجمہ: "رویبضہ (گرے پڑے نااہل لوگ) قوم کی طرف سے نمائندگی کریں گے۔

عرض کیا گیا: رویبضہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: وہ نااہل اور بے قیمت آدمی جو جمہور کے اہم معاملات میں رائے زنی کرے۔"

(۶۰)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلاً، وَالأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا، وَسَادَ القَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ، وَكَانَ زَعِيمُ القَوْمِ أَرْذَلَهُمْ..... فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ.

(جامع ترمذی، ج۲ ص۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔۔۔**اور قبیلے کا بدکاران کا سردار بن بیٹھے اور رذیل آدمی قوم کا قائد (چوہدری) بن جائے**، تو اس وقت سرخ آندھی زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔"

(۳۲) ایسی زندگی سے موت بہتر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ، وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا، وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا.

(جامع ترمذی ج:۲ ص:۵۱) ترجمہ: "حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے حاکم نیک اور پسندیدہ ہوں، تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی مرنے سے جینا بہتر ہے)۔ اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں، تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے (یعنی ایسی زندگی سے مر جانا بہتر ہے)۔"

(۷۵) انسانی لباس میں شیطان

عن حذيفة رضي الله عنه قال: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ» قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: «قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ» قُلْتُ:فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ،مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ:هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ المُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ المَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ (مشکوٰۃ ص۴۶۱: واللفظ لہ، بخاری ج۲ص۱۰۴۹)

ترجمہ: "حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ: لوگ آنحضرت ﷺ سے خیر کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے شر کے بارے میں تحقیق کیا کرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے لاعلمی کی وجہ سے پہنچ جائے۔ فرماتے ہیں: میں نے (ایک دفعہ) عرض کیا: یا

رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں پھنسے ہوئے تھے، حق تعالیٰ شانہ نے (آپ ﷺ کی بدولت) ہمارے پاس یہ خیر بھیج دی (یعنی اسلام) تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: ہاں! مگر اس میں کدورت ہوگی۔ میں نے کہا: دوسری چیزوں کی تلقین کریں گے، ان میں نیک وبد کی آمیزش ہوگی۔ میں نے کہا: اچھا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کی دعوت پر لبیک کہے گا، اسے جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ذرا ان کا حال تو بیان فرمایئے۔ فرمایا: وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے (یعنی اسلام کے مدعی ہوں گے اور اسلامی اصطلاحات کو مطلب براری کے لئے استعمال کریں گے)۔ میں نے عرض کیا: اگر یہ بُرا وقت مجھ پر آجائے تو آپ ﷺ مجھے کیا ہدایت فرماتے ہیں؟ فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے چمٹے رہنا! میں نے کہا: اگر اس وقت نہ مسلمانوں کی جماعت ہو، نہ امام تو پھر؟ فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے الگ رہ، خواہ تمہیں کسی درخت کی جڑ میں جگہ بنانا پڑے، حتیٰ کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔"

قَالَ: «يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ»، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: «تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلْأَمِيرِ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ، فَاسْمَعْ وَأَطِعْ» (مشکوۃ المصابیح ص۴۶۱)

ترجمہ: "اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بعد کچھ مقتدا اور حکام ہوں گے جو نہ میری سیرت پر چلیں گے، نہ میری سنت کو اپنائیں گے، ان میں کچھ ایسے لوگ کھڑے ہوں گے جن کے قلوب انسانی جسم میں شیاطین کے قلوب ہوں گے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے

ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر یہ بُرا وقت مجھ پر آجائے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟ فرمایا: (جائز امور میں) امیر کی سمع وطاعت بجالانا، خواہ وہ تیری کمر پر کوڑے مارے اور تیرا مال لوٹ لے، تب بھی سمع وطاعت بجالانا!

(۷۹) نااہلوں کی حکومت

عن رافع الطائي قال: صحبت أبا بكر في غزوة فلما قفلنا قلت: يا أبا بكر أوصني قال: أقم الصلاة المكتوبة لوقتها وأد زكاة مالك طيبة بها نفسك، وصم رمضان، واحجج البيت، واعلم أن الهجرة في الإسلام حسن وأن الجهاد في الهجرة حسن ولا تكن أميرا، ثم قال: هذه الإمارة التي ترى اليوم سيرة قد اوشكت أن تفشو وتكثر حتى ينالها من ليس لها بأهل، وانه من يكن أميرا فإنه من أطول الناس حسابا وأغلظه عذابا، ومن لا يكون أميرا فإنه من أيسر الناس حسابا وأهونه عذابا لأن الأمراء أقرب الناس من ظلم المؤمنين، ومن يظلم المؤمنين فإنما يخفر الله هم جيران الله وهم عباد الله، والله إن أحدكم لتصاب شاة جاره أو بعير جاره فيبيت وارم العضل يقول: شاة جاري أو بعير جاري فإن الله أحق أن يغضب لجيرانه. (أخرجه ابن المبارک فی الزہد، کنز العمال ج۵ ص۷۵۲)

ترجمہ: رافع طائیؒ کہتے ہیں: میں ایک جہاد میں حضرت ابو بکرؓ کا رفیق تھا، واپسی پر میں نے کہا: اے ابو بکر! مجھے کوئی نصیحت کیجئے! فرمایا: فرض نمازیں ٹھیک وقت پر پڑھا کرو، اپنے مال کی زکوٰۃ خوشدلی سے دیا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کیا کرو، دیکھو! اسلام میں ہجرت بڑی اچھی بات ہے، اور ہجرت میں جہاد بہت خوب ہے، اور حاکم نہ بننا!

پھر فرمایا: یہ امارت جو آج تمہیں ٹھنڈی نظر آتی ہے، بہت جلد یہ پھیل جائے گی جو اس کے اہل نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ ان لوگوں کے ہاتھ لگے گی جو اس کے اہل نہیں ہوں گے، حالانکہ جو شخص حاکم بن جاتا ہے اس کا حساب طویل تر اور عذاب سخت تر ہو گا، اور جو شخص امیر نہ بنے اس کا حساب نسبتاً آسان اور عذاب ہلکا ہو گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ حکام کو مسلمانون پر ظلم کا موقع نسبتاً زیادہ ملتا ہے اور جو شخص مسلمانوں پر ظلم کرتا ہے وہ عہدِ خداوندی کو توڑتا ہے، اہل ایمان، اللہ کے ہمسائے اور اس کے بندے ہیں، تم میں سے کسی کے ہمسائے کی بکری یا اونٹ کو آفت پہنچے تو ساری رات پریشانی میں گزارتا ہے اور کہتا ہے کہ: "میرے ہمسائے کی بکری! میرے ہمسائے کا اونٹ!" پس یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنے ہمسائے کی تکلیف پر غضب ناک ہو۔"

(۹۱) دین کے معاملے میں رشوت

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: خُذُوا الْعَطَاءَ مَا دَامَ عَطَاءً، فَإِذَا صَارَ رِشْوَةً عَلَى الدِّينِ فَلَا تَأْخُذُوهُ، وَلَسْتُمْ بِتَارِكِيهِ يَمْنَعُكُمُ الْفَقْرَ وَالْحَاجَةَ، أَلَا إِنَّ رَحَا الْإِسْلَامِ دَائِرَةٌ، فَدُورُوا مَعَ الْكِتَابِ حَيْثُ دَارَ، أَلَا إِنَّ الْكِتَابَ وَالسُّلْطَانَ سَيَفْتَرِقَانِ فَلَا تُفَارِقُوا الْكِتَابَ. أَلَا إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يَقْضُونَ لِأَنْفُسِهِمْ مَا لَا يَقْضُونَ لَكُمْ، فَإِنْ عَصَيْتُمُوهُمْ قَتَلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ أَضَلُّوكُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ: كَمَا صَنَعَ أَصْحَابُ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ، نُشِرُوا بِالْمَنَاشِيرِ وَحُمِلُوا عَلَى الْخَشَبِ مَوْتٌ فِي طَاعَةِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ حَيَاةٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ (رواہ الطبرانی کما فی مجمع الزوائد ج:۵ ص ۲۷ واللفظ لہ، وابن عساکر نحوہ عن ابن مسعود، کما فی الکنز ج: ۱ ص ۲۱۶)

ترجمہ: "حضرت معاذؓ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ہدیہ اس وقت

تک قبول کر سکتے ہو جب تک کہ وہ ہدیہ رہے، لیکن جب وہ "دین کے معاملے رشوت" بن جائے تو اسے قبول نہ کرو! مگر (ایسا نظر آتا ہے) کہ تم (امت کے عام لوگ) اسے چھوڑو گے نہیں، کیونکہ فقر اور ضرورت تمہیں مجبور کرے گی۔ آگاہ رہو! کہ اسلام کی چکی بہر حال گردش میں رہے گی، اس لئے کتاب اللہ جدھر چلے اس کے ساتھ چلو (اسے اپنی خواہشات کے مطابق نہ ڈھالو)۔ آگاہ رہو! کہ عنقریب کتاب اور حاکم جدا جدا ہو جائیں گے، پس تم کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا۔ آگاہ رہو! کہ عنقریب تم پر ایسے حاکم مسلط ہوں گے جو اپنے لئے وہ تجویز کریں گے جو دوسروں کے لئے تجویز نہیں کریں گے، تم اگر ان کی نافرمانی کروگے تو تمہیں قتل کریں گے، اور اگر فرمانبرداری کروگے تو (بے دینی کے سبب) تمہیں گمراہ کریں گے! صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ایسی صورت میں) ہمیں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟ فرمایا: وہی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کیا کہ انہیں آروں سے چیرا گیا، سولی پر لٹکایا گیا (مگر وہ دین پر قائم رہے)، اور اطاعتِ الٰہی میں جان دے دینا معصیت کی زندگی سے (بدرجہا) بہتر ہے!"

(۲۹) اختلاف وانتشار

عن ابن مسعود رضي الله عنه مرفوعا: "إن أول هذه الأمة خيارهم، وآخرها شرارهم، مختلفين متفرقين، فمن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلتأته منيته وهو يأتي الناس ما يحب أن يؤتى إليه. (رواہ ابن حبان۔ کنز العمال، ج۱۴ص۲۲۳، حدیث: ۳۸۴۹۱)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بے شک اس امت کا اول حصہ بہترین لوگوں کا ہے، اور پچھلا حصہ بدترین لوگوں کا ہوگا، جن

کے درمیان باہمی اختلاف انتشار کار فرما ہوگا، پس جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس کی موت اس حالت پر آنی چاہیے کہ وہ لوگوں سے وہی سلوک کرتا ہو جیسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

(۷۷)اختلاف کی نحوست

أخرج البيهقي عن ابن إسحاق في خطبة أبي بكر الصديق رضي الله عنه يومئذٍ (أي يوم سقيفة بني ساعِدَة) قال: وإنَّه لا يحل أن يكون للمسلمين أميران، فإنّه مهما يكنْ ذلك يختلفْ أمرهم وأحكامهم، وتتفرقْ جماعتهم، ويتنازعوا فيما بينهم. هنالك تُتْرك السُّنة، وتظهر البِدعة، وتعظم الفتنة، وليس لأحد على ذلك صلاح. (حياۃ الصحابۃ، ۲ص۱)

ترجمہ: "امام بیہقیؒ نے بروایت ابن اسحق نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے (سقیفۂ بنی ساعدہ کے دن) یہ بھی فرمایا تھا کہ: یہ بات تو کسی طرح درست نہیں کہ مسلمانوں کے دو امیر ہوں! کیونکہ جب کبھی ایسا ہوگا ان کے احکام و معاملات میں اختلاف رونما ہو جائے گا، ان کی جماعت تفرقہ کا شکار ہو جائے گی اور ان کے درمیان جھگڑے پیدا ہو جائیں گے، اس وقت سنت ترک کر دی جائے گی، بدعت ظاہر ہوگی اور عظیم فتنہ برپا ہوگا اور اس حالت میں کسی کے لئے بھی خیر و صلاح نہیں ہوگی۔"

(۵۳)فتنہ وفساد کا دور

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا العِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الهَرْجُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الهَرْجُ؟ قَالَ: القَتْلُ. (ترمذی شریف، ج۲ص۴۳)

ترجمہ: "حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بعد ایسا

دور آئے گا جس میں علم اٹھالیا جائے گا اور فتنہ وفساد عام ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فتنہ فساد سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: قتل!

(۵۴) فتنہ کے دور میں عبادت کا اجر وثواب

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، رَدَّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ» (صحیح مسلم ج۲ص۴۰۶، ترمذی شریف ج۲ص۴۳ واللفظ لہ، مسند أحمد ج۵ص۲۷)

ترجمہ: حضرت معقل بن یسارؓ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: فتنہ وفساد کے زمانہ میں عبادت کرنا ایسا ہے جیسے میری طرف ہجرت کرکے آنا۔"

(۱۴) دو جہنمی گروہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا» (صحیح مسلم ج:۲ص۲۰۵)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دو جہنمی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (بعد میں پیدا ہوں گے)، **ایک وہ گروہ جن کے ہاتھوں میں بیل کی دُم جیسے کوڑے ہوں گے، وہ ان کوڑوں کے ساتھ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے**۔ دوم: وہ عورتیں جو (کہنے کو تو) لباس پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن (چونکہ لباس بہت باریک یا ستر کے لئے ناکافی ہوگا اس لئے وہ) درحقیقت برہنہ ہوں گی، (لوگوں کو اپنے جسم کی نمائش اور لباس کی زیبائش سے اپنی طرف) مائل کریں گی، (اور خود بھی

مردوں سے اختلاط کی طرف) مائل ہوں گی، ان کے سر (فیشن کی وجہ سے) بختی اونٹ کے کوہان جیسے ہوں گے، یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی، نہ جنت کی خوشبو ہی ان کو نصیب ہو گی، حالانکہ جنت کی خوشبو دُور دُور سے آرہی ہو گی۔"

(۵۷) خدا کی لعنت و غضب میں صبح و شام

عَن أبي هُرَيْرَة: سَمِعت رَسُول الله ﷺ يقُول: إن طَالَتْ بك مُدَّة يُوشك أَن ترى قوما يَغْدُونَ فِي سخط الله وَيَرُوحُونَ فِي لعنته فِي أَيْديهم مثل أَذْنَاب الْبَقر (أخرجه أحمد مسلم والحاكم وصححه در منثور ج٦ ص٥٥)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ اگر تمہاری زندگی طویل ہوتی تو بعید نہیں کہ تم ایسے لوگوں کو دیکھو جن کی صبح و شام اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت میں بسر ہو گی، ان کے ہاتھ میں بیل کی دُم جیسے کوڑے ہوں گے۔"

(۳۲) ایسی زندگی سے موت بہتر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ، وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا، وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلاَءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا. (جامع ترمذی ج:۲ ص۵۱)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور جب تمہارے معاملات باہمی (خیر خواہانہ) مشورے سے طے ہوں، تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے (یعنی مرنے سے جینا بہتر ہے)۔ **اور جب تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں (کہ بیگمات جو فیصلہ کردیں وفادار نوکر کی طرح تم اس کو نافذ کرنے لگو)** تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے

(یعنی ایسی زندگی سے مر جانا بہتر ہے)۔"

(۳۰) تین جرائم اور تین سزائیں

عَن أبي هُرَيْرَة قَالَ: قَالَ رَسُول الله ﷺ إِذا عظمت أمتِي الدُّنْيَا نزعت مِنْهَا هَيْبَة الْإِسْلَام واذا تركت الْأَمر بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْي عَن الْمُنكر حرمت بَرَكَة الْوَحْي وَإِذا تسابَّت امتي سَقَطت من عين الله

(درِ منثور، ج۲ص۳۰۲، بروایت حکیم ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت و وقعت اس کے قلوب سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کے برکات سے محروم ہو جائے گی، اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی۔"

(٦٧) یہود و نصاریٰ کی نقالی

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قبلكُمْ شبْرًا بشبرٍ وذراعاً بذراعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ» . قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: «فَمَنْ» (متفق علیہ۔ مشکوۃ شریف، ص۴۵۸)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ: حضور ﷺ نے فرمایا: تم بھی ٹھیک پہلی امتوں کے نقش قدم پر چل کر رہوں گے، حتیٰ کہ اگروہ گوہ کے سوراخ میں گھسے تو تم بھی اس میں گھس کر رہو گے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! پہلی امتوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: اور کون؟ ایک روایت میں ہے کہ: "اگر ان میں کسی نے اپنی ماں سے علانیہ

بدکاری کی ہوگی تو میری امت میں بھی اس قماش کے لوگ ہوں گے۔" معاذ اللہ

(۸۹) قرآن کے محکمات سے اعراض اور متشابہات کی تلاش

وَعَن عَائِشَة قَالَتْ: تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَات محكمات) موقَرَأَ إِلَى: (وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ) قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "فَإِذَا رَأَيْتَ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ: رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّاهُمُ الله فاحذروهم" (مشکوۃ المصابیح ص:۲۸)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے یہ آیت: " **هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ... أُولُو الْأَلْبَابِ**)" تک پڑھی، پھر ارشاد فرمایا کہ: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کی تلاش میں ہیں تو سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں (اس طرح) کیا ہے (کہ ان کے دل میں کجی ہے) پس ان سے الگ رہو۔"[1]

---

[1] پوری آیت یہ ہے: **هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ**: (آل عمران:۷)

ترجمہ: "وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں (یعنی ان کا مطلب ظاہر ہے) اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں (اس) کتاب (یعنی قرآن) کا (یعنی غیر ظاہر المعنیٰ کو بھی ان ہی ظاہر المعنیٰ کے موافق بنایا جاتا ہے) اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں (یعنی ان کا مطلب خفی ہے خواہ بوجہ مجمل ہونے کے، خواہ کسی نص ظاہر المراد کے ساتھ معارض ہونے سے) سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈنے کی غرض سے (تاکہ اپنے غلط عقیدہ میں اس سے مدد حاصل کریں) حالانکہ اس کا

(۹۰)شکم سیری اور غباوت کا نتیجہ۔۔۔انکارِ سنت!

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ، وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ!" وإن ما حرم رسول الله ﷺ كما حرم الله!...."(رواہ أبو داؤد والدارمی نحوہ، وکذاابن ماجہ۔ مشکوۃ المصابیح ص:۲۹)

ترجمہ: "حضرت مقدام بن معد یکربؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو! مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسی طرح کی (واجب الاطاعت وحی) اور بھی (دی گئی ہے، جسے "سنت" کہا جاتا ہے)۔ آگاہ رہو! عنقریب کوئی پیٹ بھرا اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے (جو تکبر کی علامت ہے) متکبرانہ (انداز میں) کہے گا: "لوگو! صرف اس قرآن ہی (پر عمل) کو لازم سمجھو، جو چیز تمہیں اس میں حلال مل بس اسی کو حلال سمجھو اور جو اس میں

(صحیح) مطلب بجز حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا (یا اگر وہ خود قرآن یا حدیث کے ذریعہ سے صراحتاً یا اشارۃً بتلادیں تو بس اسی قدر دوسروں کو بھی خبر ہو سکتی ہے، زیادہ معلوم نہیں ہو سکتا) اور (اسی واسطے) جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار (فہیم) ہیں، وہ (ایسی آیتوں کے متعلق) یوں کہتے ہیں کہ: ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں، سب (آیتیں ظاہر المعنیٰ بھی اور خفی المعنیٰ بھی) ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں (پس ان کے جو معنی اور مراد واقع میں ہوں وہ حق ہیں) اور (نصیحت کی بات) کو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہلِ عقل ہیں (یعنی عقل کا مقتضا بھی یہی ہے کہ مفید اور ضروری بات میں مشغول ہو، مضر اور فضول قصے میں نہ لگے)۔"

(بیان القرآن از حضرت حکیم الأمت تھانویؒ)

حرام ملے اسی کو حرام سمجھو! (قرآن فہمی کے لئے سنت سے مدد نہ لو)" حالانکہ (موٹی بات ہے کہ) رسول اللہ (حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا جو فیصلہ فرماتے ہیں) وہ بحکم الٰہی ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے جس چیز کو حرام ٹھہرایا وہ بھی اس طرح (واجب الاحتراز) ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی حرام ٹھہرائی ہوئی چیز (مگر تکبر اور غباوت کی وجہ سے اتنی موٹی بات کو نہیں سمجھے گا۔"

(۱۵) عالمِ اسلام کی زبوں حالی اور اُس کے اسباب

عن ثوبانَ، قال: قال رسولُ اللهﷺ "يوشِكُ الأُممُ أن تَداعَى عليكم كما تَداعَى الأَكَلَةُ إلى قَصْعَتِها" فقال قائل: ومن قلَّةٍ نحن يومئذٍ؟ قال: "بل أنتم يومئذٍ كثيرٌ، ولكنَّكم غُثاءٌ كغثاء السَّيلِ، ولَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِن صدورِ عدوِّكم المهابةَ منكم، وليقذفنَّ اللهُ في قلوبِكم الوَهْنَ". فقال قائلٌ: يا رسُولَ الله، وما الوهنُ؟ قال: حبُّ الدُنيا وكراهيةُ الموتِ" (ابوداؤد، ص۵۹۰)

ترجمہ: "حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ وقت قریب آتا ہے جب کہ تمام کافر قومیں تمہارے مٹانے کے لیے (مل کر سازشیں کریں گی اور) ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے دستر خوان پر کھانا کھانے والے (لذیذ) کھانے کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہماری قلتِ تعداد کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہوگا؟؟ فرمایا: نہیں! بلکہ اس وقت تعداد میں بہت ہوگے، البتہ تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ناکارہ ہوگے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رُعب اور دَبدبہ نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں "بزدلی" ڈال دیں گے! کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! بزدلی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت!"

(۱۷) دجالی فتنہ اور نئے نئے نظریات

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ» (صحیح مسلم، ج۱ص۱۰)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں بہت سے جھوٹے مکار لوگ ہوں گے جو تمہارے سامنے (اسلام کے نام سے نئے نئے نظریات اور) نئی نئی باتیں پیش کریں گے جو نہ کبھی تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادا نے، ان سے بچنا! ان سے بچنا! کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، اور فتنہ میں نہ ڈال دیں!"

(۱۸) دجالی فرقہ

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:"سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَقُولُونَ: لَا قَدَرَ فَإِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ فَإِنَّهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ وَحَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِ (مسند أبو داؤد الطيالسی ج:۲ص۵۸)

ترجمہ: "حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو کہا کریں گے: "تقدیر کوئی چیز نہیں!" یہ لوگ اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شرکت نہ کرو، کیونکہ یہ دجال کا ٹولہ ہے، اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ ان کو دجال سے ملا دیں۔"

الخليفة المهدی فی الأحادیث الصحیحة

شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

تبویبِ جدید، تشریح وتوضیح

جمع وترتیب

لجنۃ المحققین

باہتمام

مولانا زاہد اللہ، پشاور

عرضِ مرتب

مصنف کا تعارف: شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے، تیرہ برس کی عمر میں دارالعلوم دیوبند میں حصول علم کے لیے شامل درس ہوئے۔ جن اساتذہ کرام سے دیوبند میں آپؒ نے علم حاصل کیا ان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا ذوالفقار علیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے نام نمایاں ہیں۔ والد محترم کے ساتھ حجاز ہجرت کیا، ان دنوں حجاز میں تشریف فرما تھے انگریزوں نے شریف مکہ کے ذریعے حضرتؒ کو مع ان کے رفقاء کے گرفتار کر لیا جن میں مولانا سید عزیر گلؒ اور حضرت مدنیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ رہا ہونے کے بعد حضرت مدنیؒ اپنے استاد محترم کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔ آپؒ نے بقیہ زندگی برصغیر کو انگریز کے استعمار سے نجات دلانے کے لیے وقف کر دی، آپؒ نے کم و بیش ۳۱ سال تک مسند حدیث پر بیٹھ کر درس دیا۔ آپؒ ۱۹۵۷ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: نقشِ حیات خود نوشت سوانح حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

کتاب کا تعارف: ظہورِ مہدی کا قضیہ دیگر پیچیدہ مسائل کی طرح ایک مغلق مسئلہ شمار ہوتا ہے، چونکہ ظہورِ مہدی امتِ مسلمہ کے متواتر مسائل میں سے ایک ہے اور اس کے انکار سے بہت سے صحیح احادیث کا انکار لازم آتا ہے۔ اس لیے جس زمانے میں بھی ظہورِ مہدی سے انکار کیا گیا اکابرینِ امت نے منکرین کو منہ توڑ جوابات دیئے۔ دیگر کتابوں کی طرح شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ نے ظہورِ مہدی سے متعلق احادیث کو مختلف کتب سے جمع کر کے ہر ایک حدیث کے سند میں موجود رجال پر محدثانہ حیثیت سے کلام کی۔ اس مختصر رسالے کا اردو ترجمہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی رحمہ اللہ فاضل دارالعلوم دیوبند نے کیا تھا۔

یہ رسالہ بیک وقت منکرینِ ظہورِ مہدی کے اشکالات کو ختم کرتا ہے، ایسے ہی ظہورِ مہدی سے متعلق احادیث میں بظاہر تعارض اور وقتی حالات کے ساتھ تطبیق کے حوالے سے افراط و تفریط کو رفع کرنے کے لیے نہایت آسان راستہ مہیا کرتا ہے، جس پر عمل کرنے سے نہ تو شریعت کے دیگر امور سے روگردانی لازم آتی ہے اور نہ ہی مہدئ موعود سے متعلق موجودہ زمانے میں ہماری ذمہ داریوں سے پہلو تہی ہو سکتی ہے۔

اس اہمیت کی وجہ سے رسالہ میں بیان شدہ احادیث کا صرف متن لیا گیا ہے اور سند پر کلام کو اختصار کی خاطر چھوڑ گیا احادیث کی از سرِ نو تبویب کی گئی اور امام مہدی کا ظہور جس زمانے میں ہو گا، ان احادیث کو علامات زمانیہ سے تعبیر کیا گیا۔ ظہورِ مہدی جس زمانے میں ہو گا، اس زمانے کے سیاسی حالات کو جن احادیث میں بیان کیا گیا، ان کو علاماتِ سیاسیہ کا عنوان دیا گیا ہے۔

ظہورِ مہدی سے متعلق علمائے کرام اور عوام کی ذمہ داریوں کو علامات شرعیہ کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ امام مہدی کے پہچاننے کے لیے احادیث میں بیان شدہ امور کو علاماتِ شخصیہ کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

باب اول: ظہورِ مہدی سے پہلے: علاماتِ زمانیہ

فصل اول: ظہورِ مہدی سے پہلے دنیا بھر میں ظلم وستم کا عام ہو جانا

عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ:«أبشركم بالمهدي، يبعث على اختلاف من الناس[1] وزلازل،فيملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما، يرضى عنه ساكن السماء وساكن الأرض، يقسم المال صحاحا". قال له رجل: ما صحاحا؟ قال:"بالسوية بين الناس، ويملأ الله قلوب أمة محمد ﷺ غناء، ويسعهم عدله، حتى يأمر مناديا فينادي فيقول: من له في مال حاجة؟ فما يقوم من الناس إلا رجل واحد فيقول:أنا.فيقول: إئت السدان–يعني الخازن– فقل له: إن المهدي يأمرك أن تعطيني مالا.فيقول له:احث، حتى إذا جعله في حجره وائتزره ندم، فيقول: كنت أجشع أمة محمد ﷺ أو عجز عني ما وسعهم .قال: فيرده فلا يقبل منه، فيقال

---

[1] دورِ مہدی سے پہلے دنیا بھر کے حالات شدید اختلافات کے شکار ہوں گے، جس کی وجہ سے ایک دوسرے پر ظلم وستم کرنا عام معمول بن جائے گا، جس کی بنیادی وجہ مختلف جماعات، تنظیمیں، مذاہب وافکار اور جتھہ بندیاں ہوں گی۔ ان سب حالات کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بھائی بندی اور رشتہ داریاں ختم ہو کر معاشرتی بگاڑ شروع ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ صوبائی، لسانی، قومی اور فرقہ واریت کی آگ بھڑک اٹھے گی، جو ملکی اور بین الاقوامی طور پر انفرادی اور اجتماعی ظلم وستم کا پیش خیمہ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا تکوینی نظام ان مظالم کے خاتمے کے لیے حرکت میں آجائے گا اور سمندری، فضائی، زمینی حالات میں تیزی سے تبدیلیاں رونما ہو جائیں گی، یعنی زلزلے، موسمی تبدیلیاں، سیلابوں کا آنا، بارشوں کا کم یا زیادہ ہونا، قحط اور رفتہ رفتہ خدائی اور کبھی کبھار مصنوعی شکل میں بیماریاں شروع ہو جائیں گی۔ مال کی کثرت کے باوجود غربت کی شدت سے عوام تنگ آکر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں گے، جس کی منظم صورت قبائلی، قومی اور دوسرے متعدد ناموں کی شکل میں ظاہر ہو کر ملکی اور عالمی خون ریزی کا ماحول پیدا کرے گی۔ مسلمانوں کے اس انتشار سے عالمِ کفر فائدہ اٹھا کر دنیا کے کونے کونے میں ان پر حملہ آور ہوں گے اور یوں عالمی جنگ کا سماں بن جائے گا۔

له: إنا لا نأخذ شيئا أعطيناه، فيكون كذلك سبع سنين أو ثمان سنين أو تسع سنين، ثم لا خير في العيش بعده. أو قال:" ثم لا خير في الحياة بعده» [مجمع الزوائد، ج۷ص۳۱۴]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو میری امت میں اختلاف واضطراب کے بعد زمانہ میں بھیجا جائے گا تو وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم وجور سے بھری ہوگی زمین اور آسمان والے اس سے خوش ہوں گے وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا (یعنی اپنے داد ودہش میں وہ کسی کا امتیاز نہیں برتے گا) اللہ تعالیٰ اس کے دور خلافت میں میری امت کے دلوں کو استغناء وبے نیازی سے بھر دے گا (اور بغیر امتیاز وترجیح کے) اس کا انصاف سب کو عام ہوگا وہ اپنے منادی کو حکم دے گا کہ عام اعلان کر دے کہ جسے مال کی حاجت ہو (وہ مہدی کے پاس آجائے اس اعلان پر) مسلمانوں کی جماعت میں سے بجز ایک شخص کے کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا مہدی اس سے کہے گا کہ خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدی نے مجھے مال دینے کا تمہیں حکم دیا ہے (یہ شخص خازن کے پاس پہنچے گا) تو خازن اس سے کہے گا اپنے دامن میں بھر لے چنانچہ وہ (حسب خواہش) دامن بھر لے گا اور خزانے سے باہر لائے گا تو اسے (اپنے اس عمل پر) ندامت ہوگی اور (اپنے دل میں کہے گا کیا) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں سب سے بڑھ کر لالچی اور حریص میں ہی ہوں یا یوں کہے گا میرے ہی لیے وہ چیز ناکافی ہے جو دوسروں کے واسطے کافی وافی ہے (اس ندامت پر) وہ مال واپس کرنا چاہے گا مگر اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ہم دے دینے کے بعد واپس نہیں لیتے مہدی عدل وانصاف اور داد دہش کے سات، آٹھ یا نو سال زندہ رہے گا اس کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی خوبی نہیں ہوگی۔

عن أبي سعيد الخدري،قال: قال رسول الله ﷺ: «لا تقوم الساعة حتى تملأ الأرض ظلما وجورا وعدوانا، ثم يخرج من أهل بيتي من يملأها قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وعدوانا» هذا حديث صحيح على شرط الشيخين

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم وجور اور سرکشی سے بھر جائے گی[1] بعد ازاں میرے اہل بیت سے

---

[1] ایک دوسری روایت میں فرمایا: **آخری زمانے میں میری امت پر بادشاہ کی طرف سے ایسی سخت مصیبت اترے گی، جو اس سے پہلے کسی نے نہیں سنی ہوگی، روئے زمین اپنی کشادگی کے باوجود لوگوں پر مکمل طور پر**

ایک شخص (مہدی) پیدا ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا (مطلب یہ ہے کہ خلیفہ مہدی کے ظہور سے پہلے قیامت نہیں آئے گی۔)[1]

عن محمد بن الحنفية، قال: كنا عند علي، فسأله رجل عن المهدي، فقال علي: هيهات، ثم عقد بيده سبعا، فقال: " ذاك يخرج في آخر الزمان إذا قال الرجل: الله الله قتل،[2] فيجمع الله تعالى له قوما قزعا كقزع السحاب، يؤلف الله بين قلوبهم، لا

تنگ ہو جائے گی، یہاں تک کہ زمین ظلم وجور سے بھر جائے گی۔ مؤمنوں کو پناہ لینے کے لیے کوئی جگہ نہیں ملے گی المستدرک للحاکم] حضرت علیؓ سے ظہورِ مہدی کی علامات میں مروی ہے، آپؓ نے فرمایا: **إذا صارت الدنيا هرجاً ومرجاً، وتظاهرت الفتن، وتقطعت السبل، وأغار بعضهم على بعض جب دنیا میں قتلِ عام شروع ہو جائے گا اور پے در پے فتنے ظاہر ہوں گے اور راستے بند ہوں گے۔ اور ایک دوسرے پر حملے کریں گے** [صفة المهدي لأبي نعيم الأصبهاني]

[1] اس حدیث میں ظہورِ مہدی سے پہلے اختلافات کی شدت، موسمی تبدیلیاں، زلزلے اور دنیا کا ظلم وستم سے بھر جانے کا تذکرہ کیا گیا ہے، ایسے ہی وبائی امراض طاعون اور شدید پریشانی کا تذکرہ بھی احادیث میں ملتا ہے، چنانچہ فرمایا: امام محمد بن علیؓ نے ارشاد فرمایا: کہ امام مہدی اس وقت تک نہیں آئیں گے، **جب تک امت میں شدید خوف، فتنہ، مصیبت اور طاعون جیسی وبائی امراض نہ آجائیں۔ پھر عربوں کے درمیان کاٹنے والی تلوار آجائے گی۔ اور لوگوں کا دینی مسائل میں افتراق ہوگا، اس کے بعد حالات کی تیزی سے تبدیلی شروع ہو جائے گی۔** آپس کے جنگ وجدال اور بھاؤلے کتوں کی طرح ایک دوسرے پر حملے کی وجہ سے لوگ صبح شام موت کی تمنا کرنے لگیں گے۔ [عقد الدرر للسلمی الشافعی]

[2] "إذا قال الرجل: الله الله قتل" ظہورِ مہدی سے پہلے پوری دنیا ظلم وستم سے بھر جائے گی، بالخصوص اس ظلم کا شکار مسلمان ہوں گے۔ زمانۂ جاہلیت کی طرح اس دور میں بھی مسلمان ملامت اور تہمت کا نشان ہوں گے۔ پوری دنیا کا نظامِ کفر متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائے گا، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو کہیں بھی جائے پناہ نہیں ملے گی۔ قتل ہونے کے لیے صرف کلمہ گو مسلمان ہونا کافی ہوگا، جیسا کہ فرمایا: (وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ) یہی مفہوم اس حدیث میں ظہورِ مہدی کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ بھرپور جائزہ لے کر موجودہ زمانے سے اس کا مقارنہ کیا جائے، تو صورت حال خود بخود واضح ہو جائے گی۔

يستوحشون إلى أحد، ولا يفرحون بأحد،[1] يدخل فيهم على عدة أصحاب بدر، لم يسبقهم الأولون ولا يدركهم الآخرون، وعلى عدد أصحاب طالوت الذين جاوزوا معه النهر،[2] قال أبو الطفيل: قال ابن الحنفية: أتريده؟ قلت: «نعم» ، قال: إنه يخرج من بين هذين الخشبتين، قلت: «لا جرم والله لا أريهما حتى أموت»، فمات بها يعني مكة حرسها الله تعالى «هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه»

---

[1] "قزعا كقزع السحاب" جس طرح بارش سے پہلے اللہ تعالی فضا میں متفرق بادلوں کے ٹکڑوں کو جمع کر کے اپنی قدرت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بارش کے ذریعے بنجر زمین کو سرسبز بناتے ہیں، ایسے ہی جب پوری دنیا میں مسلمانوں پر ظلم وستم عام ہو جائے گا، تو اللہ تعالی بارش کی طرح خلافت کی رحمت کو امام مہدی کے ذریعے نازل فرمائیں گے اور اس کی مدد کے لیے دنیا کے متفرق خطوں سے بہترین اعمال والے، عمدہ قلوب والے ایسے لوگوں کو منتخب کریں گے، جن کی زندگی کا مقصودِ اصلی صرف قیامِ خلافت ہو گا۔ اور اس کے نفاذ میں حائل ساری رکاوٹوں کو یہ حضرات خاطر میں نہیں لائیں گے۔ ۲۔"لا يستوحشون إلى أحد، ولا يفرحون بأحد" جب خدائی قانونِ رحمت حرکت میں آجائے گا، تو پوری دنیا میں ظلم وستم کے رسیدہ لوگوں سے ایسے افراد کا انتخاب کریں گے، جو نہ تو اللہ کے علاوہ کسی سے مرعوب ہوں گے اور نہ اللہ تعالی کے علاوہ ان کا کوئی مطلوب ہو گا۔ اس لیے کسی اجنبی کے ملنے سے نامانوس نہیں ہوں گے اور نہ ہی اپنوں کا ساتھ چھوڑنا ان کے لیے باعث غم ہو گا، تاہم اس کے ساتھ لشکرِ مہدی سے وابستہ افراد نہایت متواضع اور یک جان ہو کر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ "لم يسبقهم الأولون ولا يدركهم الآخرون" پوری دنیا پر قیامِ خلافت کے لیے ان کا انتخاب محض اللہ تعالی کے فیض سے ہو گا، جس کی نظیر نہ تو سابقہ ادوار میں گزری ہو گی اور نہ ہی آنے والا زمانہ اس کی نظیر پیش کرے سکے گا۔ دورِ نبوت سے دوری کے باوجود نہایت پاکیزہ قلوب والے ان افراد کا اوڑھنا بچھونا عہدِ اولی کے اولوالعزم افراد کی طرح فقط رضائے الہی ہو گا۔

[2] مراتب میں (جزوی) برابری کے ساتھ ساتھ تعداد میں بھی اصحابِ بدر کے مشابہ ہوں گے، جس طرح انہوں نے قیامِ خلافت میں خشتِ اول کا کردار ادا کیا تھا، ایسے ہی ان کا بھی خلافتِ مہدی کے لیے کردار ہو گا۔ اور جس طرح حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ کی خلافت میں اصحابِ طالوت کا نمایاں مقام تھا، ایسے ہی پوری دنیا میں اسلام کے جھنڈے گاڑنے میں ان کی حیثیت ہو گی۔ اسی طرح اس حدیث کی رو سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام مہدیؒ کے آنے سے پہلے ان کا انتظار کرنا اور دورانِ انتظار مکمل شریعت کی ذمہ داریوں کا نبھانا نہ صرف عملِ صالح ہے، بلکہ حضراتِ تابعین کا ایک ممدوح عمل بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکابر میں سے حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے بھی صرف اسی غرض کے لیے مکہ مکرمہ ہجرت کی تھی۔

[المستدرک، رقم: ۸۶۵۹، ج۴ص۵۹۶] ترجمہ: حضرت ابو الطفیلؓ محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ وہ حضرت علیؓ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے ان سے مہدی کے بارے میں پوچھا؟ تو حضرت نے بر بنائے لطف فرمایا: دور ہو، پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں ہوگا (اور بے دینی کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ) اللہ کے نام لینے والے کو قتل کر دیا جائے گا (ظہور مہدی کے وقت) اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو ان کے پاس اکٹھا کر دے گا، جس طرح بادل کے متفرق ٹکڑوں کو مجتمع کر دیتا ہے اور ان میں یگانگت والفت پیدا کر دے گا، یہ نہ تو کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے (مطلب یہ ہے کہ ان کا باہمی ربط وضبط سب کے ساتھ یکساں ہوگا) خلیفہ مہدی کے پاس اکٹھا ہونے والوں کی تعداد اصحابِ بدر (غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرامؓ) کی تعداد کے مطابق (یعنی ۳۱۳) ہوگی۔ اس جماعت کو ایسی (خاص و جزوی) فضیلت حاصل ہوگی جو اس سے پہلے والوں کو حاصل ہوئی ہے نہ بعد والوں کو حاصل ہوگی، نیز اس جماعت کی تعداد اصحابِ طالوت کی تعداد کے برابر ہوگی جنہوں نے طالوت کے ہمراہ نہر (اردن) کو عبور کیا تھا، حضرت ابو الطفیل کہتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے مجھ سے پوچھا کیا تم اس جماعت میں شریک ہونے کا ارادہ اور خواہش رکھتے ہو، میں نے کہا ہاں، تو انہوں نے (کعبہ شریف کے) دو ستونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ مہدی کا ظہور انہیں کے درمیان ہوگا اس پر ابو الطفیل نے فرمایا: بخدا میں ان سے تاحیات جدا نہ ہوں گا (راوی حدیث کہتے ہیں) چنانچہ ابو الطفیل کی وفات مکہ معظمہ ہی میں ہوئی۔

فصل دوم: ظہورِ مہدی سے پہلے: حرمِ مکی کی بے حرمتی اور غیر حقیقی مہدی کا واقعہ:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَبَا قَتَادَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يُبَايَعُ رَجُلٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَلَنْ يَسْتَحِلَّ هَذَا الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ، فَإِذَا اسْتَحَلُّوهُ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَجِيءُ الْحَبَشَةُ فَتُخَرِّبُهُ خَرَابًا لَا يَعْمُرُ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَهُمُ الَّذِينَ يَسْتَخْرِجُونَ كَنْزَهُ»[1] [المستدرک، ج۴ص۴۹۹] [مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۳۷۲۴۴، ج۷ص۴۶۲]

---

[1] روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی مہدی کے ظہور سے پہلے ایک غیر حقیقی شخص مہدویت کا دعویٰ کرے گا، مگر تاریخِ اسلامی کے مختلف ادوار میں کئے گئے مہدویت کے غیر حقیقی دعووں کے برعکس یہ دعویٰ کعبہ اور بیت اللہ کے پاس ہوگا۔ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اس زمانے میں اس غیر حقیقی مہدی کے دعوئ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو قتادہؓ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رکن اور مقام کے درمیان بیعت کی جائے گی اور بیت اللہ کی حرمت وہیں کے لوگ پامال کریں گے اور جب یہ پامالی ہو گی، تو اس وقت اہل عرب کی ہمہ گیر ہلاکت ہو گی بعد ازاں حبشی قوم چڑھائی کرے گی اور کعبۃ اللہ کو بالکل ویران کر دے گی اس ویرانی کے بعد یہ کبھی آباد نہ ہو گا یہی حبشی اس خزانہ کو نکال کر لے جائیں گے۔

فصل سوم: ظہورِ مہدی سے پہلے حقیقی اور غیر حقیقی مہدی کی پہچان:

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ، قَالَ: دَخَلَ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَفْوَانَ وَأَنَا مَعَهُمَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ ، فَسَأَلَاهَا عَنِ ﷺ يَقُولُ: «يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْحَرَمِ، فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بِجَيْشٍ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِهِمْ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ بِمَنْ يَخْرُجُ كَارِهًا؟ قَالَ:

مہدویت کے خلاف کاروائی کی جائے گی، جس میں حرم مکہ کی حد درجہ بے حرمتی کی جائے گی اور یوں پوری دنیا میں عربوں کی ہلاکت کے لیے معنوی اسباب سامنے آنے شروع ہو جائیں گے، جس کے بعد پھر ہلاکت کے ظاہری اسباب جلدی آئیں گے۔ غیر حقیقی مہدی سے متعلق احادیث کا عصر حاضر کے تناظر میں دیکھا جائے، تو ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء/یکم محرم ۱۴۰۰ھ کو نمازِ فجر میں وقوع پذیر ہونے والا جہیمان اور محمد بن عبداللہ القحطانی کا واقعہ فوراً ذہن میں آتا ہے۔

ہر صدی میں مجدد کے نظریے نے جہیمان کے دل میں بھی یہی خیال بسایا کہ اس صدی کا عظیم کام خلافتِ مہدی ہے، جس کے لیے بطورِ تمہید کام کرنے والا میں ہی ہوں گا۔ ظہورِ مہدی سے پہلے علاماتِ زمانیہ، مکانیہ، تکوینیہ، شرعیہ اور سیاسیہ وغیرہ کے بارے میں زیادہ علم نہیں تھا، اس وجہ سے اس کا خیال تھا کہ ظہورِ مہدی میں اسباب کا عمل دخل زیادہ ہے، اس لیے اسباب کی تیاری میں اسلحہ اور خوراک جمع کر کے ظہورِ مہدی کے لیے اپنے سالے محمد بن عبداللہ القحطانی کو منتخب کیا، اس کے بارے میں لوگوں کے خوابوں اور دیگر مبشرات، اخلاق، سیرت اور دیگر خوبیوں کی وجہ سے جہیمان کے ماننے والوں کا اس کے بارے میں مہدی کا نظریہ راسخ ہو گیا تھا۔ [دیکھئے: ویکی پیڈیا، واقعۂ جہیمان۔ اور المعرفہ ڈاٹ کام] احادیثِ نبویہ میں عمق نہ ہونے اور مہدی کے بارے میں تحقیق نہ کرنے کی وجہ سے جہاں ایک طرف حرم شریف میں خونریزی کی فضا پیدا کر کے حرم کی بے حرمتی کا واقعہ پیش آیا۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے، تو بیت اللہ کی ہتک کا ارتکاب پہلی بار حجاج بن یوسف نے اس وقت کیا، جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف لشکر کشی کر کے انہیں حرم میں پناہ لینی پڑی اور وہاں پر بھی انہیں پناہ نہ دی گئی، بلکہ سولی پر لٹکایا گیا، اس میں بھی اپنے ہی مسلمان حاکموں نے حکومت لینے کی خاطر بیت اللہ پر چڑھائی کر کے بیت اللہ کی بے حرمتی کر ڈالی۔

«يُخْسَفُ بِهِ مَعَهُمْ، وَلَكِنَّهُ يُبْعَثُ عَلَى نِيَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» ثُمَّ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ»هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ "[المستدرک، رقم:۸۳۲۱، ج۴ ص۴۷۵]

عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ صَفْوَانَ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «سَيَعُوذُ بِهَذَا الْبَيْتِ – يَعْنِي الْكَعْبَةَ – قَوْمٌ لَيْسَتْ لَهُمْ مَنَعَةٌ، وَلَا عَدَدٌ وَلَا عُدَّةٌ، يُبْعَثُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ»، قَالَ يُوسُفُ: وَأَهْلُ الشَّأْمِ يَوْمَئِذٍ يَسِيرُونَ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَفْوَانَ: أَمَا وَاللهِ مَا هُوَ بِهَذَا الْجَيْشِ ترجمہ: یوسف بن ماہک سے روایت ہے کہ مجھے عبداللہ بن صفوان نے بتایا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر یعنی بیت اللہ میں ایک ایسی قوم پناہ لے گی، جن کے پاس اپنی حفاظت کے لیے نہ کوئی دفاعی ساز وسامان ہوگا، نہ زیادہ تعداد اور نہ ہی لڑائی کے لیے تیاری کا انتظام۔ ان کے خلاف ایک لشکر بھیجا جائے گا، جب وہ مدینہ کے بیداء نامی جگہ پہنچ جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دیں گے۔ راوی حدیث حضرت یوسف فرماتے ہیں: کہ اس زمانے میں اہل شام مکہ کی جانب آرہے تھے تو عبداللہ بن صفوان نے کہا: خدا کی قسم! یہ وہ لشکر نہیں ہے۔

عَبْدُ اللهِ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: عَبَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَنَامِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ صَنَعْتَ شَيْئًا فِي مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ، فَقَالَ: «الْعَجَبُ إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يَؤُمُّونَ بِالْبَيْتِ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ»، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الطَّرِيقَ قَدْ يَجْمَعُ النَّاسَ، قَالَ: «نَعَمْ، فِيهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ وَالْمَجْبُورُ وَابْنُ السَّبِيلِ، يَهْلِكُونَ مَهْلَكًا وَاحِدًا، وَيَصْدُرُونَ مَصَادِرَ شَتَّى، يَبْعَثُهُمُ اللهُ عَلَى نِيَّاتِهِمْ»[1] [صحیح مسلم، کتاب الفتن، رقم:۲۸۸۴]

---

[1] مذکورہ بالا احادیث کا حاصل یہ ہوا کہ ظہورِ مہدی سے پہلے عربوں کی ہلاکت اس وقت شروع ہوگی، جب عرب کعبہ کی بے حرمتی کا ارتکاب کریں گے اور جب امام مہدی کا ظہور ہوگا، تو اس کی مخالفت کرنے والے لشکر کو مکمل طور پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا، چنانچہ یہی دونوں واقعات ایک روایت میں یکجا ذکر کیے گئے ہیں: حدثنا الوليد بن مسلم، عن صدقة بن خالد، عن عبد الرحمن بن حميد، عن مجاهد، عن تبيع، قال: «سيعوذ بمكة عائذ فيقتل، ثم يمكث الناس برهة من دهرهم، ثم يعوذ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواب میں کچھ ایسے افعال سرانجام دیئے، جو اس سے پہلے کبھی ہم نے آپ ﷺ کو کرتے نہیں دیکھا۔ پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے چند لوگ بیت اللہ میں آئے ہوئے ایک قریشی آدمی کے خلاف لشکر جمع کر کے کعبہ پر چڑھائی کی نیت سے جائیں گے جب مدینہ کے قریب بیداء نامی جگہ پر پہنچ جائیں گے تو اول تا آخر انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا، تو میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! راستے میں مختلف لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان میں عام راہ گیر، مجبور، مسافر اور دیگر لوگ بھی اکٹھے ہلاک ہوں گے، لیکن روزِ محشر انہیں اپنی اپنی نیتوں کے مطابق مختلف جگہوں سے اٹھایا جائے گا۔

فصل چہارم: ظہورِ مہدی سے پہلے عراق اور شام کا اقتصادی بائیکاٹ:

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ: يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ وَلَا دِرْهَمٌ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ، يَمْنَعُونَ ذَاكَ، ثُمَّ قَالَ: يُوشِكُ أَهْلُ الشَّأْمِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مُدْيٌ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الرُّومِ، ثُمَّ سَكَتَ هُنَيَّةً، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا، لَا يَعُدُّهُ عَدَدًا» قَالَ قُلْتُ لِأَبِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ: أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَا: لَا.[1]

عائذ آخر، فإن أدركته فلا تغزونه، فإنه جيش الخسف» اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے قربِ ظہورِ مہدی کی ایک بڑی علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ حقیقی مہدی کے ظہور سے کچھ عرصہ پہلے ایک شخص ظاہر ہوگا، جو فوراً قتل ہوگا، کچھ عرصہ بعد ایک دوسرا شخص ظاہر ہوگا، اس دوسرے شخص کی مخالفت اور اس کے خلاف کاروائی سے گریز کرنی چاہیے، کیونکہ یہ لشکر (مہدی مخالف) زمین میں دھنس جانے والوں میں سے ہوگا۔ اس روایت کی سند میں "تبیع" راوی کے علاوہ تمام رجال ثقات ہیں، جب کہ یہ روایت مسلم اور دیگر کتب صحاح کی روایات میں معنی کے اعتبار سے مؤید ہے، اس لیے اس روایت کی صحت میں شبہ نہیں، ہاں البتہ تبیع نامی راوی اہل کتاب سے اخذ روایت کرتا تھا، تاہم اس کی مویدات ہونے کی وجہ سے درجۂ حسن سے یہ روایت کم نہیں۔ [الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۳۵، ج ۱ ص ۳۲۷]

[1] ایرانی انقلاب کے خوف سے عرب ممالک بالعموم اور بالخصوص کویت کی جانب سے عراقی حکومت کے ساتھ یہ وعدے کیے گئے تھے کہ جنگ کے اخراجات کی تکمیل کے لیے ہم آپ کو تیل کے کچھ کنویں دیں گے، مگر جب جنگ ختم ہوئی، تو کویت نے اپنا وعدہ پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ جن کے حصول کے لیے عراق نے وعدۂ

ترجمہ: صحیح مسلم میں ابو نضرہؒ سے روایت ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہؓ کے پاس بیٹھے تھے، آپؓ نے فرمایا: اہل عراق کے پاس قفیز اور درہم نہیں آئے گا۔ ہم نے پوچھا یہ پابندی کون لگائے

خلافی کے جرم میں راتوں رات چڑھائی کر کے کنوؤں پر قبضہ جمالیا مگر کویتی بادشاہ پہلے مصر چلا گیا اور وہاں ٹیلی ویژن پر آکر پہلے عرب ممالک سے مدد طلب کی، اور پھر امریکہ جا کر اقوام متحدہ میں اپنی حکومت بچانے کے لیے درخواست کی۔ اس طرح امریکہ نے آکر عراقی فوج کو واپس کر دیا اور اقوام متحدہ کے ذریعے ۱۳ سال تک عراق پر پابندیاں لگا کر عراق کو لقمے لقمے کا محتاج کر دیا۔ شاید اسی کی طرف ایک دوسری حدیثِ مبارک میں اشارہ کیا گیا جس میں فرمایا کہ ایک ملک کا مسلمان بادشاہ دوسرے مسلمان بادشاہ کی حکومت پر حملہ کر کے غلبہ کرے گا، تو وہ مغلوب بادشاہ اس ظالم مسلمان حاکم کے خلاف اپنی مدد کے لیے روم کی عیسائی طاقتوں کے پاس جا کر درخواست کرے گا، عیسائی افواج کا جزیرۃ العرب میں اس طرح آنا عالمی جنگوں (ملاحم) کے لیے نقطہ آغاز ثابت ہوگا، چنانچہ فرمایا: عن أبي ذر أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "إنه سيكون رجل من بني أمية بمصر يلي سلطانا، ثم يغلب على سلطانه أو ينزع منه فيفر إلى الروم، فيأتي بالروم إلى أهل الإسلام فتلك أول الملاحم ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ عنقریب بنو امیہ کا ایک آدمی مصر میں بادشاہ ہوگا، پھر کچھ عرصہ بعد اس پر دوسرا بادشاہ غلبہ کر کے اس سے بادشاہت چھین لے گا تو یہ بھاگ کر رومی عیسائیوں سے مدد مانگے گا اور رومی عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف لائے گا تو یہ عالمی جنگوں کے لیے پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ [المعجم الأوسط للطبرانی، رقم: ۸۱۲۱، ج ۸ ص ۱۱۰]

اس تناظر میں اگر جابر الصباح اور اس کے بھائی حسن الصباح کے خفیہ دورہ امریکہ اور انہیں اپنے پڑوسی مسلمان ملک کے خلاف بُلا کر خطے میں امریکی اجارہ داری قائم کرنے کے حوالے سے دیکھا جائے اور اس حدیث کو ملاحظہ کریں تو یہ بات مزید منقح ہو جاتی ہے کہ حدیثِ مبارک میں بیان کیے گئے شخص سے شاید صدام حسین مراد ہو، جب کہ اس بادشاہ کے لیے ایک اور روایت میں "اُخنس" کا صیغہ استعمال کر کے خفیہ دورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ أعلم۔ اور حدیثِ مبارک میں اس خفیہ دورے کو "اول الملاحم" کہا گیا۔ [الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۳۴۱، ج ۲ ص ۴۷۷]

واضح رہے اقوام متحدہ کی جانب سے عراق پر لگائی جانے والی پابندیوں میں صرف یمن نے ان پابندیوں کی خلاف آواز اٹھا کر عربی اور اسلامی ملک ہونے کا ثبوت دیا تھا، باقی دنیا بھر کے تمام رکن ممالک نے عراق کے بوڑھوں، خواتین اور بچوں پر بھوک وافلاس مسلط کرنے کے جرم میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔

گا؟ آپؓ نے فرمایا: یہ پابندی عجم کی طرف سے ہو گی۔ پھر فرمایا: قریب ہے کہ اہل شام کے پاس دینار اور مد نہیں آئے گا میں نے پوچھا؟ یہ کس کی طرف سے ہو گا؟ جواب دیا: یہ روم کی طرف سے ہو گا، پھر تھوڑی دیر خاموش ہوئے، پھر فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آئندہ دور میں میری امت میں ایک خلیفہ ایسا ہو گا، جو لوگوں میں مال کو زیادہ مقدار میں بغیر حساب کے تقسیم کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ابونضرۃ اور ابو العلاء سے پوچھا کہ کیا تم دونوں حضرات کا اس خلیفہ سے مراد عمر بن عبدالعزیز ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔[صحیح مسلم، کتاب الفتن، رقم: ٦٧۔٢٩١٣، ج٤ص ٢٢٣٤]

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يَجِيءَ إِلَيْهِمْ دِرْهَمٌ وَلَا قَفِيزٌ، قَالُوا: مِمَّ ذَاكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُونَ ذَاكَ، ثُمَّ سَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ: يُوشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَا يَجِيءَ إِلَيْهِمْ دِينَارٌ، وَلَا مُدٌّ، قَالُوا: مِمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الرُّومِ يَمْنَعُونَ ذَلِكَ،[1] ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

---

[1] ظہورِ مہدی سے پہلے شام کی جنگی ابتداء بچوں کے کھیل کود سے: عن محمد بن بشر بن هشام، عن ابن المسيب، قال: "تكون فتنة بالشام، كأن أولها لعب الصبيان، ثم لا يستقيم أمر الناس على شيء، ولا تكون لهم جماعة حتى ينادي مناد من السماء: عليكم بفلان

ترجمہ: سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ شام میں ایک فتنہ اٹھ کھڑا ہو گا، جس کی ابتداء بچوں کے کھیل کود سے ہو گی، پھر لوگ کسی ایک معاملہ پر جمع نہیں ہو سکیں گے اور نہ ان کی باقاعدہ جماعت بن سکے گی، یہاں تک کہ آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا، تم فلاں کے پاس جاؤ۔

تشریح: اکثر معاصرین اس بات سے باخبر ہیں کہ موجودہ شامی جنگ کی ابتداء ١٥ اگست بروز جمعہ ٢٠١١ء جنوبی شام کے حوران نامی علاقے میں پندرہ بچوں کے کھیل کود سے ہوئی، ان بچوں نے دیواروں پر "الحریہ" اور "ارحل یا بشار" لکھا تھا، تو اس کی سزا میں انہیں قید کر کے مختلف سزائیں دی جانے لگیں جن کے خلاف احتجاج ہوا، شامی فوج نے "درع" شہر میں ان لوگوں کے احتجاج پر فائرنگ کر کے اس تحریک کو مزید ہوا دے دی۔ [دیکھئے https://ar.wikipedia.org/wiki/الخط الزمني للحرب الأهلية السورية مايو أغسطس ٢٠١١]

اس ظلم کے خلاف شامی عوام نے شہر شہر احتجاج اور مظاہرے کیے، آہستہ آہستہ یہ مظاہرے ملک کے طول وعرض میں پھیل گئے، شامی فوج نے ان مظاہروں میں شریک لوگوں کو گرفتار کر کے مختلف طریقوں سے

اللَّهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا لَا يَعُدُّهُ عَدًّا» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيَعُودَنَّ الْأَمْرُ كَمَا بَدَأَ لَيَعُودَنَّ كُلُّ إِيمَانٍ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا بَدَأَ مِنْهَا حَتَّى يَكُونَ كُلُّ إِيمَانٍ بِالْمَدِينَةِ» [المستدرک، ج۴ص۵۰۱،ج۵۰۱]

ترجمہ: ابونضرہ سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبداللہؓ کے ساتھ تھے، توانہوں نے فرمایا: قریب ہے کہ اہل عراق پر یہ حالت آجائے گی کہ ان کے پاس قفیز مقدار گندم اور درہم مالیت نہیں آئے گی، توہم نے سوال کیا کہ یہ پابندی کس کی جانب سے ہو گی؟ تو جابرؓ نے جواب دیا کہ عجم کی جانب سے، وہ اس پر پابندی لگا کر تعاون روک دیں گے، پھر فرمایا: قریب ہے کہ اہل شام کے پاس بھی دینار کی مالیت اور مد کی مقدار خوراک نہیں آئے گی، ہم نے پوچھا: یہ کس کی جانب سے یہ پابندی ہو گی؟ تو جواب دیا کہ یہ پابندی روم یعنی اہل مغرب کی جانب سے ہو گی، پھر تھوڑی دیر خاموش ہوئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری آخری امت میں ایک خلیفہ آئے گا، جو مال کو مٹھی بھر بھر کے لوگوں میں تقسیم کرے گا اور شمار شمار کر نہیں دے گا، پھر تھوری دیر خاموش رہنے

ظلم وستم کا نشانہ بنایا، اوریوں یہ سلسلہ احتجاج اور مظاہروں سے آگے بڑھ کر قتل وقتال کارخ اختیار کر گیا، جوں ہی ایک جگہ قتل وقتال کا یہ سلسلہ رکتا، تودوسری جگہ یہ صورت حال شدت اختیار کر جاتی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ شام کی گلی گلی اور کوچہ کوچہ جنگ کا منظر پیش کرتا رہا، اور اس حدیث کا مصداق بن کر سامنے آیا، جس میں فرمایا: کہ یشق الشام شق الشعرۃ شام سے امن وامان کا چھڑہ نکل جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جیش الحر اور بشار کی نظامی فوج میں اختلافات نے ظلم وستم کی ناقابل یقین داستانیں رقم کیں۔ اندرونِ ملک، قومی، بین الاقوامی، مسلم وغیر مسلم ہر طرح کی لاکھ کوششیں، سیمینارز، اجتماعات، وفود اور دیگر کئی امور زیرِ بحث آئے، مگر اس فتنے سے نکلنے کا کوئی حل سامنے نہ آیا۔

چنانچہ اہلِ مشرق ومغرب کے کفار یعنی یورپ وامریکا نے یہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ شیعہ سنی فسادات کے نام پر مسلمانوں کا خون ناحق بہایا گیا۔ سلفی جہادی تنظیموں اور رافضی حزب اللہ وغیرہ جماعتوں نے جنگ میں کود کر معاملے کو مشکل بنادیا۔ اسی منظر نامے کو اگر احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دیکھا جائے، تو کئی ہزار دھماکوں، میزائل حملے اور دیگر مہلک ہتھیاروں کے استعمال نے لاکھوں انسانوں کو لقمۂ اجل بنادیا، جو مزید سخت سے سخت تر ہوتا جارہا ہے۔ یہاں تک کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ہاتھ پر بیعت کر کے شام کو ظلم وستم سے پاک کردیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کے بعد فرمایا: ضرور خلافت دوبارہ اپنی اصلی حالت پر قائم ہو گا، اور ایمان پورا کا پورا پہلے کی طرح مدینہ میں واپس لوٹے گا۔

بابِ دوم: ظہورِ مہدی سے پہلے: علاماتِ سیاسیہ:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَكُونُ اخْتِلَافٌ[1] عِنْدَ مَوْتِ[2] خَلِيفَةٍ،[1] فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ، فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ

---

[1] اگر اس حدیث کے تناظر میں موجودہ زمانے میں بلاد الحرمین میں بادشاہت کی صورت حال کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بادشاہت عبد العزیز آلِ سعود کے اولاد میں چلتی رہی، جس میں ولی عہد بادشاہ کی موت کے بعد بادشاہ بن جاتا اور نائب ولی عہد وہ ولی عہد کے عہدے پر فائز ہو جاتا، لیکن پہلی بار ملک عبداللہ نے ولی عہد اور نائب ولی عہد کی تقرری کے لیے سعودی شاہی خاندان میں "هيئة البيعة" کے نام سے ادارہ قائم کیا، جس کا بنیادی مقصد اپنے بیٹے متعب کی بادشاہت کے لیے راستہ ہموار کرنا تھا، تاکہ شاہ عبداللہ کے بعد متعب بادشاہ بنے۔ شاہی خاندان کے افراد اس نکتے کو سمجھ گئے، اس وجہ سے شاہ عبداللہ کی موت کے بعد شاہی خاندان میں بادشاہت پر اختلافات نے زور پکڑ لیا۔

[2] **شاہ عبداللہ کی موت اور ظہورِ مہدی سے پہلے ایک اہم نشانی کی تکمیل:** عن عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَامَةُ الْمَهْدِيِّ إِذَا انْسَابَ عَلَيْكُمُ التُّرْكُ، وَمَاتَ خَلِيفَتُكُمُ الَّذِي يَجْمَعُ الْأَمْوَالَ، وَيُسْتَخْلَفُ بَعْدَهُ ضَعِيفٌ فَيُخْلَعُ بَعْدَ سَنَتَيْنِ مِنْ بَيْعَتِهِ أخرجه نعيم برقم (٩٦٣) **ترجمہ**: حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ امام مہدی کی علامت یہ ہو گی کہ تم پر ترک حملہ آور ہوں گے اور جو خلیفہ مال جمع کرتا تھا وہ مر جائے گا اور اس کے بعد ایک ایسا شخص خلیفہ بنے گا، جو کمزور اور ضعیف ہو گا اور انتخاب کے دو سال بعد اس سے اختیارات واپس لے لیے جائیں گے۔

مشہور شیعہ کتاب بحار الأنوار میں حضرت امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے، فرمایا: **حدیث**: عن الإمام جعفر الصادق رضي الله عنه قال: من يضمن لي موت عبد الله أضمن له القائم [بحار الأنوار] **ترجمہ**: حضرت امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جو مجھے عبداللہ کے موت کی ذمہ داری دے، تو میں اس کو قائم (یعنی امام مہدی) کے آنے کی ذمہ داری دیتا ہوں۔ سعودی شاہی خاندان میں دو سال کی طویل تنازعات کے بعد شاہی خاندان کے بہت سے افراد کو جیل بھیج دیا گیا، بالآخر محمد بن سلمان ولی عہد بنا، لیکن اس کی ولی عہدی کے بعد شاہ سلمان کا مکمل اختیار ختم ہو کر رہ گیا۔ اور یوں نبی کریم ﷺ کی یہ پیشن گوئی صادق آئی: "وَيُسْتَخْلَفُ بَعْدَهُ ضَعِيفٌ فَيُخْلَعُ بَعْدَ سَنَتَيْنِ مِنْ بَيْعَتِهِ" کہ اس کے بعد ایک ایسا کمزور اور ضعیف شخص خلیفہ بنے گا، جس سے دو سال بعد اختیارات لے لیے جائیں گے۔

مال جمع کرنے والا خلیفہ مر جائے گا، چنانچہ ۲۰۱۵ء میں شاہ عبداللہ مر گیا، جس نے سعودی عرب کی تاریخ میں کئی ٹریلین ڈالر سے زیادہ سرمایہ جمع کیا تھا۔ شاہ عبداللہ کے بعد جب شاہ سلمان بادشاہ بنا، تو اس نے ایک تہائی مالیت اپنی حلف برداری کے پہلے سال میں اپنی حکومت کے استحکام کے لیے خرچ کر دی، لیکن اس میں کامیاب نہ ہوا۔ چنانچہ یہ بات امریکی سی آئی اے کے سابق سربراہ "بروس ریڈل" نے الجزیرۃ کو دی گئی اپنی ایک انٹرویو میں کہی۔

ایک دوسری روایت میں ہے: **إذا مات الخامس من أهل بيتي فالهرج الهرج حتى يموت السابع ثم كذلك حتى يقوم المهدي**(أخرجه نعيم في الفتن برقم:۱۰۰۲)ترجمہ: جب اہل بیت سے پانچواں بادشاہ مر جائے، تو پھر سخت خون ریزی ہو گی یہاں تک کہ ساتواں مر جائے اور جب ساتواں مر جائے، تو حالات اسی طرح رہیں گے، یہاں تک امام مہدی کا ظہور ہو جائے۔

تشریح: موجودہ سعودی حکمران شاہ سلمان ساتواں بادشاہ ہے، چنانچہ یہ شاہی حکومت اس دور میں باپ اور بیٹوں کی حکومت پر مشتمل ہیں، جن میں ا۔ پہلا بادشاہ عبدالعزیز تھا۔ ۲۔ اس کے بعد بیٹوں کی حکومت شروع ہوئی، چنانچہ دوسرے نمبر پر سعود، ۳۔ فیصل، ۴۔ خالد، ۵۔ فہد، ۶۔ عبداللہ، ۷۔ سلمان ہے۔ واضح رہے یہ روایت نہ تو دورِ اسلامی میں سلطنتِ امویہ پر صادق آئی اور نہ ہی سلطنت عباسیہ اور عثمانیہ پر منطبق ہوئی۔

ایک اور روایت میں فرمایا: **قال كَعْب: إِذَا كَانَتْ رَجْفَتَانِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ انْتُدِبَ لَهَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ وَاحِدٍ. أخرجه نعيم برقم: ۸۵۰** ترجمہ: حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جب رمضان کے مہینے میں دو سخت آوازیں ہوں گی، تو اس کے بعد ایک ہی خاندان کے تین افراد اس کے حصول کے لیے نکلیں گے۔

[1] خلیفہ سے مراد کیا ہے؟ کیا سقوطِ خلافت کے بعد ظہورِ مہدی سے پہلے جزیرۃ العرب میں دوبارہ خلافت کا آنا لازمی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لغوی اعتبار سے خلیفہ کا اطلاق عادل اور ظالم دونوں پر ہوتا ہے اور قرآن مجید میں بھی یہی عادل اور ظالم کے لیے خلیفہ کا استعمال ہوا ہے (**إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا**) اس آیت کے تناظر میں دیکھ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر خلیفہ کا اطلاق ظالم اور مفسد پر نہ ہوتا، تو فرشتے اس کے لیے کیوں فساد پھیلانے اور خون بہانے کا استعمال کرتے۔ لہذا موجودہ زمانے میں بادشاہت پر لڑنے والے سعودی شاہی خاندان کے تین افراد مراد ہو سکتے ہیں یعنی متعب بن عبداللہ، محمد بن نایف اور محمد بن سلمان تینوں ایک ہی خاندان، ایک ہی خلیفہ یعنی عبدالعزیز آلِ سعود کے اولاد میں سے ہیں۔ اور اس حدیث کو لے کر یہ کہنا درست نہیں کہ ظہورِ مہدی سے پہلے خلافت کا ہونا لازمی ہے۔

فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ، فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ، وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا، فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ، وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ، وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ كَلْبٍ، فَيَقْسِمُ الْمَالَ، وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ فِي الْأَرْضِ، فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ، ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامٍ: «تِسْعَ سِنِينَ»، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «سَبْعَ سِنِينَ» ورواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح [سنن ابی داؤد، کتاب المہدی، رقم: ۴۲۸۶، ج۴ص۱۰۷]. [مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۳۹۸، ج۷ص۳۱۵]

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا ایک شخص (یعنی مہدی اس خیال سے کہ کہیں لوگ خلیفہ نہ بنادیں) مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے مکہ کے کچھ لوگ لوگ (جو انہیں بحیثیت مہدی کے پہچان لیں گے) ان کے پاس آئیں گے اور انہیں (مکان) سے باہر نکال کر حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کرلیں گے (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی) تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے روانہ ہوگا (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آکر آپ سے بیعت خلافت کریں گے، بعد ازاں ایک قریشی النسل شخص (سفیانی) جس کی ننہال قبیلہ کلب میں ہوگی خلیفہ مہدی اور ان کے اعوان وانصار سے جنگ کے لیے ایک لشکر بھیجے گا یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے یہی (جنگ) کلب ہے اور خسارہ ہے اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو (اس فتح وکامرانی کے بعد) خلیفہ مہدی خوب داد و دہش کریں گے اور لوگوں کو ان کے نبی ﷺ کی سنت پر چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین میں مستحکم ہو جائے گا (یعنی دنیا میں پورے طور پر اسلام کا راج وغلبہ ہوگا) بحالت خلافت، مہدی دنیا میں سات سال اور دوسری روایت کے اعتبار سے نو سال رہ کر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَقْتَتِلُ[1] عِنْدَ كَنْزِكُمْ[2] ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةَ، ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ،[3] ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيُقَاتِلُونَكُمْ قِتَالًا لَمْ يُقَاتِلْهُ قَوْمٌ – ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا فَقَالَ– إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ، فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ[المستدرک، ج۴ص۵۱۰،۸۴۳۲]

---

[1] اس حدیث میں "اقتتال" کا صیغہ استعمال ہوا ہے، جس کا اطلاق قرآن مجید میں سعودی شاہی خاندان میں ہونے والے جھگڑے سے کم پر ہوا تھا، جیسا کہ فرمایا: (فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ)اس آیت میں "یقتتلان" کا استعمال ایسے دو بندوں کے لیے ہوا ہے، جو آپس میں مشت و گریبانی کرنے والے تھے۔ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا) صحیح البخاری میں ہے کہ اقتتال کی آیت کا نزول ان دو افراد کے بارے میں ہوا تھا، جو کھجور کی ٹہنیوں، چپل اور ہاتھوں سے ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔جب قرآن و حدیث میں باہمی لڑائی جھگڑے کے لیے اقتتال کا استعمال ہوتا ہے، تو محمد بن نایف، متعب بن عبداللہ اور محمد بن سلمان کا ایک دوسرے پر حملہ کرنے پر تو بطریقہ اولی اس کا اطلاق ہو گا۔

[2] خزانے سے متعلق تمام احادیث کو جمع کر کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خزانے سے مراد پٹرول ہے، جس کو سیاہ سونا کہا جاتا ہے، ظہورِ مہدی سے پہلے یہی لوگوں کے لیے سب سے بڑا فتنہ ہو گا۔ {وأخرجت الأرض أثقالها إلى قوله: بأن ربك أوحى لها}[الزلزلۃ:۲-۵]اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: زمین میں جتنے مردے ہوں گے وہ سارے نکالے گی، یہ تفسیر کئی سلف صالحین نے بیان کی ہے۔روایت میں ہے کہ ستونوں کی طرح لمبے لمبے جگر گوشے زمین باہر پھینکے گی۔
امام بغویؒ نے لکھا ہے کہ أثقالها سے مراد مردے اور زمین میں موجود خزانے ہیں، یہ سب کچھ نکال کر زمین اپنی پشت پر پھینک دے گی۔ میں کہتا ہوں: عجیب بات یہ ہے کہ پیٹرول کا مادہ زمین میں باقی ماندہ درختوں، انسانی اور حیوانی اجسام، معدنیات اور دیگر کئی اشیاء گذشتہ سینکڑوں سال تک تحلیل ہوتے ہوتے تیل کی شکل اختیار کر چکے اور اب آہستہ آہستہ باہر آ رہے ہیں۔

[3] **"ثم لا يصير إلى واحد منهم "کا شاہی خاندان کے اختلافات پر تطبیق:** محمد بن سلمان کو اگرچہ ولی عہد بنایا گیا ہے، جس کے بعد شاہ سلمان براہِ راست اکثر امورِ سلطنت میں زیادہ عمل دخل نہیں دیتا، بلکہ محمد بن سلمان سارے امور کو پورا کر رہا ہے، تاہم شاہ سلمان کی حکومت کے خاتمے کا علی الاعلان اظہار نہیں کیا گیا اور نہ ہی محمد بن سلمان کو بادشاہ تسلیم کیا گیا ہے۔

ترجمہ: بیت اللہ کے پاس خلیفہ کی اولاد میں سے تین لوگ بادشاہت یا خزانہ کے لیے آپس میں لڑیں گے پھر یہ خزانہ یا بادشاہت کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی۔ اس دوران مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے والے نکلیں گے اور وہ تمہارے ساتھ اتنی خطرناک جنگ لڑیں گے جو اس سے پہلے تم نے اور تم سے پہلے کسی قوم نے نہیں لڑی ہو گی پھر اس کے بعد ایک جملہ ارشاد فرمایا (جو حضرت ثوبانؓ کو یاد نہ رہا) جب تم اسے دیکھو، تو اس کی بیعت کرو اگرچہ برف پر رینگتے ہوئے گھسیٹتے چل کر کیوں نہ ہو۔

باب چہارم: امام مہدی کی علاماتِ شخصیہ:

فصل اول: امام مہدی کا نام ونسب: عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لاَ تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ العَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ[1] اسْمُهُ اسْمِي. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [سنن الترمذی، باب ماجاء فی المہدی، رقم: ۲۲۳۰، ج۴ص۷۵]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہو گی، یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہو گا۔

---

[1] امام مہدی کے نام سے متعلق احادیث میں "یواطیء" کا لفظ استعمال ہوا ہے اور "المواطاة" کا معنیٰ موافقت ہے، یعنی امام مہدی کا نام نبی کریم ﷺ کے نام کے مطابق ہو گا اور ان کے والد کا نام نبی کریم ﷺ کے والد کے نام جیسا ہو گا سنن ابی داود کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس کا نام میرے نام کے موافق ہو گا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہو گا۔ قرآن مجید میں یواطئ مادے کی تفسیر میں کئی مفسرین نے اس کی تشریح موافقت سے کی ہے، امام طبریؒ نے آیت مبارکہ "لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللهُ" کی تفسیر لیوافقوا سے کی ہے اسی مادے کا معنیٰ قرآن میں موافقت کے معنی کے لیے استعمال ہوا ہے، فرمایا: إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا جب کہ امام ابو عمر والدانیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ یواطیء کا معنی کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا: یشابهه۔ مطلب یہ ہوا کہ یواطئ اسمہ اسمی کا معنی یہ ہے کہ امام مہدی کا نام نبی کریم ﷺ کے نام یعنی محمد ہو گا اور امام مہدی کے والد کا نام بھی نبی کریم ﷺ کے والد کے نام کی طرح عبداللہ ہو گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ روافض کا عقیدۂ مہدویت درست نہیں، کیونکہ ان کے ہاں امام مہدی کے والد کا نام حسن ہے۔

عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَلِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي قَالَ عَاصِمٌ: وَأَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ اليَوْمَ حَتَّى يَلِيَ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [سنن الترمذی، باب ماجاء فی المہدی، رقم: ۲۲۳۰، ج۴ص۷۵] ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت سے ایک شخص خلیفہ ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز کردیں گا یہاں تک کہ وہ شخص یعنی مہدی خلیفہ ہوجائے۔

عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ» – قَالَ زَائِدَةُ فِي حَدِيثِهِ: «لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ»، ثُمَّ اتَّفَقُوا– «حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلًا مِنِّي» – أَوْ «مِنْ أَهْلِ بَيْتِي» – يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي، وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي " زَادَ فِي حَدِيثِ فِطْرٍ: «يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا، وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا» وَقَالَ: فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ: «لَا تَذْهَبُ، أَوْ لَا تَنْقَضِي، الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي» [سنن ابی داود، کتاب المہدی، رقم: ۴۲۸۲، ج۴ص۱۰۶]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچے گا تو اللہ اسی دن کو دراز فرمادیں گے تاکہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائیں جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا (یعنی پوری دنیا میں عدل وانصاف ہی کی حکمرانی ہوگی) جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی۔

عن زر، عن عبد الله، قال: قال رسول الله ﷺ: «لا تذهب الدنيا حتى يبعث الله رجلا من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي، واسم أبيه اسم أبي»

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مراد مہدی ہیں) بھیجے گا جس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا (یعنی اس کا نام بھی محمد بن عبداللہ ہوگا) [مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۳۷۶۴۷، ج۷ص۵۱۳]

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي، مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ» [سنن ابی داؤد، کتاب المہدی، رقم: ۴۲۸۴، ج۴ص۱۰۷]

ترجمہ: حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل اور فاطمہؓ کی اولاد سے ہو گا۔

عن زر بن حبيش، عن عبد الله بن مسعود عن النبي أنه قال ﷺ: «لا تذهب الأيام والليالي حتى يملك رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي، واسم أبيه اسم أبي، فيملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما»

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا کے روز وشب ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص خلیفہ ہو گا جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہو گی (یعنی اس کا نام محمد بن عبداللہ ہو گا) جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہو گی۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي، مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ» ترجمہ: حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام مہدی فاطمہؓ کی اولاد سے ہو گا

فصل دوم: امام مہدی کا چہرہ: **عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «الْمَهْدِيُّ مِنِّي،[1] أَجْلَى الْجَبْهَةِ،[2] أَقْنَى الْأَنْفِ،[1] يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا، يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ»**

---

[1] یعنی مہدی مجھ سے ہوں گے، تو امام مہدی نسل ونسب کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہؓ کے نسل سے ہوں گے، جب کہ نسل کی مشابہت کے ساتھ ساتھ نسبت اور سلوک کے اعتبار سے بھی نبی کریم ﷺ سے مشابہت ہو گی، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ مہدی میرے ساتھ اخلاق میں مشابہ ہو گا۔

[2] "أَجْلَى الْجَبْهَةِ" اس حدیث میں امام مہدی کا چہرہ ذکر کیا گیا ہے، " أَجْلَى الْجَبْهَةِ" کا معنی ہے: "منحسر الشعر عن مقدمة رأسه إلى منتصف رأسه وهو دون الصلع"، امام مہدی کی پیشانی کشادہ ہو گی اور اس کی کشادگی کی وجہ سر کے سامنے حصے کے بال سر کے درمیان تک نکل چکے ہوں گے لیکن اس سے گنجا ہونا ہر گز مراد نہیں ہو گا۔ ایک دوسری روایت میں "أجلى الجبين" کا تذکرہ ہے، اور "أجلى الجبين" کا معنی ہے: "نزعتا الجبهة يمينا ويسارا" یعنی سر کے دائیں بائیں بال نہ ہونے کی وجہ سے پیشانی کشادہ ہو گی اور بعض روایات میں "أعلى الجبهة" کا ذکر ہے اور اس کا معنی ہے: "مرتفع الجبهة" یعنی نکلی ہوئی پیشانی بعض احادیث میں "أجبه" کا ذکر آیا ہے اور اس کا معنی ہے: "ناتئ

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا(یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمک دار اور ناک ستواں وبلند ہوگی، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے وہ جور وظلم سے بھری ہوگی (مطلب یہ ہے کہ مہدی کی خلافت سے پہلے دنیا میں ظلم وزیادتی کی حکمرانی ہوگی اور عدل وانصاف کا نام ونشان تک نہ ہوگا)

عن أبي سعيد رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: «المهدي منا أهل البيت أشم الأنف[2] أقنى أجلى، يملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما، يعيش هكذا» وبسط يساره وإصبعين من يمينه المسبحة، والإبهام وعقد ثلاثة «هذا حديث

الجبهة" یعنی ابھری ہوئی پیشانی اور چند آثار میں "أقبل" (یعنی سامنے کی طرف نکلی ابھری اور کشادہ پیشانی) کا تذکرہ ہے۔[مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: کتاب الفتن لنعیم بن حماد، عقد الدرر للسلمی الشافعی، العرف الوردی للسیوطی، صفۃ المہدی لابی نعیم الاصبہانی، المعجم الموضوعی لأحادیث المہدی، المہدی وقرب الظہور]

[1] "أَقْنَى الْأَنْفِ" مختلف احادیث مبارکہ کی روشنی میں اگر "أَقْنَى الْأَنْفِ" کی تشریح دیکھ لی جائے، تو ان سب کا حاصل یہ بنتا ہے کہ مندرجہ ذیل صفات کا مجموعہ "أَقْنَى الْأَنْفِ" کہلاتا ہے: الف: **فيه طول، في أرنبته دقة، مع حدب في وسطه، فأقنى الأنف ليس حادا في أرنبته، وليس أفطس منبسط القمة. اقنى الأنف** سے مراد ایسی ناک ہے جس میں لمبائی، بانسہ باریک اور درمیان میں گولائی ہو، مگر اس سے مراد یہ بھی نہیں کہ جس کی ناک کا سرا باریک ہوگا وہی **أقنى الانف** ہوگا اور نہ ہی چپٹی حبشی نما ناک والا شخص أَقْنَى الْأَنْفِ ہوگا۔

[2] ب: **أشم الأنف أي استواء أنفه مع ارتفاعه. كما رواه أبو نعيم الأصبهاني في صفة المهدي عن أبي سعيد الخدري: أشم الأنف** سے مراد ایسی ناک ہے، جس میں بلندی اور برابر دونوں ہو، جیسا کہ ابو نعیم اصبہانیؒ نے صفۃ المہدی میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث میں فرمایا کہ میری امت میں سے ایک شخص "**أشم الأنف**" آئے گا، جو زمین کو اپنے عدل وانصاف سے بھر دے گا۔**فالغرض من رجل أقنى الأنف مع كونه أشم الأنف بأن القنى قليلا لا يظهر إلا لمن يتأمله أي يمعن النظر فيه، لأن الشمم والقنى صفتان متعارضتان لا تتفق في شخص واحد، وبه وصف هند بن أبي هالة رسول الله ﷺ، فقال: أقنى العرنين، يحسبه من لم يتأمله أشم.** [دیکھیے: المہدی وقرب الظہور، شیخ حسن التہامی، ص۶۹] لہذا اقنی الانف اور اشم الانف سے مراد وہ

صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه»

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی میری نسل سے ہوگا اس کی ناک ستواں وبلند اور پیشانی روشن اور نورانی ہوگی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح (اس سے پہلے) وہ ظلم وزیادتی سے بھر گئی ہوگی اور انگلیوں پر شمار کرکے بتایا کہ (وہ خلافت کے بعد) سات سال تک زندہ رہے گا۔

فصل سوم: نبی کریم ﷺ اور امام مہدی میں مشابہت: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ وَنَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ، فَقَالَ: «إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ، يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ، وَلَا يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ – ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً – يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا» ترجمہ: ابواسحٰق روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے برخوردار حضرت حسنؓ کو دیکھتے ہوئے کہا میرا یہ بیٹا سید ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے سید سے نامزد کیا ہے اس کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا اس کا نام وہی ہوگا جو تمہارے نبی ﷺ کا اسم گرامی ہے (یعنی اس کا نام محمد ہوگا) سیرت واخلاق میں (میرے بیٹے) حسنؓ کے مشابہ ہوگا اور شکل وصورت میں اس کے مشابہ نہ ہوگا اس کے بعد پھر نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا کہ یہ شخص زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ،عَنْ عَلِيٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ، لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا» [سنن ابی داؤد، کتاب المہدی، رقم:۴۲۸۳، ج۴ص۱۰۷] ترجمہ: حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر زمانہ سے ایک ہی دن باقی رہ جائے گا (جب بھی) اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص بھیجے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے معمور کردے گا جس طرح وہ (اس سے قبل) ظلم سے بھری ہوگی۔

زمین وآسمان کے برکات کا اترنا: **عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ، قال: «يخرج في آخر أمتي المهدي يسقيه الله الغيث، وتخرج الأرض نباتها، ويعطي المال**

شخص ہے، جس کی ناک میں صفت باریک بہت ہی کم ہوگی، جو غور سے دیکھنے والے کو ہی ظاہر ہوگی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اشم اور اقنی دونوں صفات آپس میں ایک دوسرے کے متعارض ہیں، جو ایک شخص میں بیک وقت ملنے نایاب ہیں۔ جیسا کہ ہند بن ابی ہالہؓ نے نبی کریم ﷺ کے ناک کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ کی ناک میانی اور بلند ہوگی، اور غور سے نہ دیکھنے والے کو باریک ناک تصور کرتا ہوگا۔

صحاحا، وتكثر الماشية وتعظم الأمة، يعيش سبعا أو ثمانيا» يعني حججا «هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه»

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری آخر امت میں مہدی پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ اس پر خوب بارش برسائے گا اور زمین اپنی پیداوار باہر نکال دے گی اور وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا اس کے زمانہ (خلافت) میں مویشیوں کی کثرت اور امت میں عظمت ہوگی (وہ خلافت کے بعد) سات سال یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔

عن أبي هريرة قال: ذكر رسول الله ﷺ المهدي فقال: إن قصر فسبع وإلا فثمان وإلا فتسع، وليملأن الأرض عدلا وقسطا كما ملئت جورا وظلما» [مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۴۰۲، ج۷ ص۳۱۶] ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر ان کی مدت خلافت کم ہوئی تو سات برس ہوگی ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح سے اس سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: «يكون في أمتي خليفة يحثو المال في الناس حثيا لا يعده عدا" ثم قال: والذي نفسي بيده ليعودن» [مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۴۰۳، ج۷ ص۳۱۶]

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو مال لپ بھر بھر کر تقسیم کرے گا شمار نہیں کرے گا (یعنی سخاوت اور دریا دلی کی بناء پر بغیر گنے کثرت سے لوگوں میں عطایا تقسیم کرے گا) اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کی قدرت میں میری جان ہے البتہ ضرور لوٹے گا (یعنی امر اسلام مضمحل ہو جانے کے بعد ان کے زمانہ میں پھر سے فروغ حاصل کرلے گا۔

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: «يكون في أمتي المهدي، إن قصر فسبع وإلا فثمان وإلا فتسع، تنعم أمتي فيها نعمة لم ينعموا مثلها، يرسل السماء عليهم مدرارا، ولا تدخر الأرض شيئا من النبات، والمال كدوس، يقوم الرجل يقول: يا مهدي، أعطني، فيقول: خذ» [مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۴۱۰، ج۷ ص۳۱۷]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص مہدی ہوگا (اس کی مدت خلافت) اگر کم ہوئی تو سات سال ہوگی ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی میری امت اس کے زمانہ میں اس قدر خوش حال ہوگی کہ اتنی خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی آسمان سے (حسب ضرورت) موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اگا دے گی

ایک شخص کھڑا ہو امال کا سوال کرے گا تو مہدی کہیں گے (اپنی حسب خواہش خزانہ میں جا کر) خود لے لو۔

بابِ پنجم: ظہورِ مہدی سے پہلے علامات شرعیہ

فصل اول: ظہورِ مہدی اور بیعتِ مہدی کے لیے شرعی طریقہ کار

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُبَايِعُ لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، كَعِدَّةِ أَهْلِ بَدْرٍ، فَيَأْتِيهِ عَصَبُ الْعِرَاقِ، وَأَبْدَالُ الشَّامِ، فَيَأْتِيهِمْ جَيْشٌ مِنَ الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ، ثُمَّ يَسِيرُ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ فَيَهْزِمُهُمُ اللَّهُ» قَالَ: " وَكَانَ يُقَالُ: إِنَّ الْخَائِبَ يَوْمَئِذٍ مَنْ خَابَ مِنْ غَنِيمَةِ كَلْبٍ"[المستدرک، رقم:۸۳۲۸، ج۴ص۴۷۸]

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے ایک شخص (مہدی) سے رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم کے درمیان اہل بدر کی تعداد کے مثل (یعنی ۳۱۳) افراد بیعت خلافت کریں گے بعد ازاں اس خلیفہ کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال آئیں گے، (بیعت خلافت کی خبر مشہور ہو جانے پر) اس خلیفہ سے جنگ کے لیے ایک لشکر شام سے روانہ ہو گا یہاں تک کہ یہ لشکر جب (مکہ مدینہ کے درمیان) بیداء میں پہنچے گا زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا، اس کے بعد ایک قریشی النسل جس کی نہال کلب میں ہو گی (مراد سفیانی) چڑھائی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بھی شکست دے گا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا اس وقت کہا جائے گا آج کے دن وہ شخص خسارے میں رہا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مَرْفُوعًا:الْمَحْرُومُ مَنْ حُرِمَ غَنِيمَةَ كَلْبٍ وَلَوْ عِقَالًا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُبَاعُنَّ نِسَاءَهُمْ عَلَى دَرَجِ دِمَشْقَ، حَتَّى تُرَدَّ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْرٍ يُوجَدُ بِسَاقِهَا»هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ[المستدرک، ج۴ص۴۷۸]

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محروم رہا اگرچہ ایک عقال ہی کیوں نہ ہو اس ذات پاک کی قسم جس کی قدرت میں میری جان ہے بلا شبہ کلب کی عورتیں (بحیثیت لونڈی کے) دمشق کے راستوں میں فروخت کی جائیں گی یہاں تک کہ (ان میں سے) ایک عورت پنڈلی ٹوٹی ہونے کی بنا پر واپس کر دی جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص خلیفہ مہدی کے زیر قیادت سفیانی کے لشکر سے جس میں غالب اکثریت قبیلہ بنو کلب کے سپاہیوں کی ہو گی جنگ نہیں کرے گا اور ان کے مال کو بطور غنیمت حاصل نہیں کر سکے گا خواہ وہ مال مثل عقال کے معمولی قیمت ہی کا کیوں نہ ہو وہ دین و دنیا ہی کے اندر خسارہ میں رہے گا کہ جہاد

کے ثواب سے بھی محروم رہا اور مال غنیمت بھی حاصل نہ کر سکا بعد ازاں نبی کریم ﷺ نے خلیفہ مہدی کی کامیابی کی بشارت سنائی کہ ان کا لشکر سفیانی کی فوج پر غالب ہو گا اور ان کی عورتوں کو جو غنیمت میں حاصل ہوں گی فروخت کرے گا۔

فصل دوم: ظہورِ مہدی سے پہلے: نفسِ ذکیہ کا قتل: **حدثنا عبد الله بن نمير، قال: حدثنا موسى الجهني، قال: حدثني عمر بن قيس الماصر، قال: حدثني مجاهد، قال: حدثني فلان رجل من أصحاب النبي ﷺ: أن المهدي لا يخرج حتى تقتل النفس الزكية: فإذا قتلت النفس الزكية غضب عليهم من في السماء ومن في الأرض فأتى الناس المهدي فزفوه كما تزف العروس إلى زوجها ليلة عرسها[1] وهو يملأ الأرض قسطا وعدلا.** [مصنف ابی شیبہ، ج۷ ص۵۱۴، رقم: ۳۷۶۵۳] مسند البزار، مسند ثوبانؓ، ج۱۰ ص۱۰۰]

---

[1] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں سات علمائے کرام کا امام مہدی کو تلاش کر کے بیعت کا اصرار کرنا اور امام مہدی کا بیعت سے انکار کرنا وارد ہے اس حدیث میں اگر انکار کی وجہ کا بغور جائزہ لیا جائے چونکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے الائمۃ من قریش کہا اور اس کے بعد انعقاد بیعت کے لیے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا نام پیش کیا اور فرمایا: ان دونوں میں سے جس کی تم چاہو، بیعت کرو۔ یہاں علامہ ابن حجر نے یہ نکتہ اعتراض اٹھایا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو خود یہ بات معلوم تھی کہ میں سب سے زیادہ خلافت کا حقدار ہوں کیونکہ نبی کریم ﷺ کا دوسرے صحابہ کرامؓ کو چھوڑ کر انہیں نماز کے لیے آگے کرنا اس کا بڑا قرینہ تھا تو پھر مفضول کو آگے کرنے کی کیا وجہ تھی؟

اس کا جواب خود دیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا تزکیہ کرنے اور لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے جمع کرنے میں حیا سب سے بڑی مانع تھی جب کہ اس بات کا یقین ضرور تھا کہ یہ دونوں میری موجودگی میں اپنے لیے بیعت نہیں لیں گے۔ امام مہدی کی شخصیت کے بارے میں کچھ لوگوں کو علم ہو گا اور انہیں خود بھی اپنے بارے میں علم ہو گا تو پھر بیعت کے وقت آپ بیعت لینے سے کیوں انکار کریں گے اور علمائے کرام آپ کو کیوں بیعت پر مجبور کریں گے، تو اس کی کیا وجہ ہو گی؟ ایسے ہی امام مہدی بیعت سے انکار کرتے ہوئے مکہ سے مدینہ آتے جاتے ہوئے بیعت کو قبول نہیں کریں گے؟ عام طور پر کبھی کوئی مقتدا اور مقتدر شخصیت لوگوں کے سامنے اپنی فوقیت اور عہدے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا اچھا شمار نہیں کرتا۔ ایسے ہی حضرت ابو بکرؓ کی طرح امام مہدیؒ بھی انکار کریں گے، مگر اس سے یہ مراد لینا کہ ان کو اپنے بارے میں علم نہیں ہو گا، یہ بات اس تناظر میں عقلاً و نقلاً درست معلوم نہیں ہوتی۔ (مزید دیکھئے: ظہورِ مہدی اور عصرِ حاضر، مفتی ثناءاللہ، مردان)

ترجمہ: نفسِ ذکیہ[1] جب تک قتل نہیں ہوں گے اس وقت تک مہدی کا خروج نہیں ہو گا اور جب نفسِ ذکیہ قتل کر دیا جائے گا، تو آسمان اور زمین کی تمام مخلوق اس قتل پر غصہ ہوں گی۔ اس کے بعد لوگ مہدی کے پاس خلافت کی قبولیت اور بیعت کے لیے اسی طرح منائیں گے، جس طرح نئی دلہن کو حجلہ عروسی کے لیے منایا جاتا ہے اور وہ زمین کے ظلم وجور کو اپنے عدل وانصاف سے بدل دیں گے۔

---

[1] **نفسِ ذکیہ سے کیا مراد ہے؟** نفس لغت کے اعتبار سے اسم جنس ہے اور اس کا اطلاق واحد اور جمع سب پر ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید میں نفسِ ذکیہ سے مراد وہ بے گناہ جان ہے، جس کو ظلماً قتل کیا جائے، چنانچہ قرآن مجید میں سیدنا موسیٰ اور سیدنا خضر علیہما السلام کے قصے میں فرمایا: (قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ) یہاں نفسِ ذکیہ سے مراد ایک بے گناہ جان ہے اور علامات قیامت سے متعلق احادیث میں آخری زمانے میں امتِ مسلمہ کفری طاقتوں کا حملہ آور ہونا اور بے گناہ انسانوں کا قتل کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے، چنانچہ حضرت ابو الطفیل سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ظہورِ مہدی کی نشانی نقل کرتے ہیں کہ جب لفظ اللہ بولنے کی وجہ سے مسلمانوں کو قتل کیا جائے گا، تو یہ ظہورِ مہدی کی نشانی ہو گی: اذا قال الرجل الله الله قتل [المستدرک، رقم: ۸۶۵۹، ج۴ص۵۹۶] مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفسِ ذکیہ سے مراد ایک ہی شخص ہو گا، جس کے قتل کے بعد امام مہدی کا ظہور بہت جلد ہو گا۔

تاہم دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی اور اس کا ایک دوست جس کو بعض روایات میں منصور اور بعض میں مبیض کہا گیا ہے اس کو قتل کیا جائے گا اور امام مہدی کے اہل بیت اور رشتہ داروں کو گرفتار کیا جائے گا، تو اس دوران امام مہدی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت کے مطابق بھاگ کر پناہ لیں گے۔ اور کچھ عرصہ امام مہدی کو بیعت پر مجبور کیا جائے گا، جیسا کہ اس روایت میں اسی نکتہ کو بیان کیا گیا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: ظہورِ مہدی اور عصر حاضر)

تبویبِ جدید، تشریح وتوضیح

ترجمان السنۃ، باب الامام المہدی

حضرت مولانا بدرِ عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

لجنۃ المحققین

باہتمام

مولانا زاہد اللہ، پشاور

باب اول: حضرت شاہ رفیع الدین کے کلام کی روشنی میں امام مہدی کا مختصر تعارف

فصل اول: حضرت امام مہدی کا نام اور نسب اور ان کا حلیہ شریف: حضرت امام مہدی سید اور اولادِ فاطمۃ الزہریؓ میں سے ہیں اور آپ کا قد و قامت قدرے دراز،[1] بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا ﷺ کے چہرے سے مشابہ ہوگا۔[2] نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا ﷺ سے پوری مشابہت رکھتے ہوں گے۔ آپ کا اسم شریف محمد والد کا نام عبداللہ، والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا۔[3] زبان میں قدرے لکنت ہوگی،[1] جس کی وجہ سے تنگ دل ہو کر کبھی کبھی[2] ران پر ہاتھ ماریں گے۔[3] آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔[4] [قیامت نامہ، شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ]

---

[1] عن أبي جعفر محمد بن علي الباقر، قال: سئل أمير المؤمنين علي عن صفة المهدي، فقال (هو شاب مربوع، حسن الوجه، يسيل شعره على منكبيه، يعلو نور وجهه سواد شعره ولحيته ورأسه)(عقد الدرر للسلمي)''المتوسط القامة بين الطول والقصر''

امام مہدی کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا: کہ وہ میانہ قد جوان ہوگا، جس کا چہرہ خوب صورت، اس کے بال لمبے اور مونڈھوں پر آویزاں ہوں گے۔ ان کے چہرے کا نور، داڑھی اور سر کے بالوں پر ہوگا۔

فائدہ: روایات میں امام مہدی کی قد کے بارے میں مربوع کا لفظ وارد ہے، جس کا معنی میانہ قد کے ہوتا ہے۔ یعنی امام مہدی کا قد و قامت لمبے سے چھوٹا اور چھوٹے قد والے سے لمبا ہوگا۔

[2] امام مہدی نبی کریم ﷺ کے ساتھ اخلاق میں مشابہت رکھے گا لیکن جسم اور شکل وصورت میں نبی کریم ﷺ کی طرح نہیں ہوگا، چنانچہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں: **أي يشبهه في سلوكه ومعاملته، ولا يشبهه في جسمه وشكله وصورته** یعنی نبی کریم ﷺ کی طرح معاملہ حسن سلوک اور اخلاقیات میں مشابہت ہوگی لیکن شکل وصورت اور جسم وغیرہ میں آپ ﷺ کی طرح نہیں ہوگی۔ اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں فرمایا کہ حضرت حسنؓ سر سے لے کر سینہ تک نبی کریم ﷺ کی طرح تھے اور باقی جسم میں حضرت علیؓ کے مشابہ اور حضرت حسینؓ سینہ سے پاؤں تک نبی کریم ﷺ کی طرح تھے اور سر سے سینہ تک حضرت علیؓ کی طرح تھے۔ [مسند احمد، ج۴۴ص۲۱] اور امام مہدی بھی حسنی اور حسینی ہوں گے، تو اخلاق میں حضرت حسنؓ اور نبی کریم ﷺ کی طرح اور جسم میں حضرت حسینؓ کی طرح ہوں گے۔

[3] سید برزنجی اپنے رسالہ الاشاعۃ میں تحریر کرتے ہیں کہ تلاش کے باوجود مجھ کو آپ کی والدہ کا نام روایات میں سے کہیں نہیں ملا۔ تاہم امام نعیم بن حمادؒ کے کتاب الفتن میں حضرت ابن مسعودؓ کی تلاشِ مہدی سے متعلق روایت (نمبر: ۱۰۰۱، ۱۰۰۰) میں تلاش کے دوران یہ الفاظ آئے ہیں: **انا عرفناک باسم واسم ابیہ وامہ وحلیتہ** کہ ہم نے تمہیں نام، ولدیت، والدہ کے نام اور شکل وصورت سے پہچان لیا ہے۔ اس روایت میں اشارۃً امام مہدی کی والدہ کا تذکرہ آیا ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے کلام میں امام مہدی کی تلاش اور ان سے بیعت کرنا:
عیسائی ملکِ شام پر قبضہ کرلیں گے، اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی،[5] باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے، عیسائیوں کی حکومت خیبر تک (جو مدینہ منور سے قریب ہے) پھیل جائے گی اس وقت مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام مہدی کو تلاش کرنا چاہیے،

---

[1] عن أبي هريرة أخبره: (أن المهدي اسمه محمد بن عبد الله، في لسانه رتّة) حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا اور اس کی زبان میں "توتلا" پن ہوگا۔أخرجه أبو الفرج الأصبهاني. في مقاتل الطالبيين.

[2] مصنفؒ نے امام مہدی کے زبان میں ثقل یعنی بوجھ والی روایت کے ترجمہ میں ''کبھی کبھی'' کا تذکرہ فرما کر اس جانب اشارہ کیا ہے کہ یہ لازمی نہیں کہ زندگی میں امام مہدی کی زبان میں بھاری پن ہو، بلکہ ممکن ہے کہ بچپن میں بھاری پن ہو، جو بعد میں زائل ہو کر کم ہو جائے۔ یا پھر یہ بھاری پن کبھی زیادہ ہوگا، جس کی وجہ سے دایاں ہاتھ بائیں ران پر ماریں گے اور کبھی یہ بھاری پن زیادہ نہیں ہوگا۔ تاہم زبان میں روانی متاثر ضرور ہوگی، جس کو غور سے سننے والے اور بار بار سننے والا محسوس کرے گا۔

[3] عن أبي الطفيل رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ وصف المهدي فذكر (ثقلا في لسانه، وضرب بفخذه اليسرى بيده اليمنى إذا أبطأ عليه الكلام، اسمه اسمي واسم أبيه اسم أبي) الفتن حضرت ابو الطفیلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی کے بارے میں فرمایا کہ اس کی زبان میں بھاری پن ہوگا اور اس دوران بائیں ران دایاں ہاتھ سے مارے گا اور اس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مشابہ ہوگا۔

[4] عن أبي جعفر محمد بن علي،أنه قال: (يكون هذا الأمر في أصغرنا سناً، وأجملنا ذِكْراً، ويورثه الله تعالى علماً، ولا يَكِلُه إلى نفسه)(عقد الدرر) <u>**ترجمہ:**</u> یہ حکومت ہمارے خاندان کے ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں آئے گی، جس کی عمر ہم میں سب سے کم ہوگی۔ اور یہ شخص ہم میں سب سے اچھے تذکرے والا ہوگا، جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ایک خاص علم دیں گے، لیکن وہ اس کو اپنی جانب منسوب نہیں کریں گے۔

[5] سعید بن المسیبؒ کی ایک روایت میں ہے کہ شام میں ایک فتنہ اٹھ کھڑا ہوگا، جس کی ابتداء بچوں کے کھیل کود سے ہوگی، پھر لوگ کسی ایک معاملہ جمع پر نہیں ہو سکیں گے اور نہ ان کی باقاعدہ جماعت بن سکے گی، یہاں تک کہ آسمان سے ایک آواز لگانے والے آواز لگائے گا، تم فلاں کے پاس جاو۔ کتاب الفتن، رقم: ۹۷۷، ص۳۳۸۔
<u>**ملک شام میں روسی اور امریکی افواج اتفاق:**</u> تبوک، لبنان، فلسطین، اردن اور موجودہ سوریہ عہد نبوی میں شام کہلاتا تھا۔ ۲۰۱۱ کے بعد سے اب تک لبنان، سوریہ اور فلسطین پر عیسائیوں اور یہودیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ جب کہ ترک (یعنی (روسی) عیسائیوں اور یورپی عیسائیوں کا دمشق اور سوریہ کے بارے میں مکمل اتفاق ہو چکا ہے،

تاکہ ان کے ذریعے سے یہ مصیبتیں دور ہوں اور دشمن کے پنجے سے نجات ملے۔
حضرت امام مہدی اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے، مگر اس ڈر سے کہ مبادا مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں، مکہ معظمہ چلے جائیں گے۔
اس زمانے کے اولیائے کرام اور ابدالِ عظام آپ کو تلاش کریں گے۔ بعض آدمی مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی، اور آپ کو مجبور کرکے آپ سے بیعت کرلے گی۔[1]
اس واقعے کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ ماہِ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ وأطیعوا اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص وعام سن لیں گے۔[2]

جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں سیاہ جھنڈوں کے خلاف ترک کی لڑائی اور مغربی افواج کے نکلنے کا بھی تذکرہ ہے۔ اور تبوک میں ۱۹۹۰ سے امریکی کا فواج کے اڈے موجود ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[1] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس روایت میں یہ تفصیل مذکور ہے: عن عبد الله بن مسعود، رضي الله عنه قال: (إذا انقطعت التجارات والطرق، وكثرت الفتن، وخرج سبعة علماء من آفاق شتى على غير ميعاد، يبايع لكل رجل منهم ثلاثمائة وبضعة عشر رجلاً، حتى يجتمعوا بمكة، فيقول بعضهم لبعض: ما جاء بكم؟ فيقولون: جئنا في طلب هذا الرجل الذي ينبغي أن تهدا على يديه هذه الفتن، وتفتح له القسطنطينية، قد عرفناه باسمه واسم أبيه وأمه وحليته...) أخرجه نعيم
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب تجارتیں اور راستے بند ہو جائیں گے۔ تو سات (۷) علمائے کرام غیر متعینہ وقت پر دنیا بھر کے مختلف اطراف سے نکلیں گے، ان میں سے ہر عالم کے ساتھ ۳۱۳ لوگ نکلیں گے اور مکہ مکرمہ میں جمع ہو جائیں گے اور ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تو سب کہیں گے کہ اس آدمی کی تلاش میں آئے ہیں، جس کے ہاتھ پر یہ فتنے ختم ہو جائیں اور قسطنطنیہ فتح ہو جائے، اس کو ہم اس کے نام، باپ اور ماں کے نام اور سیرت وصورت وغیرہ کو جانتے ہیں۔

[2] روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان سے یہ آواز نکلنے کے بعد تمام اہل زبان اپنی اپنی زبان میں اس کو سن پائیں گے، جیسا کہ فرمایا: عن عمار رضي الله: النداء عند قتل النفس الذكية، قال فی عقد الدرر: وهذا النداء يعم أهل الأرض، ويسمعه كل أهل لغة بلغتهم [الاشاعہ ص۲۲۵] ترجمہ: حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ نفسِ ذکیہ کے قتل کے وقت آسمان سے ایک آواز سنائی دے گی۔ عقد الدرر میں فرمایا کہ یہ آواز پوری روئے زمین کو عام ہو گی، جس کو ہر اہلِ زبان اپنی زبان میں سنیں گے۔
اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی کے زمانے میں آسمان میں کچھ ایسا نظام ہو گا، جس سے ہر انسان کے پاس امام مہدی علیہ الرضوان اور دیگر متعلقہ نئی آنے والی خبریں پہنچتی رہیں گی، جو ہر علاقے کے مطابق

باقاعدہ ترجمہ شدہ صورت میں ہوگی۔ شاید (واللہ اعلم) اگر معاصر دور "ظہورِ مہدی" کا ہو، تو اس صورت میں دنیا بھر کے لوگوں کو انٹرنیٹ کے ذریعے یہ سہولت اپنی اپنی زبانوں کے مطابق باقاعدہ طور پر اکثر ممالک میں مہیا ہے۔

آوازوں کے بارے میں دیگر روایات بھی ہیں، جن میں تطبیق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ساتھیوں کی تعداد ابتداء میں کم ہونے کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ ابتدائے محرم کو یہ آواز چند مخصوص لوگ سنیں گے، جب کہ بعد میں دوسری آواز شامی اہلِ حق سنیں گے، اور تیسری بار جو منیٰ کے بارے میں آئی ہے، تو اسے عام اہل بصیرت اور مضبوط اہلِ ایمان بھی اپنی صفائی قلب تقویٰ وطہارت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق کے بقدر سن پائیں گے۔

عام مسلمانوں کو یہ آواز سنائی نہیں دے گی، اس وجہ سے چند روایات جزیرۃ العرب سے نکلتے وقت کی تعداد بارہ سے پندرہ ہزار کے لگ بھگ ذکر کی گئی ہے، جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا بھر کے انسان یہ آواز نہیں سنیں گے، چند خاص مقرب لوگ اس آواز کو سنیں گے، جب کہ بعض دیگر لوگ امام مہدی علیہ الرضوان کی برکات اپنے قربِ الٰہی کی وجہ سے محسوس کریں گے۔

احادیث مبارکہ میں ان آوازوں سے مراد؟: ہر علاقے کی مقامی زبان میں سنائی دینے والی آواز سے مراد ہمارے زمانے میں سٹیلائٹ سسٹم ہو سکتا ہے، معاصر میڈیا میں لوگ اپنے مافی الضمیر کا اظہار سوشل میڈیا کے ذریعے سے بھی کرتے ہیں، لشکرِ امام مہدی کے متوسلین ہر میدان میں امام مہدی کا تعارف نام، ولدیت، وطن، جائے ہجرت اور دوسری معلومات خواہشمند حضرات کے سامنے پیش کریں گے۔

ظہورِ مہدی اور آسمانی آوازیں احادیث مبارکہ کے تناظر میں: ظہورِ مہدی سے پہلے کئی آوازیں سنائی دیں گی، بعض آوازیں بیعتِ مہدی سے پہلے آئیں گی، بعض آوازیں بیعت کے دن اور بعض آوازیں بیعت کے بعد آئیں گی، ان تمام احادیث مبارکہ میں امام مہدی کا نام، ولدیت اور تعارف کی آوازوں کا جو تذکرہ سامنے آیا۔ ان احادیث کے متعدد طرق اور کئی صحابہؓ وتابعینؒ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ احادیث مختلف اقسام، متعدد انواع اور متفرق صورتوں کو شامل ہیں۔ گذشتہ کلام سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

ا۔ سرزمینِ شام میں امام مہدی کے کئی مخالفین ہوں گے، جن میں ایک اصہب نامی شخص سفیانی کا کردار ادا کرے گا، جو ظلم وستم کی ایک طویل داستان رقم کرے گا۔ ۲۔ امام مہدی کی موافقت اور مخالفت کے بارے میں مختلف آوازیں ہوں گے، جن کے بعد امام مہدی کی آمد میں شاید زیادہ عرصہ نہ لگے گا۔ ان میں بعض آواز اہل کشف سنیں گے اور بعض آوازیں جنگوں اور دھماکوں کی ہوگی، جن کو سارے لوگ سنیں گے، ان کے علاوہ بعض آوازیں سٹیلائٹ کی بھی ممکن ہیں، جن کو ساری دنیا کے لوگ اپنی اپنی زبانوں میں سنیں گے ان میں بعض امام مہدی کے موافقین ہوں گے اور بعض ان کے مخالفین ہوں گے۔

چمکے گا۔[1] اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی: هذا خليفة الله المهدي فاستمعوا له بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال ہوگی۔[2] خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ شام و عراق اور یمن کے اولیائے کرام وابدالِ عظام آپ کی صحبت میں اور ملکِ عرب کے لاتعداد لوگ آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے۔

باب دوم: ظہورِ مہدی سے متعلق معتبر روایات میں کوئی تعارض نہیں

فصل اول: احادیث میں امام مہدی سے متعلق واقعات کو متفرق طور پر ذکر کرنے کی اصل وجہ اور معاصر رویہ:

حدیث و قرآن میں جو قصص و واقعات بیان کیے گئے ہیں، خواہ وہ گزشتہ زمانے کے متعلق ہوں یا آئندہ سے، ان اسلوب بیان تاریخی کتابوں کا سا نہیں، بلکہ حسب مناسبت مقام ان کا ایک ایک ٹکڑا متفرق طور پر ذکر میں آگیا ہے۔ پھر جب ان سب ٹکڑوں کو جوڑا جاتا ہے، تو بعض مقامات پر کبھی اس کی کوئی درمیان کڑی نہیں ملتی کہیں ان کی ترتیب میں شک و شبہ رہ جاتا ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر بعض خام طبائع تو اصل واقعہ کے ثبوت ہی سے دست بردار ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ غور یہ کرنا چاہیے کہ جب قرآن و حدیث کا اسلوب بیان ہی وہ نہیں جو آج ہماری تصانیف کا ہے، تو پھر حدیثوں میں اس کو تلاش ہی کیوں کیا جائے؟ نیز جب ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب صاحب شریعت نے خود بیان ہی نہیں فرمائی تو اس کو صاحب شریعت کے سر کیوں رکھ دیا جائے۔ لہٰذا اگر اپنی جانب سے کوئی ترتیب قائم کرلی گئی ہے، تو اس پر جزم کیوں کیا جائے؟

---

[1] یہ مضامین احادیث میں مسلسل نہیں ہیں، بلکہ شاہ رفیع الدینؒ صاحب نے متفرق احادیث کو جمع ترتیب دیا ہے۔ دیکھئے حاشیہ بہشتی زیور، حضرت تھانویؒ، ص۷۵۴۔ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے بھی اسی نکتہ آئندہ فصل میں مزید مثالوں کے ساتھ واضح کیا ہے۔ دیکھئے: باب دوم: ظہورِ مہدی سے متعلق معتبر روایات میں کوئی تعارض نہیں، فصل اول: احادیث میں امام مہدی سے متعلق واقعات کو متفرق طور پر ذکر کرنے کی اصل وجہ اور معاصر رویہ۔

[2] **بیعت کے وقت امام مہدی کی عمر:** متعدد روایات میں امام مہدی کی عمر کے بارے میں مختلف تعداد آئی ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی نو عمر، جوان اور کم عمر ہوں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ امام مہدی کی عمر ۳۳ سال ہوگی۔ بعض روایات میں امام مہدی کی عمر تیس (۳۰) سے چالیس (۴۰) سال تک آئی ہے۔ جب کہ بعض احادیث میں امام مہدی کی عمر اٹھارہ (۱۸) سال آئی ہے۔ اور بعض آثار میں چالیس (۴۰) سال اور بعض میں "ابن الأربعین" کا ذکر ہے۔ ایسے ہی بعض روایات میں اکیاون (۵۱) سال کا ذکر بھی موجود ہے۔

ہو سکتا ہے کہ جو ترتیب ہم نے اپنے ذہن سے قائم کی ہے حقیقت اس کے خلاف ہو۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے امور ہیں، جو قرآنی اور حدیثی قصص میں تشنہ نظر آتے ہیں۔ اس لئے یہاں جو قدم اپنی رائے سے اٹھایا جائے اس کو کتاب وسنت کے سر رکھ دینا ایک خطرناک اقدام ہے اور اس ابہام کی وجہ سے اصل واقعہ ہی کا انکار کر ڈالنا یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

فصل دوم: امام مہدی سے متعلق روایات میں مکمل تفصیل تلاش کرنا کیا دانشمندی ہے؟

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ واقعات کی پوری تفصیل اور اس کے اجزاء کی پوری پوری ترتیب بیان کرنی رسول کا وظیفہ نہیں، یہ ایک مؤرخ کا وظیفہ ہے۔ رسول آئندہ واقعات کی صرف بقدر ضرورت اطلاع دے دیتا ہے، پھر جب ان کے ظہور کا وقت آتا ہے، تو وہ خود اپنی تفصیل کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور اس وقت یہ ایک کرشمہ معلوم ہوتا ہے، کہ اتنے بڑے واقعات کے لیے جتنی اطلاع حدیثوں میں آچکی تھی وہ بہت کافی تھی اور قبل از وقت اس سے زیادہ تفصیلات دماغوں کے لئے بالکل غیر ضروری بلکہ شاید اور زیادہ الجھاؤ کا موجب تھیں۔

علاوہ ازیں جس کو ازل سے ابد تک کا علم ہے، وہ یہ خوب جانتا تھا کہ امت میں "دین" روایت اور اسانید کے ذریعے پھیلے گا اور اس تقدیر پر روایوں کے اختلافات سے روایتوں کا اختلاف بھی لازم ہوگا۔ پس اگر غیر ضروری تفصیلات کو بیان کر دیا جاتا، تو یقیناً ان میں بھی اختلاف پیدا ہونے کا امکان تھا اور ہو سکتا تھا کہ امت اس اجمالی خبر سے جتنا فائدہ اٹھا سکتی تھی، تفصیلات بیان کرنے سے وہ بھی فوت ہو جاتا۔

لہذا امام مہدی کی حدیثوں کے سلسلہ میں نہ تو ہر گوشہ کی پوری تاریخ معلوم کرنے کی سعی کرنی صحیح ہے اور نہ صحت کے ساتھ منقول شدہ منتشر ٹکڑوں میں جزم کے ساتھ ترتیب دینی صحیح ہے اور نہ اس وجہ سے اصل پیش گوئی میں تردد پیدا کرنا علم کی بات ہے۔

یہاں جملہ پیش گوئیوں میں صحیح راہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ جتنی بات حدیثوں میں صحت کے ساتھ آچکی ہے اس کو اسی حد تک تسلیم کر لیا جائے اور زیادہ تفصیلات کے درپے نہ ہوا جائے اور اگر مختلف حدیثوں میں کوئی ترتیب اپنے ذہن سے قائم کر لی گئی ہے، تو اس کو حدیثی بیان کی حیثیت ہرگز نہ دی جائے۔

فصل سوم: امام مہدی سے متعلق واقعات کا احادیث کے منتشر ٹکڑوں میں بیان ہونے کی اصل وجہ: یہ بھی ظاہر ہے کہ اس سلسلہ کی حدیثیں مختلف اوقات میں مختلف صحابہؓ سے روایت ہوئی ہیں اور ہر مجلس میں آپؐ نے اس وقت کے مناسب اور حسب ضرورت تفصیلات بیان فرمائی

ہیں۔ یہاں یہ امر بھی یقینی نہیں کہ ان تفصیلات کے براہ راست سننے والوں کو ان سب کا علم حاصل ہو، بہت ممکن ہے کہ جس صحابیؓ نے امام مہدی کی پیش گوئی کا ایک حصہ ایک مجلس میں سنا ہو اس کو اس کے دوسرے حصے کے سننے کی نوبت ہی نہ آئی ہو، جو دوسرے صحابیؓ نے دوسری مجلس میں سنا ہے اور اس لیے یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ واقعہ کے الفاظ بیان کرنے میں ان تفصیلات کی کوئی رعایت نہ کرے، جو دوسرے صحابیؓ کے بیان میں موجود ہیں۔

امام مہدی سے متعلق متعارض روایات میں تطبیق کا طریقہ:

یہاں بعد کی آنے والی امت کے سامنے چونکہ یہ ہر دو بیانات موجود ہوتے ہیں، اس لیے یہ فرض اس کا ہے کہ اگر وہ ان تفصیلات میں کوئی لفظی بے ارتباطی دیکھتی ہے، تو اپنی جانب سے کوئی تطبیق کی راہ نکال لے۔ اس لئے بسا اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ یہ توجیہات راویوں کے بیانات پر پوری پوری راست نہیں آتیں۔ اب راویوں کے الفاظ کی یہ کشاکش اور تاویلات کی ناسازگاری کا یہ رنگ دیکھ کر بعض دماغ اس طرف چلے جاتے ہیں کہ ان تمام دشواریوں کے تسلیم کر لینے کی بجائے اصل واقعہ کا ہی انکار کر دینا آسان ہے۔

اگر کاش وہ اس پر بھی نظر کر لیتے، کہ یہ تاویلات خود صاحب شریعت کی جانب سے نہیں بلکہ واقعہ کے خود راویوں کی جانب سے بھی نہیں، یہ صرف ان دماغوں کا کاوش ہے جن کے سامنے اصل واقعہ کے وہ سب متفرق ٹکڑے جمع ہو گئے ہیں جن کو مختلف صحابہؓ نے مختلف زمانوں میں روایت کیا ہے اور اس لئے ہر ایک نے آپ نے الفاظ میں دوسرے کی تعبیر کی کوئی رعایت نہیں کی اور نہ وہ کر سکتا تھا تو پھر نہ تو ان پر راویوں کے الفاظ کی اس بے ارتباطی کا کوئی اثر پڑتا اور نہ ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار صرف اتنی سی بات پر ان کو آسان نظر آتا۔

باب سوم: ظہورِ مہدی سے پہلے علاماتِ زمانیہ

فصل اول: ظہورِ مہدی سے پہلے روم اور مسلمانوں کی صلح

عن عوف بن مالك، قال: أتيت النبي ﷺ في غزوة تبوك وهو في قبة من أدم، فقال:"اعدد ستا بين يدي الساعة: موتي، ثم فتح بيت المقدس، ثم موتان يأخذ فيكم كقعاص الغنم، ثم استفاضة المال حتى يعطى الرجل مائة دينار فيظل ساخطا، ثم فتنة لا يبقى بيت من العرب إلا دخلته، ثم هدنة تكون بينكم وبين بني الأصفر،

فيغدرون فيأتونكم تحت ثمانين غاية،[1] تحت كل غاية اثنا عشر ألفا"[2] [رواہ البخاری ج۱ ص۴۵۰، باب مایحذر من الغدر] عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے چھ باتیں گن رکھو۔ سب سے پہلے میری وفات۔ پھر بیت المقدس کی فتح۔ پھر تم میں عام موت ظاہر ہوگی جس طرح کہ بکریوں میں وبائی مرض پھیل جائے (اور ان کی تباہی کا باعث بن جائے) پھر مال کی بہتات ہوگی۔ حتیٰ کہ ایک شخص کو سو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ خوش نہ ہوگا۔ پھر فتنہ وفساد پھیل پڑے گا اور عرب کا کوئی گھر اس سے باقی نہ رہے گا۔ پھر صلح کی زندگی ہوگی اور یہ تمہارے اور بنی الاصفر (رومی) کے درمیان قائم رہے گی۔ پھر وہ تم سے عہد شکنی کریں گے اور اسی جھنڈوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کر دیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔

اس حدیث میں قیامت سے قبل چھ علامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن کی تعیین میں اگرچہ بہت کچھ اختلافات ہیں اور ان کے ابہام کی وجہ سے ہونے بھی چاہئیں۔ لیکن یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حدیث مذکور کے بعض الفاظ حضرت امام مہدی کے خروج کی علامات سے اتنے ملتے جلتے ہیں کہ

---

[1] اس کی وجہ ایک دوسری یہ بیان ہوئی ہے کہ رومی صلیب توڑنے والے کو اپنے متکبرانہ انداز تخاطب میں اپنا بھاگا ہوا سر پھیرا قیدی کہیں گے۔فيقول الروم لصاحب الروم: كفيناك جد العرب فيغدرون فيجتمعون للملحمة فيأتونكم تحت ثمانين غاية تحت كل غاية اثنا عشر ألفا حدیث کے اس جملے سے معلوم ہوا کہ رومی عیسائی ممالک مسلمانوں کے ساتھ اس اتحاد میں باقاعدہ باہمی مشاورت کے بعد داخل ہوئے تھے۔، اسی طرح کفر اپنے اسی ۸۰ جھنڈوں کے ساتھ آکر مسلمانوں کے خلاف ایک عظیم لشکر قائم کرے گا۔اور یوں ملحمۃ الکبریٰ کا آغاز ہوگا۔

[2] علامہ ابن حجرؒ امام مہلبؒ سے نقل کرتے ہیں کہ کفار کا مسلمانوں سے دھوکا علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اس پیشن گوئی میں سے کئی باتیں سامنے آتی ہیں۔ابن المنیرؒ لکھتے ہیں: روم کے ساتھ صلح کی پیشن گوئی ابھی تک نہیں ہوئی، اور نہ ہی ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ انہوں نے اتنی بڑی تعداد میں زمینی جنگ کی ہے، یقیناً یہ معاملہ ابھی آئندہ زمانے میں ہونے والا ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے کفار کی ایک بڑی تعداد کے باوجود جنگ میں فتح کی خوشخبری دینی مقصود ہے اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ زمانۂ نبوت میں مسلم فوج سے آخری زمانے کے مسلمانوں کی لشکر زیادہ ہوگا۔[فتح الباری، باب هل يعفى عن الذمي اذا سحر، ج۶ ص۲۷۸]

اگر ان کو ادھر ہی اشارہ قرار دے دیا جائے تو ایک قریبی احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس حدیث کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بحث میں لکھ دیا گیا ہے۔ یہ لحاظ کئے بغیر کہ محقق ابن خلدون اور ان کے اذناب اس کے معتقد ہیں یا نہیں۔

تنبیہ: یہ بات قابل تنبیہ ہے کہ علماء کے نزدیک مفہوم عدد معتبر نہیں ہے۔ اس لئے مجھ کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے کہ قیامت سے قبل اس کے ظہور کی چھ علامات ہیں یا بیش وکم۔ یہ وقت اور علامات کی حیثیت شمار کرنے سے مختلف ہو سکتی ہیں۔ ان کا کسی حیثیت سے چھ ہونا بھی ممکن ہے اور کسی لحاظ سے وہ کم اور زیادہ بھی ہو سکتی ہیں۔ ممکن ہے کہ وقتی لحاظ سے جن علامات کو آپ ﷺ نے یہاں شمار کرایا ہے۔ ان کا عدد کسی خصوصیت پر مشتمل ہو۔ یہ بات صرف یہاں نہیں بلکہ دیگر حدیثوں کے موضوع میں بھی اگر آپ کے پیش نظر رہے تو بہت سی مشکلات کے لئے موجب حل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ فضل اعمال کی حدیثوں میں اختلاف ملتا ہے۔ اس کو پیچیدگیوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ اختلاف بھی صرف وقتی اور شخصی اختلاف کے لحاظ سے پیدا ہو جانا بہت قرین قیاس ہے۔ مگر کیا کہا جائے منطقی عادات نے ہمارے ذہنی ساخت کو بدل دیا ہے۔ ((چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند))

فصل دوم: ظہورِ مہدی سے پہلے رومی عیسائیوں کی معاہدہ شکنی اور لشکر کشی

عن ذي مخبر(هو ابن اخي النجاشي خادم رسول الله ﷺ)قال سمعت رسول الله ﷺ يقول:« ستصالحون الروم صلحا آمنا، وتغزون أنتم وهم عدوا من ورائكم»[1] فتنصرون، وتغنمون، وتسلمون، ثم ترجعون حتى تنزلوا بمرج ذي تلول،

---

[1] اس حدیث کے دیگر طرق سے معلوم ہوا کہ رومی عیسائیوں اور مسلمانوں نے ترک وکرمان یعنی روسی قبائل کے خلاف جہاد کرکے فتح حاصل کی۔ فرمایا: **«ستصالحون الروم صلحا آمنا، وتغزون أنتم وهم عدوا من ورائكم» "تصالحون الروم صلحا آمنا حتى تغزوا أنتم وهم الترك وكرمان، فيفتح الله لكم** [الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۱۳۷۵، ج۲ ص۴۸۹]
رومی عیسائیوں یعنی امریکہ ویورپ نے مسلمانوں پر اپنی اجارہ داری اور غیر شرعی امور کی پابندی، کفری صلیبی نظام کو بلند کرنے کا باقاعدہ اعلان کیا، تو اس کے خلاف اسامہ بن لادن نے صلیبی نظام کو چیلنج کیا اور ان پر حملے کیے، چنانچہ اسی نکتے کی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا: **فيقول قائل من الروم: غلب الصليب، ويقول قائل من المسلمين: بل الله غلب، ويتداولونها، وصليبهم من المسلمين غير بعيد، فيثور إليه رجل من المسلمين، فيدقه-** رومی عیسائی یعنی امریکہ ویورپ کے عیسائی طاقتوں نے اسامہ بن لادن اور اس سے متاثر افراد کو دہشت گرد کا لقب دیا اور اسامہ بن لادن کو پکڑنے کے لیے افغانستان

فيرفع رجل من أهل النصرانية الصليب، فيقول: غلب الصليب،[1] فيغضب رجل من المسلمين، فيدقه،[2] فعند ذلك تغدر الروم، وتجمع للملحمة"حدثنا مؤمل بن الفضل

پر حملہ کیا، اس سے مخلص مسلمانوں نے اسلحہ لے کر جہاد کیا اور کفر کو ناکوں چنے چبوانے پر مجبور کیا اور خود شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہوئے، جب کہ رومی عیسائی طاقتوں کا افغانستان پر حملہ کرنے سے مقصود یہ تھا کہ ان کے صلیبی نظام کو نقصان پہنچانے والے کو قتل کیا جائے، اس کو دس (۱۰) گیارہ (۱۱) سالہ محنت کے بعد قتل کیا گیا، چنانچہ اسی نکتے کی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا: **ويثورون إلى كاسر صليبهم، فيضربون عنقه، ويثور المسلمون إلى أسلحتهم فيقتتلون، فيكرم الله تلك العصابة بالشهادة-** رومی عیسائی طاقتوں کو جمع کرنے کے لیے امریکی صدر بش نے یورپی نیٹو اور نان نیٹو افواج کو اسی نکتے پر اکٹھا کیا کہ ہم نے تمہاری خاطر عربوں کی مدد کی، مگر عربوں نے ہم سے بے وفائی کر کے ہم پر حملے کیے، لہذا آپس کے اتحاد کے ذریعے ہی ان کو شکست دینا ممکن ہوگا، چنانچہ انہوں نے مل کر افغانستان پر حملہ کیا، اور یہ حملہ آگے جا کر شاید جنگِ عظیم کا پیش خیمہ بنے گا، چنانچہ اسی نکتے کی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے: **فيأتون ملكهم فيقولون: كفيناك جزيرة العرب، فيجتمعون للملحمة، فيأتون تحت ثمانين غاية، تحت كل غاية اثنا عشر ألفا"** [صحیح ابن حبان، رقم: ۶۷۰۹، ج۱۵ ص۱۰۳]

[1] ملا علی القاریؒ لکھتے ہیں: **("فيقول") أي: الرجل منهم ("غلب الصليب") أي: غلبنا ببركة الصليب، (فيغضب رجل من المسلمين")حيث نسب الغلبة لغير الحبيب** [مرقاة المفاتیح، باب الملاحم، ج۸ ص۳۴۱۹] ترجمہ: رومی عیسائیوں میں سے ایک آدمی کہے گا کہ صلیب غالب آگئی، یعنی ہم صلیب کی برکت سے غالب ہوئے، تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی غصہ ہوگا، کہ غلبے کی نسبت مسلمانوں کی غیر محبوب چیز یعنی صلیب کی طرف کیوں کر دی گئی؟ علامہ سندھیؒ لکھتے ہیں: **(غلب الصليب) أي: دين النصارى قصدا لإبطال الصلح، أو لمجرد الافتخار وإيقاع المسلمين في الغيظ** [حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ، باب الملاحم، ج۲ ص۵۲۰] ترجمہ: **(غلب الصليب)** کا مطلب یہ ہے کہ صلح کو باطل کرنے کی غرض سے عیسائیوں کے دین کے غالب ہونے کی بات کی، تا کہ فخر ومباہات کے ذریعے مسلمانوں کو غیظ وغصہ میں ڈال دیں۔

[2] رومی کفار کی جانب سے صلیب اٹھا کر مسلمانوں کی فتح کو اپنے نام کرانے کی یہ کوشش ان کی ایک مکمل جامع منصوبہ بندی کا پیش خیمہ ہوگی۔ کفر کو اتنی جرات ملنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مسلمانوں میں قولی اور عملی جواب دینے کی نہ تو صلاحیت ہوگی اور نہ ہی انہیں اس کا خطرہ ہوگا۔ مگر مسلمانوں میں چھپا درویش، مردِ خدا، رجلِ قلندر ایسا پوشیدہ ہوگا، جو اٹھ کر کفر کے سامنے، دیگر تمام مغلوب عوام وحکمران کے سامنے برسرِ عام کفر کی طاقت کی اس علامت کو ریزہ ریزہ کر دے گا۔ دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر کو جواب دینے سے پہلے یہ

الحراني، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا أبو عمرو، عن حسان بن عطية، بهذا الحديث، وزاد فيه:«ويثور المسلمون إلى أسلحتهم، فيقتتلون، فيكرم الله تلك العصابة بالشهادة»[1]

ترجمہ: ذی مخبرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ تم روم سے صلح کروگے پوری صلح۔ اور دونوں مل کر اپنے دشمن سے جنگ کروگے اور تم کو کامیابی ہوگی اور مال غنیمت ملے گا۔ یہاں تک کہ جب ایک زمین پر آکر لشکر اترے گا جس میں ٹیلے ہوں گے اور سبزہ ہوگا تو ایک شخص نصرانیوں میں سے صلیب اونچی کرکے کہے گا کہ صلیب کا بول بالا ہوا۔ اس پر ایک مسلمان کو غصہ آجائے گا۔ وہ اس صلیب کو لے کر توڑ ڈالے گا اور اس وقت نصاریٰ غداری کریں گے اور جنگ عظیم کے لئے سب ایک محاذ پر جمع ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد باب مایذکر من ملاحم روم ج ۲ ص ۱۳۲)

سید برزنجیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے ایک مفصل روایت نقل کی ہے جس سے اس بات کے واقعات کی ترتیب پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام رومیوں کے ساتھ مل کر پہلے ایک بار رومیوں کے کسی دشمن سے جنگ کریں گے جس کے نتیجہ میں ان کی فتح ہوگی اور دشمن سے حاصل شدہ مال یہ دونوں باہم تقسیم کرلیں گے۔ اس کے بعد پھر یہ دونوں مل کر فارس سے جنگ کریں گے اور پھر ان ہی کو فتح ہوگی۔ رومی مسلمانوں سے کہیں گے کہ جس طرح پہلی بار ہم نے مال غنیمت تقسیم کرکے تم کو دے دیا تھا۔

اسی طرح اس بار تم بھی مال اور قیدی سب ہم کو برابر تقسیم کرکے ہم کو دے دو۔ اس پر اہل اسلام حاصل شدہ مال اور مشرک قیدیوں کو تو تقسیم کرلیں گے مگر جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں گے۔ وہ تقسیم نہ کریں گے۔ رومی کہیں گے کہ ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے بچوں کو قید

مردِ آہن پناہ کے لیے ایک ایسی جگہ کا انتخاب کرے گا، جہاں کفر کی دسترس زیادہ نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن) تاہم کفر اس آہنی اعصاب کے مالک سے چھٹکارا پانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا، مگر اس کو حاصل کرنا اس کے نصیب میں نہیں ہوگا۔ یہ مردِ آہن در حقیقت مسلمانوں اور رومیوں کی صلح کے درمیان رومیوں کے گمانِ باطل میں ان کے لیے کام کرے گا۔

[1] اس مسلمان کے دفاع کے لیے ایک گروہ کھڑا ہوگا، جو اپنی زندگیاں داؤ پر لگا کر اس مردِ آہن کی حفاظت کی ٹھان لیں گے، مگر اسباب کے اس عالم میں ان کو جامِ شہادت نصیب ہوگا، انہی نکات کی طرف حدیث کی کئی طرق میں اشارہ کیا گیا ہے۔

کرنے کے یہ بھی مجرم ہیں۔اس لئے ان کو بھی ہمارے حوالہ کرو۔ مسلمان کہیں گے یہ نہیں ہوسکتا۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو ہرگز تمہارے حوالہ نہیں کریں گے۔ رومی کہیں گے کہ یہ خلاف معاہدہ بات ہے۔ آخرکار رومی صاحب رومیہ کے پاس یہ شکایت لے کر جائیں گے۔ وہ اسّی (۸۰) جھنڈے کا ایک بڑا لشکر سمندری راہ سے ان کے ہمراہ کردے گا۔ جس کے ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔

یہ لشکر شام کا تمام ملک فتح کرلے گا۔ صرف دمشق اور معتق کا پہاڑ بچ رہے گا اور بیت المقدس کو برباد کرڈالے گا۔ یہاں ایک سخت جنگ ہو گی۔ مسلمانوں کے بچے معتق پہاڑ کے اوپر ہوں گے اور مسلمان نہر اریط پر صبح وشام ان سے نبرد آزما ہوں گے۔ جب شاہ قسطنطنیہ یہ نقشہ دیکھے گا تو وہ قنسرین کے پاس تین لاکھ فوج خشکی کی راہ سے روانہ کرے گا اور یمن کے ساتھ چالیس ہزار قبیلہ حمیر کے لوگ ان سے آملیں گے۔ یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچیں گے اور وہ بھی روم سے جنگ کریں گے۔ آخر ان کو شکست دیں گے۔

ایک اور لشکر آزاد شدہ غلاموں کا بھی عرب کی مدد کے لئے آئے گا اور کہے گا کہ اے عرب تم تعصب کی بات چھوڑدو ورنہ کوئی تمہارا ساتھ نہ دے گا اور پھر ان کی مشرکین سے جنگ ہو گی۔ مگر مسلمانوں کے کسی لشکر کو فتح نصیب نہ ہو گی۔ ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے اور ایک تہائی بھاگ نکلیں گے اور ایک تہائی باقی رہ جائیں گے۔ ان میں سے پھر ایک تہائی مرتد ہو کر روم سے جاملیں گے اور ایک تہائی عراق ویمن اور حجاز کی طرف بھاگ جائیں گے اور بقیہ ایک تہائی کہیں گے کہ واقعی عصبیت چھوڑ کر سب متفق ہو جاؤ اور سب مل کر دشمن سے جنگ کرو اور اب اس عزم کے ساتھ جنگ کریں گے کہ یا ہم فتح کرلیں گے ورنہ مر جائیں گے۔

جب رومی لشکر مسلمانوں کی اس قلت کا احساس کرے گا تو ایک شخص صلیب لے کر کھڑا ہو گا اور کہے گا کہ صلیب کا بول بالا ہوا۔ اس پر ایک مسلمان جھنڈا لے کر نعرہ لگائے گا کہ اللہ کے انصار کا غلبہ ہوا۔ رومیوں کے اس کلمہ پر اللہ تعالیٰ کو غصہ آئے گا اور وہ مسلمانوں کی دو لاکھ فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائے گا اور مسلمانوں کو کامیاب کردے گا۔

اس کے بعد مسلمان رومیوں کے ملک میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں کے لوگ ان سے امن طلب کرکے جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں گے۔ پھر اردگرد کے رومی یہ افواہ اڑائیں گے کہ دجال نکل آیا ہے۔ مسلمان ادھر بھاگ پڑیں گے۔ بعد میں ان کو معلوم ہو گا کہ یہ خبر غلط تھی۔ ادھر باقی ماندہ مسلمانوں پر رومی ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو قتل کرڈالیں گے۔ یہاں تک کہ روم میں

عرب کے زن و مرد میں سے کوئی نہ بچے گا۔ مسلمان واپس ہو کر جب یہ ماجرا دیکھیں گے تو پھر ان سے جنگ کریں گے اور جس قلعہ پر گزریں گے۔ تین دن کے اندر اندر اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کر دے گا۔ یہاں تک کہ جب خلیج کے پاس پہنچیں گے تو نصاریٰ کہیں گے مسیح ہمارا مدد گار ہے اور صلیب کی برکت خلیج سمندر سے بچاؤ کے لئے ہماری مدد گار ہے۔

جب صبح ہو گی تو کیا دیکھیں گے کہ خلیج خشک ہو گئی ہے اور سمندر ہٹ چکا ہے۔ بس فوراً اس میں اپنے خیمے لگا دیں گے۔ ادھر مسلمان جمعہ کی شب میں کفر کے اس شہر کا محاصرہ کر لیں گے اور رات سے لے کر صبح تک حمد اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے رہیں گے۔ نہ کوئی شخص سوئے گا اور نہ بیٹھے گا۔ جب صبح ہو گی تو تمام مسلمان مل کر ایک بار اللہ اکبر کا نعرہ لگائیں گے۔ اسی وقت شہر کی ایک جانب گر پڑے گی۔ اس پر حیران ہو کر روم کہیں گے کہ پہلے تو ہماری جنگ عرب سے تھی۔ اب تو جنگ کرنی خود پروردگار عالم ہی سے جنگ معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو مسلمانوں کے لئے ہمارا شہر خود بخود گر کر برباد ہو گیا۔

اس کے بعد مال غنیمت کا سونا ڈھالوں میں بھر بھر کر تقسیم ہو گا اور عورتیں اس کثرت سے ہوں گی کہ ایک ایک شخص کے حصہ میں تین تین سو عورتیں آئیں گی۔ اس کے بعد پھر دجال حقیقتاً نکل آئے گا اور قسطنطنیہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں فتح ہو گا جو زندہ و سلامت رہیں گے۔ نہ بیمار پڑیں گے اور نہ کوئی مرض ان کو ستائے گا۔ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور ان کے ہمراہ یہ جماعت دجال کے لشکر (یہود) کے ساتھ جنگ میں شریک ہو گی۔ یہ روایت اس تفصیل کے ساتھ امام سیوطیؒ نے جامع کبیر میں ذکر فرمائی ہے۔

عن أبي أمامة مرفوعاً قال"ستكون بينكم وبين الروم أربع هدن! يوم الرابعة على يد رجل من آل هارون، يدوم سبع سنين" [کنز العمال ج ۱۴ ص ۲۶۸، حدیث نمبر ۳۸۶۸۰]

ترجمہ: ابوامامہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور روم کے درمیان چار مرتبہ صلح ہو گی۔ چوتھی صلح ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو گی جو آل ہارون سے ہو گا اور یہ صلح سات سال تک برابر قائم رہے گی۔[1]

---

[1] اسی ۸۰ اور نوے ۹۰ کی دہائی کے واقعات: مشرق اور مغرب کے درمیان یہ جنگی تعاون پہلی بار روس کے خلاف افغانستان کی جنگ کے دوران سامنے آیا، چنانچہ جب سوویت یونین نے افغانستان میں اپنی افواج اتاریں، تو ان کے خلاف مسلم امہ اور امریکہ و یورپ متفق ہو کر لڑے اور فتح حاصل کی۔ مگر مغربی ممالک نے اپنے مضبوط حلیف سوویت یونین کی شکست کے بعد قوی مدِ مقابل موجود نہ ہونے کی وجہ سے دنیا پر تنِ تنہا اپنی

فصل سوم: مسلمان حملہ آور گروہ کے بارے میں عیسائیوں کا مطالبہ اور مسلمان حکمران کا انکار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ، فَإِذَا تَصَافُّوا، قَالَتِ الرُّومُ: خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ، فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ: لَا، وَاللهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا، فَيُقَاتِلُونَهُمْ، فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا، وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ، أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ، وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ، لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ، قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ، إِذْ صَاحَ فِيهِمِ الشَّيْطَانُ: إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ، فَيَخْرُجُونَ، وَذَلِكَ بَاطِلٌ، فَإِذَا جَاءُوا الشَّأْمَ خَرَجَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ، يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ، إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام، فَأَمَّهُمْ، فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللهِ، ذَابَ كَمَا

اجارہ داری کا اعلان کیا۔اور اپنے بعض عرب حلفاء کے ذریعے پہلے تو عراق کو کویت پر حملے کی شہ دی، مگر اس بہانے جزیرۃ العرب میں آمد کے ذریعے اپنے اقتصادی ومعاشی قدم جمانے کے بعد سیاسی اور عسکری قدم جمانے کی بھی ٹھان لی۔اس کے خلاف مسلم امت میں علمائے حق نے آواز بلند کی اور الولاء والبراء کا عقیدہ پہلی بار سامنے آیا۔سعودی عرب میں ۱۹۷۸ کی جہیمان تحریک کے بعد الصحوۃ الاسلامیۃ مہم شروع ہوئی تھی،اور کئی علمائے کرام نے "أخرجوا اليهود والنصارىٰ من جزيرة العرب" کا نعرہ بلند کیا کہ جزیرۃ العرب سے یہود ونصاریٰ کو نکالو، مگر ان علمائے کرام کو قید وبند کا نشانہ بنایا گیا۔اسی دوران جزیرۃ العرب میں عمل دخل کے ذریعے پہلے عراق کو،اور پھر رفتہ رفتہ دیگر ممالک کو داخلی انتشار کی طرف دھکیل دیا گیا۔

امریکہ نے اسامہ بن لادن کے خلاف افغانستان پر کئی بار میزائل داغے اور پھر عالمی دہشت گرد قرار دیا۔ ۳۔اس کے جواب میں اسامہ بن لادن نے نیروبی اور دیگر امریکی سفارت خانوں پر حملے کیے۔ ۴۔اور اس کے بعد ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے ہونے کے بعد ان حملوں کی خوب ستائش کی، جب کہ رد عمل میں امریکہ نے یورپی، نیٹو اور نان نیٹو اقوام وافواج کو جمع کر کے افغانستان پر حملہ کیا۔ ۵۔ گیارہ ۱۱ سالہ جد وجہد کے بعد بالآخر امریکہ نے ایبٹ آباد صوبہ خیبر پختون خواہ میں ایک کاروائی کے دوران اسامہ بن لادن کو شہید کر دیا۔ مغربی ممالک کی اس اسلام دشمنی اور عہد شکنی کے خلاف اسامہ بن لادن کا امریکی مفادات پر حملہ کرنا اور وڑلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملوں کی ستائش کرنا رومی عیسائیوں یعنی امریکی اور یورپی افواج کے خلاف کاروائی کرنا در حقیقت کفر کے ساتھ کیے گئے جہادِ افغانستان کے دوران معاہدے کو توڑنا ہے۔

يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ، وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللهُ بِيَدِهِ، فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ[1] (مسلم ج ۲ ص ۳۹۲، ۳۹۱، کتاب الفتن)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ روم کے نصاریٰ کا لشکر اعماق میں یا دابق میں اترے گا۔ (یہ دونوں مقام حلب کے قریب ملک شام میں ہیں) تو مدینہ سے ایک ایسا لشکر نکلے گا جو اس وقت تمام روئے زمین میں افضل ہوگا جب دونوں لشکر صف آراء ہو جائیں گے تو نصاریٰ کہیں گے تم ان مسلمانوں سے الگ ہو جاؤ۔ جنہوں نے ہمارے بال بچے گرفتار کر لئے ہیں اور غلام بنا لئے ہیں ہم ان سے لڑیں گے۔ مسلمان کہیں گے نہیں خدا کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔ پھر لڑائی ہوگی تو مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ نکلے گا۔ ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہ کرے گا اور تہائی لشکر شہید ہو جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام شہیدوں میں افضل ہوگا اور تہائی لشکر فتح یاب ہوگا وہ عمر بھر کبھی کسی فتنے اور بلا میں نہ پڑیں گے۔ پھر وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے جو اس وقت نصاریٰ کے قبضہ میں آگیا ہوگا۔ (اب تک یہ شہر مسلمان کے قبضہ میں ہے) وہ مال غنیمت کی تقسیم میں ابھی مشغول ہوں گے اور اپنی تلواروں کو زیتون کے درختوں میں لٹکا چکے ہوں گے۔ اتنے

---

[1] کفر اپنی چال سے ان کو یہ امید دلائے گا کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے، بلکہ اپنے دوستانہ تعلقات تمہارے ساتھ رکھیں گے، لیکن مردِ مجاہد کفر کو یہ شخص حوالہ نہیں کرے گا۔ مذکورہ بالا آخری نکات کی طرف ملا علی القاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے: (قالت الروم: خلوا بيننا وبين الذين سبوا منا "نقتلهم") والمرادون بذلك هم الذين غزوا بلادهم، فسبوا ذريتهم، كذا ذكره التوربشتي وهو الموافق للنسخ والأصول [باب الملاحم، رقم: ۵۴۲۱، ج ۸ ص ۳۴۱۲] ترجمہ: رومی عیسائی طاقتیں کہیں گی: "ہمارے مطلوبہ وہ قیدی جو ہم سے بھاگ کر تمہارے پاس پناہ لیے ہوئے ہیں، وہ ہمیں حوالہ کر دو" اس حدیثِ مبارک میں اِن افراد سے مراد وہ لوگ ہوں گے، جنہوں نے رومی عیسائی طاقتوں کے ممالک پر حملہ کیا ہوگا اور ان کی اولاد، نسل اور خاندانوں کو نقصان پہنچایا ہوگا۔ حدیث کے مختلف نسخوں اور اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہی تشریح زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔

اشکال: اس حدیث میں ابتداء میں اعماق کا ذکر ہے، اور بعد میں مسلمانوں قیدی کا مطالبہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پورا واقعہ اعماق شام میں ہوگا۔ جو ظہورِ مہدی کے بعد ہوگا اور ہماری تطبیق ظہورِ مہدی سے پہلے کے واقعات پر ہے۔ **جواب:** حدیث کے ایک حصے پہلے واقعے اور دوسرا حصہ بعد کے واقعہ سے متعلق ہو سکتا ہے۔ لہذا اس میں کوئی اشکال نہیں۔ ایسی ہی ظہورِ مہدی کے بعد بھی یہ واقعہ دوبارہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک آیت اور ایک حدیث متعدد شانِ نزول اور شانِ ورود ہو سکتے ہیں۔

میں شیطان آواز دے گا کہ دجال تمہارے پیچھے تمہارے بال وبچوں میں نکل آیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی مسلمان وہاں سے چل پڑیں گے۔ حالانکہ یہ افواہ غلط ہو گی۔ جب شام کے ملک میں پہنچیں گے اس وقت دجال نکلے گا اور جب مسلمان جنگ کے لئے مستعد ہوں گے اور صف آرائی کر رہے ہوں گے جب خدا کا دشمن دجال ان کو دیکھے گا تو مارے خوف کے اس طرح پگھل جائے گا۔ جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو یونہی چھوڑ دیں تو بھی وہ خود بخود گھل گھل کر ہلاک ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقدر فرمایا ہے۔ اس لئے وہ اس کو قتل فرمائیں گے اور اپنے نیزہ میں اس کے قتل کا خون دکھائیں گے۔

باب چہارم: ظہورِ مہدی سے پہلے دمشق میں مسلمانوں کا قتلِ عام اور سفیانی کا خروج

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ يخرج رجل يقال له السفياني فى عمق دمشق وعامة من يتبعه من كلب فيقتل حتى يبقر بطون النساء ويقتل الصبيان فتجمع لهم قيس فيقتلها حتى لا يمنع ذنب تلعة ويخرج رجل من اهل بيتى فى الحرة فيبلغ السفياني فيبعث اليه جنداً من جنده فيهزمهم فيسيراليه السفياني[1] بمن معه حتى اذا صار ببيداء من الارض خسف بهم فلا ينجومنهم الا المخبر عنهم (حاکم حدیث نمبر ۸۶۳۳ ج۵ ص۲۷، باب ذکر خروج السفیانی من دمشق وہلاکہ کذا فی الحاوی ج۲ ص۶۵)''

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے دمشق کی بستی پر ایک سفیانی شخص حملہ آور ہوگا۔ جس کی عام طور پر اتباع کرنے والے قبیلہ کلب کے لوگ ہوں گے۔ وہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے گا اور بچوں کو قتل کرے گا۔[2] اس کے مقابلہ کے لئے قیس کے قبیلہ

---

[1] **سفیانی ایک یا متعدد؟**: سفیانی سے متعلق روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سفیانی متعدد اشخاص ہوں گے: ایک شام کا سفیانی ہوگا۔ دوسرا بلاد الحرمین کا سفیانی ہوگا۔ تیسرا عراق کا سفیانی ہوگا اور چوتھا مصر کا سفیانی ہوگا۔

[2] دمشق کے ظالم بادشاہ کا تذکرہ کتاب الفتن میں اصہب اور سفیانی سے کیا گیا ہے ان روایات وآثار کا خلاصہ یہ ہے: شامی لشکر کا سربراہ سفید چہرے والا، گھونگھریالے بالوں والا، چہرہ سرخی مائل سفید، سبز آنکھوں والا ہلکی ران اور کندھوں والا، لمبی گردن اور زردی مائل سفید رنگت والا چوڑے سر والا، کمزور ران اور ضعیف کہنیوں والا آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی ہوں گی، اس کے کندھے نیچے کی جانب جھکے ہوئے ہوں گے اور

کے لوگ جمع ہوں گے پھر وہ ان کو قتل کرے گا۔ حتیٰ کہ کسی ٹیلے کی گھاٹی ان کو بچا نہ سکے گی۔ آہ! میرے اہل بیت میں سے مدینہ میں ایک شخص ظاہر ہوگا۔ اس سفیانی کو اس کی خبر پہنچے گی تو وہ اپنے لشکر میں سے ایک دستہ ان کے مقابلہ کے لئے روانہ کرے گا۔ وہ شخص ان کو شکست دے گا۔ اس پر سفیانی اپنے ہمراہیوں کو لے کر خود ان کے مقابلہ کے لئے چلے گا۔ یہاں تک کہ جب بیداء کے میدان میں پہنچے گا تو سب زمین میں دھنس جائیں گے اور ان میں سے کوئی شخص بھی نہ بچے گا۔ مگر صرف ایک شخص جو ان لوگوں کی خبر اپنی جماعت کو جا کر دے گا۔

باب پنجم: ظہورِ مہدی سے پہلے خراسان کے سیاہ جھنڈے اور امام مہدی کے مددگار:

عن بریدة قال قال رسول الله ﷺ ستکون بعدی بعوث کثیرة فکونوا فی بعث خراسان (رواہ ابن عدی وابن عساکر والسیوطی فی الجامع الصغیر) حضرت بریدہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد بہت سے لشکر ہوں گے تم اس لشکر میں شامل ہونا جو خراسان سے آئے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ[1] لاَ يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيلِيَاءَ [سنن الترمذی، رقم: ۲۲۶۹، ج۴ ص۱۰۱]

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے خراسان کی طرف سے سیاہ سیاہ جھنڈے آئیں گے کوئی طاقت ان کو واپس نہیں کر سکے گی۔ یہاں تک کہ وہ بیت المقدس میں نصب کر دیئے جائیں گے۔

اس کا نام اپنے باپ کے نام کی طرح ہوگا، اس کا نام آٹھ حروف پر مشتمل ہوگا، یہ حریہ (آزادی) کو قتل اور بچوں کو قید کرے گا۔

[1] جس طرح دیگر دینی جماعتوں، اسلامی تنظیموں اور مسلم ممالک کے لیے مسلمانوں کے مقابلے میں کفار سے دوستی جائز نہیں ایسے ہی سیاہ جھنڈوں کے لیے بھی یہ عمل درست نہیں۔ اور اگر کسی ملک، جماعت اور تنظیم کا عمل اس طرح ہوگا، تو جس طرح اس کی صحت و سقم پر اثر مرتب ہوگا، ایسے ہی سیاہ جھنڈوں کا یہ عمل بھی قابل گرفت ہوگا۔

جس طرح دینی جماعتوں اور مسلم ممالک کی مال، عزت اور خون کی قدر و قیمت عام انسانوں کے لیے ہے، ایسے ہی سیاہ جھنڈوں کے لیے بھی یہی اصول ہے، کوئی بھی اس افراط و تفریط کا مظاہرہ کرے گا، تو اس کی کارکردگی اور اعتدال پر حرف ضرور آئے گا۔ کتب صحاح میں سیاہ جھنڈوں سے متعلق عام طور پر حضرت ثوبانؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور سیدنا ابو ہریرۃؓ کی روایات بیان کی جاتی ہیں، جن کے بارے میں اہل علم کی مختلف آراء ہیں، اس بارے میں تحقیق کے لیے دیکھئے: ظہورِ مہدی اور عصر حاضر۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ سیاہ جھنڈے وہ نہیں ہیں جو ایک مرتبہ ابو مسلم خراسانی لے کر آیا تھا۔ جس نے بنوامیہ کا ملک چھین لیا تھا بلکہ یہ دوسرے ہیں جو امام مہدی کے عہد میں ظاہر ہوں گے۔ (کذافی الحاوی ج ۲ ص ۶۰) نعیم بن حماد حضرت حمزہؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ یہ جھنڈے چھوٹے چھوٹے ہوں گے۔ (حاوی ج ۲ ص ۶۹،۶۸)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "«تَخْرُجُ مِنَ الْمَشْرِقِ رَايَاتٌ سُودٌ لِبَنِي الْعَبَّاسِ، ثُمَّ يَمْكُثُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ تَخْرُجُ رَايَاتٌ سُودٌ صِغَارٌ تُقَاتِلُ رَجُلًا مَنْ وَلَدِ أبي سفيان، وَأَصْحَابُهُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، يُؤَدُّونَ الطَّاعَةَ للمهدي»".[1] (کذافی الحاوی ج ۲ ص ۶۹) وفيه عَنْ محمد بن الحنفية قَالَ: يَخْرُجُ رَايَاتٌ سُودٌ لِبَنِي الْعَبَّاسِ، ثُمَّ

---

[1] **بنوعباس کے سیاہ جھنڈوں اور موجودہ سیاہ جھنڈوں میں فرق:** سیاہ جھنڈوں سے متعلق روایات کا انکار کرنے والے حضرات اس بات کی طرف توجہ دیں کہ بنوامیہ سے حکومت لینے کا حق بنوعباس کو تھا یا نہیں؟ اس سے قطع نظر اگر اُس زمانے کے حالات اور موجودہ صورت حال کا موازنہ کیا جائے، تو دونوں میں فرق چند وجوہ سے صاف ظاہر ہے۔

بنوامیہ اور بنوعباس میں اختلاف سلطنت کے حصول کے لیے تھا اور اس میں ایک فریق کو سلطنت دینے کے لیے سیاہ جھنڈوں والی روایات کو بیان کر کے لوگوں کو یہ زعم کرانا مقصود تھا کہ مشرق سے اٹھنے والے سیاہ جھنڈوں میں آگے جا کر امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔ یہ طرز چونکہ شرعی اعتبار سے درست نہیں تھا اور اس زمانے میں ان روایات کو بیان کرنے کا مقصد یہی ہوتا تھا، اس وجہ سے ان روایات کو قبول کرنے سے علمائے حق توقف کرتے تھے۔ اور موجودہ زمانے میں سیاہ جھنڈوں والی روایات سے مقصود رائج اسلامی سلطنتوں میں سے کسی ایک سے حکومت چھین لینا مقصود نہیں تھا، بلکہ ان جھنڈوں کا عرب سے آکر سرزمینِ افغان پر قابض روسی افواج کے خلاف جہاد کرنا تھا، جس کے جواز کا اُس زمانے میں کوئی عربی یا عجمی مفتی، عالم اور عام مسلمان بھی منکر نہیں تھا۔

سیاہ جھنڈوں کا مقصد کیا؟: ۱۔ موجودہ زمانے میں سیاہ جھنڈوں کا مقصد حرمین شریفین اور بیت المقدس پر یہود و عیسائیوں کی آمد کے خلاف جد وجہد کر کے مسلمانوں میں جذبہ جہاد پیدا کرنا ہے، جو کہ مستقل دینی شعبہ اور اسلامی حمیت ہے۔ ۲۔ موجودہ زمانے میں سیاہ جھنڈوں کا عملی میدان میں افغانستان، فلسطین، عراق و شام، کشمیر اور برما کے مسلمانوں پر رائج مظالم کو ختم کرنا ہے، جن کے لیے انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ ۳۔ خلافت عثمانیہ کے سقوط میں حصہ لینے والے عرب ممالک نے انگریزوں کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے مسلمانوں کے سروں سے خلافت کا سایہ ختم کر دیا، موجودہ دور میں سیاہ جھنڈوں کا مقصد اسی خلافت کا احیاء ہے۔

تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ أُخْرَى سُودٌ قَلَانِسُهُمْ سُودٌ وَثِيَابُهُمْ بِيضٌ، عَلَى مُقَدَّمَتِهِمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ شعيب بن صالح، مِنْ تَمِيمٍ، يَهْزِمُونَ أَصْحَابَ السفياني حَتَّى يَنْزِلَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، يُوَطِّئُ للمهدي سُلْطَانَهُ، وَيَمُدُّ إِلَيْهِ ثَلَاثَمِائَةٍ مِنَ الشَّامِ، يَكُونُ بَيْنَ خُرُوجِهِ وَبَيْنَ أَنْ يُسَلِّمَ الْأَمْرَ للمهدي اثْنَانِ وَسَبْعُونَ شَهْرًا.(الحاوی ج۲ص۶۸)

حضرت سعید بن المسیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشرق کی سمت ایک مرتبہ بنوالعباس سیاہ جھنڈے لے کر نکلیں گے۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا رہیں گے۔ اس کے بعد پھر چھوٹے چھوٹے جھنڈے نمودار ہوں گے جو ابو سفیان کی اولاد اور اس کے رفقاء کے ساتھ جنگ کریں گے اور مہدی کی تابعداری کریں گے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: «بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِذْ أَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ، وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ، فَقُلْتُ: مَا نَزَالُ نَرَى فِي وَجْهِكَ شَيْئًا تَكْرَهُهُ؟ فَقَالَ: إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللَّهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بَلَاءً وَتَشْرِيدًا وَتَطْرِيدًا حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَعَهُمْ رَايَاتٌ سُودٌ، فَيَسْأَلُونَ الْحَقَّ فَلَا يُعْطَوْنَهُ، فَيُقَاتِلُونَ فَيُنْصَرُونَ فَيُعْطَوْنَ مَا سَأَلُوا، فَلَا يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَدْفَعُوهَا إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، فَيَمْلَأُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَؤُوهَا جَوْرًا، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَأْتِهِمْ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ المهدي».(رواہ ابن ماجہ قال السندھی الظاہر انہ اشارۃ الی المہدی الموعود ولذالک ذکر المصنف ہذا الحدیث فی ہذا الباب، قال الحافظ عماد الدین بن کثیر: في ھذا السیاق إشارۃ إلی ملک بنی العباس. وفیہ دلالہ علی أن المہدی یکون بعد دولۃ بنی العباس. واللہ تعالی أعلم بالصواب۔ وفی الزوائد اسنادہ ضعیف لضعف یزید بن ابی زیاد الکوفی لکن ینفرد یزید ابن ابی زیاد

۴۔پوری دنیا کے مسلمانوں پر قرآن وسنت کے بجائے طاغوتی نظام رائج ہو چکا ہے، جس میں نہ تو مسلمانوں کی جان محفوظ ہے اور نہ ہی ان کا مال وعزت، بلکہ اب تو بلادالحرمین میں کھلم کھلا فحاشی عریانی اور کفری نظام لانے کے لیے ایک منظم ترتیب شروع ہو چکی ہے۔ موجودہ دور میں سیاہ جھنڈوں کا مقصد مسلمانوں کو اپنی عظمتِ رفتہ دینے کے لیے نظریۂ جہاد کو زندہ کرنا ہے۔۵۔مسلمانوں پر ایک امیر کا مقرر ہونا فرض کفایہ ہے، یعنی اگر مسلمانوں کی ایک جماعت اس مقصد کو پورا کرے گی تو دوسرے مسلمانوں سے یہ فریضہ ساقط ہوگا لیکن اگر مسلمان مکمل طور پر اپنے اس فریضے سے غفلت برتیں گے، تو سارے مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ موجودہ دور میں سیاہ جھنڈوں کا مقصد مسلمانوں میں جذبۂ جہاد، مظلوم مسلمانوں کی کسمپرسی کو اپنی مقدور بھر استطاعت کے مطابق اس ظالمانہ نظام کو ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کے سروں پر ایک اسلامی امارت تشکیل دینی ہے، تاکہ امت میں تفرقہ اور اختلاف کو ختم کیا جائے۔

عن ابراہیم فقد رواہ الحاکم فی المستدرک من طریق عمرو بن قیس عن الحکم عن ابراہیم قلت ورواہ السیوطی فی الحاوی ج ۲ ص ۶۰ بروایۃ ابن ابی شیبۃ ونعیم بن حماد وابی نعیم وفی اٰخرہ فانہ المہدی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو ہاشم کے چند نوجوان آپ ﷺ کے سامنے آئے۔ جب آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈب ڈبا گئیں اور آپ کا رنگ بدل گیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: کیا بات ہے؟ ہم آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر وہ آثار غم دیکھتے ہیں جس سے ہمارا دل آزردہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے گھرانوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے آخرت عنایت فرمائی ہے۔ میرے بعد میرے اہل بیت کو بڑی آزمائشوں کا سابقہ پڑے گا۔ ہر طرف سے بھگائے اور نکالے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ایک قوم مشرق کی طرف سے کالے جھنڈے لئے ہوئے آئے گی۔ میرے اہل بیت ان سے طالب خیر ہوں گے۔ لیکن وہ ان کو نہیں دیں گے۔ اس پر سخت جنگ ہوگی۔ آخر وہ شکست کھائیں گے اور جو ان سے طلب کیا تھا پیش کریں گے مگر وہ اس کو قبول نہ کرسکیں گے۔ آخرکار وہ ان جھنڈوں کو ایک ایسے شخص کے حوالہ کریں گے جو میرے اہل بیت سے ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے پھر اسی طرح بھر دے گا جیسا لوگوں نے اس سے قبل ظلم وتعدی سے بھر دیا ہوگا۔ لہٰذا تم میں سے جس کو اس کا زمانہ ملے وہ ضرور اس کے ساتھ ہو جائے۔ اگرچہ اس کو برف پر گھسٹ کر چلنا پڑے۔ [ابن ماجہ ص ۲۹۹]

بابِ ششم: بیعتِ مہدی سے پہلے پہچاننے کے لیے علاماتِ شخصیہ

فصل: امام مہدی کی حقیقت: حدیث: عن حکیم بن سعد قال: لما قام سليمان، فأظهر ما أظهر قلت لأبي يحيى: هذا المهدي الذي يذكر؟ قال: لا) أخرجه ابن أبي شيبة[الحاوی، العرف الوردی، ج ۲ ص۹۷] حکیم بن سعد کہتے ہیں کہ جب سلیمان خلیفہ بنے اور انہوں نے عمدہ عمدہ خدمات انجام دیں تو میں نے ابو یحییٰ سے کہا: وہ مہدی یہی ہیں جن کی شہرت ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

حدیث: عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يُحَدِّثُ قَوْمًا، فَقَالَ: الْمَهْدِيُّونَ ثَلَاثَةٌ: مَهْدِيُّ الْخَيْرِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَمَهْدِيُّ الدَّمِ وَهُوَ الَّذِي تَسْكُنُ عَلَيْهِ الدِّمَاءُ، وَمَهْدَيُّ الدِّينِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، تَسْلَمُ أُمَّتُهُ فِي زَمَانِهِ، وَأَخْرَجَ أَيْضًا عَنْ كعب قَالَ: مَهْدِيُّ الْخَيْرِ يَخْرُجُ بَعْدَ السفياني. [الحاوی، العرف الوردی، ج ۲ ص۹۳]

ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے سنا جو لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ میں تین ہوں گے: ا۔ مہدیٔ خیر، یہ تو عمر بن عبد العزیزؒ ہیں۔ ۲۔ مہدیٔ دم، یہ وہ شخص ہے جس کے زمانے میں خونریزی ختم ہو جائے گی۔ ۳۔ مہدیٔ دین، یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ ان کے زمانے میں نصاریٰ بھی اسلام قبول کر لیں گے۔ کعب بیان کرتے ہیں کہ مہدیٔ خیر کا ظہور سفیانی کے ظہور کے بعد ہو گا۔

حدیث: عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ الْحَنَفِيَّةِ: المهدي الَّذِي يَقُولُونَ كَمَا يَقُولُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قِيلَ لَهُ: المهدي [الحاوی، العرف الوردی، ج۲ ص۹۷]

ترجمہ: ابن عمرؓ نے ابن حنفیہ سے کہا المہدی کا لقب ایسا ہے جیسا کہ کسی نیک آدمی کو "رجل صالح" کہہ دیں۔ اس لحاظ سے مہدی کا اطلاق متعدد اشخاص پر ہو سکتا ہے۔

حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: يُبْعَثُ المهدي بَعْدَ إِيَاسٍ، وَحَتَّى يَقُولَ النَّاسُ: لَا مهدي [الحاوی، العرف الوردی، ج۲ ص۹۱] **ترجمہ:** ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مہدی کا ظہور اس وقت ہو گا جب لوگ مایوس ہو کر یہ کہیں گے کہ اب مہدی کیا آئے گا؟

حدیث: عَنْ كعب قَالَ: إِنِّي أَجِدُ المهدي مَكْتُوبًا فِي أَسْفَارِ الْأَنْبِيَاءِ، مَا فِي عَمَلِهِ ظُلْمٌ وَلَا عَيْبٌ [العرف الوردی، ج۲ ص۹۲] **ترجمہ:** کعبؒ کہتے ہیں کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں مہدی کی یہ صفت دیکھی ہے کہ اس کے عمل میں نہ ظلم ہو گا نہ عیب۔

حدیث: عَنْ مطر أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَهُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَقَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ المهدي يَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ يَصْنَعْهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قُلْنَا: مَا هُوَ؟ قَالَ: يَأْتِيهِ رَجُلٌ فَيَسْأَلُهُ، فَيَقُولُ: ادْخُلْ بَيْتَ الْمَالِ فَخُذْ، فَيَدْخُلُ وَيَخْرُجُ، وَيَرَى النَّاسَ شِبَاعًا، فَيَنْدَمُ، فَيَرْجِعُ إِلَيْهِ، فَيَقُولُ: خُذْ مَا أَعْطَيْتَنِي فَيَأْبَى، وَيَقُولُ: إِنَّا نُعْطِي وَلَا نَأْخُذُ [العرف الوردی، ج۲ ص۹۲]

ترجمہ: مطر کے سامنے عمر بن عبد العزیزؒ کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا ہم کو معلوم ہوا ہے کہ مہدی آخر ایسے ایسے کام کریں گے جو عمر بن عبد العزیز سے نہیں ہو سکے۔ ہم نے پوچھا وہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اس کے پاس ایک شخص آکر سوال کرے گا۔ وہ کہیں گے بیت المال میں جا اور جتنا چاہے مال لے لے۔ وہ اندر جائے گا اور جب باہر آئے گا تو دیکھے گا کہ سب لوگ نیت سیر ہیں تو اس کو شرم آئے گی اور یہ لوٹ کر کہے گا کہ جو مال آپ نے دیا تھا وہ آپ لے لیجئے تو وہ فرمائیں گے ہم دینے کے لئے ہیں لینے کے لئے نہیں۔

حدیث: عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِطَاوُسٍ: عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ المهدي؟ قَالَ: هُوَ مَهْدِيٌّ، وَلَيْسَ بِهِ، إِنَّهُ لَمْ يَسْتَكْمِلِ الْعَدْلَ كُلَّهُ [العرف الوردی، ج۲ ص۹۷]

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ میں نے طاوؤس سے پوچھا کیا عمر بن عبدالعزیز ہی مہدی ہیں؟ انہوں نے کہا ایک مہدی وہ بھی ہیں لیکن وہ خاص مہدی نہیں۔ اُن کے دور کا سا کامل انصاف اِن کے دور میں کہاں ہے؟

حدیث: عَنْ أبي جعفر محمد بن علي بن حسين قَالَ: يَزْعُمُونَ أَنِّي أَنَا المهدي، وَأَنِّي إِلَى أَجْلِي أَدْنَى مِنِّي إِلَى مَا يَدَّعُونَ) أخرجه المحاملي في أماليه[العرف الوردی، ج۲ ص۹۷] ابو جعفر فرماتے ہیں کہ لوگ میرے متعلق یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ مہدی میں ہوں حالانکہ مجھے ان کے دعوؤں سے اپنا مرجانا نزدیک تر نظر آتا ہے۔

حدیث: عَنْ سلمة بن زفر قَالَ: قِيلَ يَوْمًا عِنْدَ حذيفة: قَدْ خَرَجَ المهدي،فَقَالَ: لَقَدْ أَفْلَحْتُمْ إِنْ خَرَجَ وَأَصْحَابُ مُحَمَّدٍ بَيْنَكُمْ، إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ حَتَّى لَا يَكُونَ غَائِبٌ أَحَبَّ إِلَى النَّاسِ مِنْهُ مِمَّا يَلْقَوْنَ مِنَ الشَّرِّ(أخرجه الداني) [الحاوی ج۲ ص۹۸] سلمہ بن زفر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حذیفہ کے سامنے کسی نے کہا کہ مہدی ظاہر ہو چکے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اگر ایسا ہے جب کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ تمہارے درمیان موجود ہیں تو تم نے بڑی فلاح پائی، یاد رکھو کہ وہ اس وقت ظاہر ہوں گے جب کہ مصائب کی وجہ سے کوئی غائب شخص لوگوں کو ان سے پیارا معلوم نہ ہوگا۔ یعنی ان کا شدید انتظار ہوگا۔

حدیث: عَنْ أَنَسٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:"«نَحْنُ سَبْعَةٌ وَلَدُ عبد المطلب سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ: أَنَا وحمزة وعلي وجعفر والحسن والحسين والمهدي»(رواہ ابن ماجہ وفی الزوائد وفی اسنادہ مقال وعلی بن زیاد لم أر من وثقہ ولا من جرح وباقی رجال اسنادہ موثقون وراجع لہا الاذاعۃ) حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ ہم عبدالمطلب کی اولاد واہل جنت کے سردار ہوں گے۔ یعنی میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن حسین اور مہدی رضی اللہ عنہم اجمعین۔[ابن ماجہ ص ۳۰۰، حدیث نمبر ۴۰۸۷]

حدیث: عن أبي أمامة مرفوعاً قال:... قيل: يا رسول الله من إمام الناس يومئذ؟ قال: من ولدي ابن أربعين سنة، كأن وجهه كوكب دري، في خده الأيمن خال أسود، عليه عباءتان قطوانيتان، كأنه من رجال بني إسرائيل، يملك عشرين سنة يستخرج الكنوز ويفتح مدائن الشرك."[کنزالعمال ج۱۴ ص۲۶۸، حدیث نمبر ۳۸۶۸۰]

ترجمہ: ابوامامہؓ روایت فرماتے ہیں:۔۔۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس وقت مسلمانوں کا امام کون شخص ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص

میری اولاد میں سے ہو گا جس کی عمر چالیس سال کی ہو گی۔ اس کا چہرہ ستارہ کی طرح چمکدار اس کے دائیں رخسار پر سیاہ تل ہو گا اور دو قطوانی عبائیں پہنے ہو گا۔ بالکل ایسا معلوم ہو گا جیسا بنی اسرائیل کا شخص، وہ بیس سال حکومت کرے گا۔ زمین سے خزانوں کو نکالے گا اور مشرکین کے شہروں کو فتح کرے گا۔

باب ہفتم: علاماتِ شرعیہ:

فصل اول: بیعت سے پہلے امام مہدی کے بارے میں علم: [1]

عن إبراهيم بن محمد ابن الحنفية، عن أبيه، عن علي، قال: قال رسول الله ﷺ: «المهدي منا أهل البيت، يصلحه الله في ليلة»[سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۰۸۵، ج۲ص۱۳۶۷]

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی ہم اہلِ بیت میں سے ہوں گے اللہ تعالیٰ ایک رات میں ان کی اصلاح فرمادیں گے۔

عَنْ أَنَسٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:"«نَحْنُ سَبْعَةٌ وَلَدُ عبد المطلب سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ: أَنَا وحمزة وعلي وجعفر والحسن والحسين والمهدي»". (رواه ابن ماجہ وفی الزوائد وفی اسنادہ مقال وعلی بن زیاد لم أر من وثقہ ولا من جرح وباقی رجال اسنادہ موثقون وراجع لہا لاذاعۃ)'' حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ ہم عبد المطلب کی اولاد واہل جنت کے سردار ہوں گے۔ یعنی میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن حسین اور مہدی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

---

[1] بیعت سے پہلے امام مہدی کو اپنے بارے میں مہدی ہونے کا علم ہو گا یا نہیں؟ اس بارے میں معاصر محققین کا اختلاف ہے جو حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ امام مہدی کو خود اپنے بارے میں اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کے مہدی ہونے کے بارے میں علم نہیں ہو گا، بلکہ اچانک ایک رات میں امام مہدی مہدویت کے مرتبے پر فائز ہوں گے، وہ حضرات سنن ابن ماجہ، مسند احمد اور دیگر کتب حدیث مذکورہ بالا اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث میں یہ تصریح موجود ہے کہ یصلحہ اللہ فی لیلۃ لہٰذا اس رات میں امام مہدی مہدویت کے مرتبے تک پہنچ جائیں گے، اس سے پہلے نہ خود مہدی کو اور نہ دوسرے لوگوں کو ان کے مہدی ہونے کے بارے میں علم ہو گا۔ لیکن شارحینِ حدیث میں سے کسی ایک نے بھی حدیث سے یہ استدلال نہیں کیا کہ بیعت سے پہلے امام مہدی کو اپنے بارے میں یا لوگوں کو ان کے بارے میں معرفت نہیں ہو گی۔ ہاں البتہ شاہ عبد الغنی محدث دہلویؒ نے انجاح الحاجۃ میں اس حدیث کی یہ تشریح کی ہے کہ امام مہدی کی بیعت اچانک ہو گی۔ باقی متقدمین شارحینِ حدیث نے یہ تشریح نہیں کی ہے۔ تاہم یہ مسئلہ علمی اور محتمل خطا و صواب ہے۔

فصل دوم: حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ کی تشریح:

بعض حدیثوں میں امام مہدی کے متعلق "يصلحه الله في ليلة" کا لفظ بھی ملتا ہے۔ جو ضابطہ حدیث کے اعتبار سے خواہ صحت کے درجہ پر نہ کہا جائے مگر ایک عمیق حقیقت اس سے حل ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان قلوب میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب امام مہدی ایسی کھلی ہوئی شہرت رکھتے ہیں تو پھر ان کا تعارف عوام وخواص میں کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ اس لئے مصائب وآلام کے وقت ان کے ظہو کا انتظار معقول معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اس لفظ نے یہ حل کر دیا کہ یہ صفات خواہ کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں۔

لیکن ان کے وہ باطنی تصرفات اور روحانیت مشیت الٰہیہ کے ماتحت او جھل رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا تو ایک ہی شب کے اندر اندر ان کی اندرونی خصوصیات منظر عام پر آجائیں گی۔ گویا یہ بھی ایک کرشمہ قدرت ہوگا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی اور جب وقت آئے گا تو قدرت الٰہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کر دے گی۔[1] جن کے بعد ان کا امام مہدی ہونا ایک نابینا پر بھی منکشف ہو

---

[1] **حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے بارے میں شارحینِ حدیث کے اقوال:** ملا علی القاریؒ نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے (أي: يصلح أمره "ويرفع قدره في ليلة واحدة أو في ساعة واحدة من الليل ; حيث يتفق على خلافته أهل الحل والعقد فيها") یعنی اللہ تعالیٰ امام مہدی کے لیے بیعت کا معاملہ آسان فرمادیں گے اور اس کی بیعت کے لیے اہلِ حل وعقد کو متفق کر دیں گے اور امام مہدی کی قدر وشان ایک رات میں یا رات کے ایک حصے میں بلند فرمائیں گے۔ [رقم: ۵۴۵۳، ج۸ ص۳۴۳۹] ۲۔ محمد بن اسماعیل صنعانی، کأسلافہ أمیرؒ لکھتے ہیں: "امام مہدی اپنے مخالفین پر ایک ہی رات میں غلبہ پاجائیں گے اور ان کی تقویت اور تائید ایک رات میں مکمل ہو جائے گی"۔ [التنویر شرح الجامع الصغیر، رقم: ۹۲۲۲، ج۱۰ ص۴۹۳]

۳۔ شیخ عباد سنن ابی داؤد کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امام مہدی میں صلاح ونیکی رکھیں گے، جو آپ لوگوں میں اشاعت دین کے لیے پھیلائیں گے اور ظلم وستم کا خاتمہ کر کے عدل وانصاف کا بول بالا کریں گے۔ تاہم یہ بات بعید نہیں کہ بعض مسلم دشمن لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے کا ارادہ کر لیں، تو ایک ہی دن میں اسلام کی وقعت ان کے دل میں ڈال کر اس دشمنی کا رخ مسلمانوں کے بجائے کفار کی طرف کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کی اسلام سے پہلے مسلمانوں سے دشمنی اور اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کے مقابلے میں کفار سے بغض وعداوت۔ [شرح سنن ابی داود للعباد، ج۴۵ ص۴۸۱]

تبصرہ: قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمرؓ کا مکی اور مدنی دور نبوت میں کامل اصلاح ہوئی، اسی لیے خلافت کے لیے عہدِ ابی بکرؓ کے بعد مقرر کیے گئے۔ اچانک ایک ہی رات میں خلافت کے لیے تیاری نہیں ہوئی، ایسے ہی امام مہدی کی اصلاح پیدائش سے شروع ہو چکی ہو گی، مگر اس کی تکمیل خلافت ملنے سے ایک رات پہلے ہو گی۔
۴۔ محدث کبیر شیخ عبد الغنی محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۹۶ھ) نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ یلهمه للامارة والخلافة فجاءة وبغتة۔ یعنی امام مہدی کو ایک ہی رات میں امارت اور خلافت کے جملہ امور کا الہام اچانک کیا جائے گا۔ [شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی وغیرہ، ج ۱ ص ۳۰۰]
اس تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویات سے متعلق قائدانہ صلاحیت اور خلافت و امارت سے متعلق صفات اور صلاحیت اللہ تعالیٰ ایک رات میں اچانک انہیں عطا فرمائیں گے۔ لیکن جب انبیائے کرام کو رو برو آہستہ آہستہ کئی مراحل سے گزارنے کے بعد اپنا منتخب بندہ بنایا جاتا ہے، تو انبیائے کرام سے کم مرتبے والے حضرات تو بطریقہ اُولیٰ اصلاح کے ان مراتب سے ضرور گزریں گے۔
چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے سورج کا مغرب سے نکلنے کا مطالبہ کر کے دم بخود کرانا، ستارہ پرست اور سورج پرستوں کو مناظرہ میں ہرا کر، بعد میں بتوں کو توڑ کر نمرود کی جانب سے آگ میں ڈالا جانا اور زندہ نکل کر ہجرت کرنا اور پھر راستے میں بادشاہِ وقت کے ظلم کا نشانہ بننا اور بڑھاپے میں بیوی اور نو مولود بیٹے کو لق و دق صحرا میں چھوڑنا اور پھر چودہ سالہ بیٹے کی ذبح کا حکم ملنا اور ان تمام امتحانات میں کامیاب ہونا ہی در حقیقت (وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ) اور آیت مبارکہ (وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى) کی عملی تفسیر ثابت ہوئی اگرچہ آپ اولوالعزم نبی و رسول تھے مگر تکمیل ان امتحانات کے بعد ہوئی۔
اسی طرح امام مہدی کا مرتبہ اگرچہ ابتداء سے حسنی حسینی فاطمی سادات میں اشرف اور اعظم ہو گا، مگر اس زمانے میں دین کا بس صرف نام کا رہ جانا اور آپ کا فتنوں سے دور رہتے ہوئے خراسان کا سفر، جیل کی زندگی، گھر بار اہل و عیال کا قید و بند کی مصیبتوں کا جھیلنا اور اس کے بعد امام مہدی کے انصار میں سے ہونے کے لیے کوششیں کرنا اگرچہ اخلاص اور للہیت شمار ہو گی، لیکن دنیا بھر کے علمائے کرام کی جانب سے امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت اور پھر حکمت و بصیرت کے ساتھ طائف کے پہاڑوں میں جا کر خسف کا انتظار کرنا اور اس کے بعد جزیرۃ العرب کی فتح ہونا آپ کی جانب لوگوں کا ایک رات میں رجحان ہو جانا شاید یصلحہ اللہ فی لیلۃ کی عملی تفسیر ہو گی جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے تھی۔
ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام کا سخت زمانے میں پیدا ہونا، بچپن میں دریا برد ہو کر نجات پانا، درِ فرعون میں پرورش اور اپنی والدہ کے دودھ سے تربیت کے بعد مظلوموں کی مدد میں جلا وطنی اور وہاں عظیم پیغمبروں کی اولاد میں خدمت کی زندگی گزار کر واپسی میں کوہِ طور سے نبوت و رسالت اور پھر فرعون کا مقابلہ کر کے کامیاب ہونا آہستہ آہستہ کئی سالوں میں پورا ہوا۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَى قَدَرٍ يَا مُوسَى وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي) یعنی مختلف آزمائشوں کی زندگی گزارنے کے بعد اہل مدین میں خدمت کے

بعد ایک مقررہ اندازے کے مطابق ہم آپ کو لے آئے اور اس کے بعد آپ کو اپنی رسالت کے لیے منتخب کر دیا۔ ایسے ہی امام مہدی کو بھی کئی آزمائشوں کے بعد خلافت وامارت کا الہام فرما کر انہیں امت کے اس عظیم منصب کے لیے منتخب فرمائیں گے۔

تبصرہ: پورے ذخیرۂ احادیث میں صرف ایک حدیث "يصلحه الله في ليلة" کی تشریح میں ایک محدث کے قول (فجأءة وبغتة) سے یہ مطلب اخذ کرنا کہ امام مہدی کو نہ تو خود اپنے مہدی ہونے کے بارے میں علم ہوگا اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو ان کے مہدی ہونے کے بارے میں ہوگا، بلکہ اچانک ایک رات میں اللہ تعالی انہیں خلافت وامارت کے لیے تیار فرمائیں گے۔ یہ تشریح نہ محدثِ کبیر عبد الغنی دہلوی رحمہ اللہ نے کی ہے اور نہ ہی ان سے پہلے کسی اور محدث سے ہمیں ملی۔

اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ بعینہ علامہ کا بعینہ یہی غرض ہے، تو مسلم ہے لیکن اہم بات یہ ہے کہ یہ تشریح اس حدیث کے سیاق وسباق کے بھی مخالف معلوم ہوتی ہے اور قرآن وسنت کے دیگر نصوص اور کئی دلائل کے تناظر میں بھی درست نہیں۔

لہذا احادیث میں امام مہدی کی صفات کو بیان کرنے کے بعد یہ کہنا کہ امام مہدی کو خود اپنے بارے میں علم نہیں ہوگا اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو ان کے مہدی ہونے کے بارے میں علم ہوگا، یہ بات درست نہیں ہے بلکہ موجودہ دور میں ہمیں امام مہدی کے زمانے میں وقوع پذیر علامات سے متعلق احادیث کو اپنے زمانے پر منطبق کرنا اور ان دونوں زمانوں کو یکساں پاتے ہوئے امام مہدی کی تلاش سے پہلے آخری زمانے کے فتنوں سے متعلق علوم میں مہارت رکھنے والے علمائے کرام کے ہاتھ پر زندگی اور موت کی بیعت کرنا اور پھر لوگوں میں اس موضوع کو پھیلا کر امام مہدی کے موضوع کی طرف دعوت دینا، امام مہدی کی نصرت کرنا اور امام مہدی کی بیعت کا شرف حاصل کرنے والے تین سو تیرہ ۳۱۳ افراد میں شامل ہونے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر کے امام مہدی کا انتظار کرنا اور بیعت کا شرف حاصل ہونے کے بعد جینا اور مرنا امام مہدی کے نام کرنا اصل مقصودِ حیات اور اسلام کا پیغام ہے۔

۵۔ علامہ ابن کثیرؒ نے "النهاية في الفتن والملاحم" میں يصلحه الله فى ليلة کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امام مہدی کو اپنی توفیقِ خاص، خلافت وامامت کی تفہیم اور رشد وہدایت کی اعلیٰ ترین منازل کی طرف ایک رات میں رہنمائی فرمائیں گے، جب کہ اس سے پہلے آپ اس مرتبے پر فائز نہیں ہوں گے۔ [ج ا ص ۵۵]

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے کلام کا حاصل یہ ہوا کہ ایک رات میں اللہ تعالی ان کے گناہوں کی مغفرت فرما کر انہیں خلافت وامارت کے اسباب مہیا کر کے ان کے دل میں ایک ایسے طریقے کا الہام فرمائیں گے، جو پہلے سے ان کے دل میں نہیں ہوگا۔ ۶۔ اس کتاب کے محقق محمد احمد عبد العزیز نے علامہ ابن کثیرؒ کی اس تحقیق پر کلام

جائے گا۔ دیکھئے کہ دجال کا خروج احادیث صحیحہ سے کیسا ثابت ہے۔ لیکن یہ ثابت شدہ حقیقت اس کے خروج سے پہلے پہلے کتنی مخفی ہے اور جب کہ یہ داستان دورِ فتن کی ہے تو اب امام مہدی کے ظہور اور دجال کے وجود میں انکشاف کا مطالبہ کرنا یا اس بحث میں پڑنا یہ مستقل خود ایک فتنہ ہے۔

اس قسم کے عجائبات کی مثالیں شریعت میں بہت ملتی ہیں۔ یوم جمعہ میں ساعت محمودہ کا ہونا تو یقینی ہے مگر وہ بھی اختلافات کے جھرمٹ میں ایسی مبہم ہو کر رہ گئی ہے کہ اس کا متعین کرنا اہل علم کو بھی مشکل پڑ گیا ہے۔ یہی حال شب قدر میں ہے اور اس سے زیادہ ابہام دورِ فتن کی احادیث میں نظر آتا ہے۔ غالباً یہ بھی مشیت الٰہیہ کا ایک سر ہے کہ فتنہ اپنے وقت پر ظاہر ہو پھر اس کا متعین کرنا مشکل ہو جائے۔ دجال کی حدیثوں میں آپ پڑھیں گے کہ اس میں دجالیت کا ثبوت واضح سے واضح صورت میں موجود ہو گا۔ لیکن اس پر بھی ایک جماعت ہو گی جو اس کو خدا اور

کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ امام مہدی توفیقِ الٰہی اور تفہیمِ ربانی سے خالی ہوں، پھر ایک ہی رات میں یہ سب کے سب اوصاف آپ میں آ جائیں اور جب صبح اٹھیں، تو اس سب صفات کے مرقع ہو کر امت کے نگہبان بن کر قیادت کی بھاگ دوڑ سنبھالیں اور مسلمانوں کے نجات دہندہ ثابت ہوں۔[النہایۃ فی الفتن والملاحم، ج ا ص ۵۰]

۷۔ علامہ تویجریؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے کچھ بعید نہیں، کہ جب کسی کو ایک کام کے لیے مختص کر دے، تو جب چاہے اس بندے میں وہ صلاحیت پیدا فرما دے۔[اتحاف الجماعۃ، ج ۲ ص ۲۷۷]

۸۔ علامہ البانیؒ سے حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے معنی کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: نفسانی اعتبار سے امام مہدی پہلے سے تیار ہوں گے۔ لیکن عام طور پر بڑی اولوالعزم شخصیات کو جب فساد عام ہوتا ہوا نظر آئے، تو یکسو ہو کر لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ایک رات میں اصلاح فرماتے ہیں، جیسا کہ بغیر تشبیہ کے ہم کہتے ہیں کہ جیسے نبی کریم ﷺ دورِ جاہلیت میں کفار سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے غار میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے، یہاں تک جبرئیلؑ آئے اور وحی لے آئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہے۔

تاہم یہ بات واضح رہے کہ کوئی بھی مصلح اس وقت تک کمال کو نہیں پہنچ سکتا، جب تک نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت اختیار نہیں کر لے، لہٰذا امام مہدی بھی اسی مرحلے سے گزریں گے۔ ایک رات میں اصلاح سے مراد یہ ہرگز نہیں، کہ پہلے فاسق تھے پھر ایک ہی رات میں نیک صالح بن گئے۔ اور نہ ہی یہ معنی مراد ہے کہ پہلے جاہل ہوں گے اور ایک ہی رات میں امت کی قیادت کے لیے تیار ہو جائیں گے۔[سوالات الحلبي لشیخه الألباني، ج ا ص ۱۵۶]

رسول ماننے پر مجبور ہو گی۔ کیونکہ اس کے ہمراہ دجالیت کے ثبوت کے ساتھ ساتھ ایسے شبہات کی دنیا ہو گی۔ جن کا ظہور اسی کے ساتھ مخصوص ہے۔ گو شبہات کسی کے دعوے کے ثبوت کے لئے کتنے ہی ناکافی ہوں مگر اس وقت کے ایمانوں کو متزلزل کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ظہور کے لئے قدرت الٰہیہ نے وہ زمانہ مقرر فرمایا ہے جب کہ ایمانوں کی قوت مسلوب ہو چکی ہو گی اور یہی راز ہے کہ اس کا ظہور خیر القرون میں نہ ہو سکا اور نہ اولیاء کرام کی کثرت کے ساتھ موجودگی میں ہو سکتا ہے۔ ہاں! مسلمانوں کے ایسے دور میں ہو گا جب کہ وہ بھیڑوں کی شکل میں مارے مارے پھرتے ہوں گے اور یہی حقیقت ہے کہ دنیا کے جس گوشہ میں ایمان کے پختہ لوگ بستے ہیں وہاں جناتی اثرات کا ظہور بہت مضمحل نظر آتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

بابِ ہشتم: ظہورِ مہدی ایک حقیقت اور متواتر عقیدہ

فصل اول: کتب حدیث میں امام مہدی کا اہمیت کے ساتھ تذکرہ: یہاں جب آپ اس خاص تاریخ سے علیحدہ ہو کر نفس مسئلہ کی حیثیت سے احادیث پر نظر کریں گے، تو آپ کو معلوم ہو گا کہ امام مہدی کا تذکرہ سلف سے لے کر محدثین کے دور تک بڑی اہمیت کے ساتھ ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ حتیٰ کہ امام ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ نے امام مہدی کے عنوان سے ایک ایک باب ہی علیحدہ قائم کر دیا ہے۔

ان کے علاوہ وہ ائمۂ حدیث جنہوں نے امام مہدی کے متعلق حدیثیں اپنی اپنی مؤلفات میں ذکر کی ہیں ان میں سے چند کے اسمائے مبارکہ حسب ذیل ہیں: امام احمد، البزار، ابن ابی شیبہ، الحاکم، الطبرانی، ابویعلی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ جن جن صحابہؓ سے اس باب میں روایتیں ذکر کی گئی ہیں ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، طلحہؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابوہریرہؓ، انسؓ، ابوسعیدؓ، ام حبیبہؓ، ام سلمہؓ، ثوبانؓ، قرۃ بن ایاسؓ، علی الہلالیؓ، عبداللہ ابن الحارث بن جزءؓ۔

حضرات اہل سنت کے نزدیک عقیدۂ ظہورِ مہدی کا تواترِ معنوی: شارح عقیدہ سفارینی نے امام مہدی کی تشریف آوری کے متعلق معنوی تواتر کا دعویٰ کیا ہے اور اس کو اہل سنت والجماعۃ کے عقائد میں شمار کیا ہے۔

وہ تحریر فرماتے ہیں کہ "امام مہدی کے خروج کی روایتیں اتنی کثرت کے ساتھ موجود ہیں کہ اس کو معنوی تواتر کی حد تک کہا جا سکتا ہے اور یہ بات علمائے اہل سنت کے درمیان اس درجہ مشہور ہے کہ اہلِ سنت کے عقائد میں ایک عقیدے کی حیثیت سے شمار کی گئی ہے۔ امام ابونعیم، ابوداؤد،

ترمذی، نسائی وغیر ہم نے صحابہؓ وتابعینؒ سے اس باب میں متعدد روایتیں بیان کی ہیں۔ جن کے مجموعے سے امام مہدی کی آمد کا قطعی یقین حاصل ہو جاتا ہے۔

لہذا امام مہدی کی تشریف آوری پر حسب بیان علماء اور حسب عقائد اہل سنت والجماعۃ یقین کرنا ضروری ہے۔(شرح عقیدۃ السفارینی، ج۲ ص۷۹، ۸۰)اسی طرح حافظ سیوطیؒ نے بھی یہاں تواتر معنوی کا دعویٰ کیا ہے۔ قاضی شوکانیؒ نے اس سلسلہ کی جو حدیثیں جمع کی ہیں ان میں مرفوع حدیثوں کی تعداد پچاس اور آثار کی اٹھائیس تک پہنچتی ہیں، شیخ علی متقیؒ نے بھی منتخب کنزالعمال میں اس کا بہت مواد جمع کر دیا ہے۔

حافظ ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ اور حافظ ذہبیؒ مختصر منہاج السنۃ میں تحریر فرماتے ہیں: **الأحاديث التي تحتج بها على خروج المهدي صحاح رواها أحمد، وأبوداؤد والترمذي منها حديث ابن مسعود رضي الله عنه وأم سلمة رضي الله عنها وأبي سعيد رضي الله عنه وعلي رضي الله عنه**[مختصر منہاج ص۵۳۴]یعنی جن حدیثوں سے امام مہدی کے خروج پر استدلال کیا گیا ہے وہ صحیح ہیں، ان کو امام احمدؒ، امام ابوداؤد اور امام ترمذیؒ نے روایت فرمایا ہے، یہ امر بھی واضح رہنا چاہیے کہ صحیح کی احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ "

۱۔ آخری زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا جس کے زمانے میں غیر معمولی برکات ظاہر ہوں گی۔ وہ حضرت عیسی علیہ السلام سے قبل پیدا ہوگا۔ دجال اسی کے عہد میں ظاہر ہوگا، مگر اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے ہوگا۔ حضرت عیسی علیہ السلام جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو وہ خلیفہ نماز کے لیے مصلیٰ پر آچکا ہوگا۔

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر وہ مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹے گا، مگر عیسیٰ علیہ السلام ان سے فرمائیں گے، چونکہ آپ مصلیٰ پر جا چکے ہیں۔ اس لئے اب امامت آپ ہی کا حق ہے اور یہ اس امت کی ایک بزرگی ہے۔ لہذا یہ نماز آپ انہی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔ یہ تمام صفات ان صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جن میں محدثین کو کوئی کلام نہیں۔ اب گفتگو ہے تو صرف اتنی بات میں ہے کہ یہ خلیفہ کیا امام مہدی ہوں گے یا کوئی اور دوسرا خلیفہ؟ دوسرے نمبر کی حدیثوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ خلیفہ امام مہدی ہوں گے۔

ہمارے نزدیک صحیح مسلم کی حدیثوں میں جب اس خلیفہ کا تذکرہ آچکا ہے، تو پھر دوسرے نمبر کی حدیثوں میں جب وہی تفصیلات اس کے نام کے ساتھ مذکور ہیں، تو ان کو بھی صحیح مسلم ہی کی حدیثوں کے حکم میں سمجھنا چاہیے۔ اس لیے اب اگر یہ کہہ دیا جائے کہ امام مہدی کا ثبوت خود صحیح مسلم میں موجود ہے، تو اس کی گنجائش ہے۔

مثلا جب صحیح مسلم میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو اس وقت مسلمانوں کا ایک امیر امامت کے لیے مصلیٰ پر آچکا ہو گا، تو اب جن حدیثوں میں اس خلیفہ کا نام امام مہدی بتایا گیا ہے، یقیناوہ اسی مبہم خلیفہ کا بیان کہا جائے گا یا مثلا صحیح مسلم میں ہے کہ آخر زمانے میں خلیفہ ہو گا، جو بے حساب مال تقسیم کرے گا۔ اب اگر دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مال کی یہ داد ودہش امام مہدی کے زمانے میں ہو گی، تو صحیح مسلم کی اس حدیث کا مصداق امام مہدی کو قرار دینا بالکل بجا ہو گا۔

اسی طرح جنگ کے جو واقعات صحیح مسلم میں ابہام کے ساتھ ذکر کیے گئے اگر دوسری حدیثوں میں وہی واقعات امام مہدی کے زمانے میں ثابت ہوتے ہیں، تو یہ کہنا بالکل قرین قیاس ہو گا کہ صحیح مسلم میں جنگ کے جو واقعات مذکور ہیں وہ امام مہدی ہی کے دور کے واقعات ہیں۔

غالباان ہی وجوہات کی بناء پر محدثین نے بعض مبہم حدیثوں کو امام مہدی ہی کے حق میں سمجھا ہے اور اسی باب میں ان کو ذکر کیا ہے، جیسا کہ امام ابوداؤد نے بارہ خلفاء کی حدیث کو امام مہدی کے باب میں ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بارہواں خلیفہ یہی امام مہدی ہیں۔ اب سب سے پہلے آپ ذیل کی حدیثیں پڑھئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ امام مہدی کی آمد کی صحابہ وتابعین کے درمیان کس درجہ شہرت تھی۔

اس کے بعد پھر مرفوع حدیثوں پر نظر ڈالئے تو بشرط اعتدال وانصاف آپ کو یقین ہو جائے گا کہ امام مہدی کی آمد کا مسئلہ بے شک ایک مسلم عقیدہ رہا ہے۔ البتہ روافض نے جو اور بے تکی باتیں اس میں اپنی جانب سے شامل کر لی ہیں، ان کا نہ تو کوئی ثبوت نقل میں ملتا ہے نہ عقل ان کو باور کر سکتی ہے۔ صرف ان کی تردید میں کسی ثابت شدہ مسئلہ کا انکار کر دینا یہ کوئی صحیح طریقہ نہیں ہے۔

فصل دوم: حکیم الأمة حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے کلام کی روشنی میں امام مہدی کے منکرین پر رد: رب العالمین کی یہ عجیب حکمت ہے کہ جب کسی اہم شخصیت کے متعلق کوئی پیش گوئی کی گئی ہے تو اس آزمائشی زمین پر ہمیشہ اس نام کے کاذب مدعی چاروں طرف سے پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں اور اس طرح ایک سیدھی بات آزمائشی منزل بن کر رہ گئی ہے۔ مثلا حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق صریح سے صریح الفاظ میں پیش گوئی کی گئی جس میں کسی دوسرے شخص کی آمد کا کوئی احتمال ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے باوجود نہ معلوم کتنے مدعی مسیحیت پیدا ہو گئے۔ آخر یہ ایک سیدھی پیش گوئی ایک معمہ بن کر رہ گئی۔ اسی طرح جب حضرت امام مہدی

کے حق میں پیش گوئی کی گئی تو گذشتہ زمانے میں یہاں بھی بہت سے اشخاص مہدویت کے مدعی پیدا ہو گئے۔ چنانچہ محمد بن عبداللہ یہ "النفس الذکیہ" کے لقب سے مشہور تھا۔

اسی طرح محمد بن تومرت، عبیداللہ بن میمون قداح، محمد جونپوری وغیرہ نے اپنے زمانے میں مہدویت کا دعوی کیا۔ شیخ سید برزنجی لکھتے ہیں کہ ان کے زمانے میں مقام ازبک میں بھی ایک شخص نے مہدویت کا دعوی کیا۔ سید موصوف نے ایک اور "کردی" شخص کے متعلق بھی لکھا ہے کہ عقر کے پہاڑوں میں اس نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ان سب اشخاص کے واقعات تاریخ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں اور وہ تمام مصائب و آلام بھی مذکور ہیں جو ان بدبختوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر توڑے گئے تھے۔

رافضی جماعت کا یہ ایک مستقل عقیدہ ہے کہ محمد بن حسن عسکری مہدی موعود ہے،ان کے خیالات کے مطابق وہ اپنے طفولیت کے زمانے ہی سے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو کر کسی مخفی غار میں پوشیدہ ہیں اور یہ جماعت آج انہی کے ظہور کی منتظر ہے اور مصیبتوں میں انہی کو پکارتی پھرتی ہے۔ان مفترین کی تاریخ اور روافض کی اس وہم پرستی اور بے بنیاد عقیدہ کی وجہ سے بعض اہل علم کے ذہن اس طرف منتقل ہو گئے کہ اگر علمی لحاظ سے مہدی کے وجود ہی کا انکار کر دیا جائے تو اس تمام بحث و جدل سے امت مسلمہ کی جان چھوٹ جائے اور روزمرہ نئی نئی آزمائشوں کا اس کو مقابلہ نہ کرنا پڑے۔

چنانچہ ابن خلدون مؤرخ نے اسی پر پورا زور صرف کیا ہے اور چونکہ تاریخی اور تحقیقی لحاظ سے علمی طبقہ میں اس کو اونچا مقام حاصل ہے۔اس لیے اس قسم کے مزاجوں کے لیے اس کا انکار کرنا اور تقویت کا باعث بن گیا۔ پھر بعد میں اسی کے اعتماد پر اس مسئلہ کا انکار چلتا رہا ہے۔ محدثین علماء نے ہمیشہ اس انکار کو تسلیم نہیں کیا اور خود مؤرخ موصوف کے زمانے میں بھی اس پیش گوئی کے اثبات پر تالیفات کی گئیں۔ جن میں سے اس وقت "ابراز الوہم المکنون من کلام ابن خلدون" کا نام ہمارے علم میں بھی ہے مگر یہ رسالہ ہم کو دستیاب نہیں ہو سکا۔

امام قرطبیؒ شیخ جلال الدین سیوطی، سید برزنجی، شیخ علی متقی، علامہ شوکانی، نواب صدیق حسن خان، شارح عقیدہ سفارینی کی تصنیفات ہماری نظر سے بھی گزری ہیں۔ان کے مؤلفات کے علاوہ بھی اس موضوع پر بہت سے رسائل لکھے گئے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ جب کسی خاص ماحول کی وجہ سے وضع حدیث کے دواعی پیدا ہو گئے ہیں تو اس دور کی حدیثوں پر محدثین کی نظریں بھی ہمیشہ سخت ہو گئی ہیں اور اس لیے بعض صحیح حدیثیں بھی مشتبہ ہو گئیں۔ جیسا کہ بنی امیہ کے دور میں فضائل اہل بیت کی بہت سے حدیثیں مشتبہ ہو گئی

تھیں۔ پھر جب محدثین نے ان کو چھانٹنا شروع کیا، تو بعض متشدد نظروں میں اچھی خاصی حدیثیں بھی اس کی لپیٹ میں آ گئیں۔ آخر جب اس فضا سے ہٹ کر علماء نے دوبارہ اس پر نظر ڈالی، تو انہوں نے بہت سی ساقط شدہ حدیثوں میں کوئی سقم نہ پایا اور آخر ان کو قبول کیا۔

اسی طرح یہاں بھی چونکہ ایک فرقے نے محمد بن حسن عسکری کے مہدی منتظر ہونے کا دعویٰ کر دیا تو پھر وہی وضع حدیث کے جذبات ابھرے اور جب علماء نے غلط ذخیرہ کو ذرا تشدد کے ساتھ الگ کرنے کا ارادہ کیا تو لازمی طور پر یہاں بھی کچھ حدیثیں اس کی زد میں آ گئیں۔

یہ ظاہر ہے کہ اس بات کی صریح حدیثوں میں کوئی حدیث بھی صحیحین کی نہ تھی۔ گو صحت کے لیے صحیحین کی حدیث ہونا کسی کے نزدیک بھی شرط نہیں۔ اس لیے محدثانہ ضابطہ کے مطابق نقد وتبصرہ کو یہاں کچھ نہ کچھ وسعت مل گئی۔ لیکن یہ بات کچھ اسی باب کی حدیثوں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہر کتاب پر شیخین کی کتابوں کے سوا جب صرف ضابطہ کی تنقید شروع کر دی جائے اور صرف راویوں پر جرح وتعدیل کو لے کر اس باب کے دیگر امور مہمہ کو نظر انداز کر ڈالا جائے تو پھر نقد کرنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔ اس تشدد وافراط کا ثمرہ گو وقتی طور پر کچھ مفید ہو تو ہو، لیکن دوسری طرف اس کا نقصان بھی ضرور ہوتا ہے اور وقتی فتنے ختم ہو جانے کے بعد آئندہ امت کی نظروں میں یہ اختلاف اچھی حدیثوں میں بھی شک وتردد کا موجب بن جاتا ہے لہذا یہاں جب آپ خارجی عوارض اور ماحول کے خاص حالات سے علیحدہ ہو کر نفس مسئلہ کی حیثیت سے اس موضوع کی احادیث پر نظر فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ امام مہدی کا تذکرہ سلف سے لے کر محدثین کے دور تک ہمیشہ بڑی اہمیت کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ محقق ابن خلدون کے کلام کو جہاں تک ہم نے سمجھا ہے اس کا خلاصہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ جرح وتعدیل جرح تو ترجیح ہے۔ ۲۔ امام مہدی کی کوئی حدیث صحیحین میں موجود نہیں۔
۳۔ اس باب کی جو صحیح حدیثیں ہیں ان میں امام مہدی کی تصریح نہیں۔

فن حدیث کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تینوں باتیں کچھ وزن نہیں رکھتیں۔ کیونکہ ہمیشہ ہر جرح کو ترجیح دینا یہ بالکل خلاف واقع ہے، چنانچہ خود محقق موصوف کو جب اس کا تنبہ ہوا کہ اس قاعدے کے تحت تو صحیحین کی حدیثیں بھی مجروح ہو جاتی ہیں، تو اس کا جواب انہوں نے صرف یہ دے دیا ہے کہ حدیثیں چونکہ علماء کے درمیان مسلم ہو چکی ہیں۔ اس لیے وہ مجروح نہیں کہی جا سکتیں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ جب قاعدہ یہ ٹھہرا تو پھر علماء کو وہ مسلم ہی کیوں ہوئیں؟

رہا امام مہدی کی حدیثوں کا صحیحین میں مذکور نہ ہونا تو یہ اہل فن کے نزدیک کوئی جرح نہیں ہے، خود ان ہی حضرات کا اقرار ہے کہ انہوں نے جتنی صحیح حدیثیں نقل ہیں وہ سب کی سب اپنی کتابوں میں درج نہیں کیں۔ اس لیے بعد ہمیشہ محدثین نے مستدرکات لکھی ہیں۔ اب رہی تیسری بات تو یہ دعویٰ بھی تسلیم نہیں کہ صحیح حدیثوں میں امام مہدی کا نام مذکور نہیں ہے۔ کیا وہ حدیثیں جن کو امام ترمذی وابوداؤد وغیرہ جیسے محدثین نے صحیح وحسن کہا ہے۔ صرف محقق موصوف کے بیان سے صحیح ہونے سے خارج ہوسکتی ہیں؟

دوم یہ کہ جن حدیثوں کو محقق موصوف نے بھی صحیح تسلیم کر لیا ہے اگر وہاں ایسے قوی قرائن موجود ہیں جن سے اس شخص کا امام مہدی ہونا تقریباً یقینی تو پھر امام مہدی کے لفظ کی تصریح ہی کیوں ضروری ہے؟ سوم یہاں اصل بحث مصداق میں ہے مہدی کے لفظ میں نہیں۔

پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک خلیفہ ہونا اور ایسی خاص صفات کا حامل ہونا جو بقول روایت "عمر بن عبدالعزیز" جیسے شخص میں بھی نہ تھیں ثابت ہے، تو بس اہل سنت کا مقصد اتنی بات سے پورا ہو جاتا ہے، کیونکہ مہدی تو صرف ایک لقب ہے علم اور نام نہیں۔ اور یہ آپ ابھی معلوم کر چکے ہیں کہ مہدی کا لفظ بطور لقب دوسرے اشخاص پر بھی اطلاق کیا گیا ہے۔ اگرچہ سب میں کامل مہدی وہی ہیں جن کا ظہور آئندہ زمانے میں مقدر ہے۔ یہ ایسا سمجھئے جیسا کہ دجال کا لفظ، حدیثوں میں ستر مدعیان نبوت کو دجال کہا گیا ہے، مگر دجال اکبر وہی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ ہاں! اس لقب کی زد اگر پڑتی ہے تو ان اصحاب پر پڑتی ہے جو مہدی کے ساتھ ساتھ کسی قرآن کے منتظر بیٹھے ہیں۔

محقق موصوف کی پوری بحث پڑھنے کے بعد یہ یقین ہو جاتا ہے کہ محقق موصوف کی اصل نظر اسی فتنہ کی طرف ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ حدیثوں سے کسی ایسے مہدی کا وجود ثابت نہ ہو جس پر ایمان وقرآن کا دار و مدار ہو، اور جیسا کہ نقد و تبصرہ کے وقت ہر شخص اپنے طبعی اور علمی تاثرات سے بمشکل بری رہ سکتا ہے اسی طرح محقق موصوف بھی یہاں اس سے بچ نہیں سکے اور فن تاریخ کی سب سے کٹھن منزل یہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ احادیث پر کلام کرتے ہوئے بڑے سے بڑے علماء کی توثیق نقل کرنے کے بعد بھی ان کا رجحان طبع انہیں علماء کی جانب رہا ہے، جنہوں نے کوئی نہ کوئی جرح ان حدیثوں میں نکال کھڑی کی ہے اور صرف جرح کے مقدم ہونے کو ایک قاعدہ کلیہ بنا کر بس اسی سے کام لیا ہے۔ اگر محقق موصوف جرح کے اسباب و مراتب پر غور فرما لیتے تو شاید ہر مقام پر ان کا رجحان اس طرف نہ رہتا۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ضمیمہ: بیعتِ مہدی کا حکم: فرض کفایہ؟

بعض اہلِ علم کا یہ نظریہ ہے کہ امام مہدی کی بیعت کا واقعہ خالص اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر پر مبنی ہے، ہماری محنت اور کوشش کے نتیجے میں اس پر کوئی خاطر خواہ نتیجہ مرتب نہیں ہو سکے گا، اس کو اتنی شدت کے ساتھ بیان کرنا اور اس کو مہتم بالشان معاملہ سمجھنا، گویا وقت کا ضیاع ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں، کیونکہ یہ کوئی ایسا تشریعی حکم نہیں، جو اللہ تعالیٰ نے دیگر احکامات کی طرح ہم پر واجب یا فرض کیا ہو اور اس کے مقررہ وقت میں ہمیں اس کے ادا کرنے کا ذمہ دار بنایا ہو۔

دل و جاں سے اس مسئلے میں غور و فکر سے کام لینا اور عقل و بصیرت کی نظر سے از سرِ نو نہایت دقت کے ساتھ اس موضوع کو پڑھنے کے لیے اپنے اہلِ علم دوستوں اور بھائیوں کو دعوتِ فکر کی درخواست ہے کہ وہ ظہورِ مہدی کے بارے میں احادیث اور آثار کو سمجھ کر باریک بینی سے اس کا مطالعہ کریں۔ یا پھر دوسری طرف ہم ایک ایسے امام مہدی کے ظہور کے منتظر رہیں گے، جو کسی پرندے کے پَر میں آسانی سے اتر کر آئیں اور ہم اس کی بیعت کریں؟ کیا ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے؟

سارے لوگوں میں آج کل یہ بات مشہور ہے کہ ظہورِ مہدی کے معاملہ میں احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

لہذا بیعتِ مہدی کے قریب جانے سے روکا جاتا ہے اور اس بارے میں سفیان ثوریؒ کے اس قول سے استدلال کیا جاتا ہے: کہ اگر امام مہدی تمہارے دروازے پر گزر جائے، تب بھی اس کے ساتھ مت دو، جب تک لوگوں کی ایک بڑی جماعت اس کے ساتھ شریک نہ ہو جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر سارے لوگ احتیاط کا دامن پکڑ لیں اور بیعتِ مہدی کے لیے اس وقت کا انتظار کرنے لگے، جب لوگوں کا ایک بڑا اجتماع اکٹھا نہ ہو، تو وہ کون لوگ ہوں گے، جو امام مہدی کی بیعت میں شرکت کریں گے، کیونکہ ہر ایک احتیاط کرے گا اور ہر ایک اس موقع میں شرکت سے گریز کرے گا، تو بیعت میں کون کس طرح شریک ہو گا؟

اور کون اس کے لیے تمہید اور مقدمہ کا کردار ادا کرے گا؟ اور کون امام مہدی کی دفاع میں کھڑے ہونے کا ذمہ داری لے گا؟ احتیاط کے اس پہلو کو تھامے ہوئے امام مہدی کے ساتھ اہلِ حق کا کون سا گروہ بطورِ مددگار کام کرے گا؟ کیا موجودہ دور میں کہیں اس کے باریک سی آواز بھی کسی کو سنائی دے رہی ہے؟ حالانکہ امام سفیان ثوریؒ کا یہ قول محمد بن عبداللہ جس کا لقب النفس الزکیہ تھا، اس کے بارے میں تھا، جس نے عباسی حکومت کے خلاف خروج کیا، کیونکہ اس دور میں امام مہدی سے متعلق احادیث مبارکہ میں بیان شدہ علامات وقوع پذیر نہیں ہوئے تھے، اس لیے امام سفیان ثوریؒ نے یہ جملہ ارشاد

فرمایا تھا۔ جہاں تک امام مہدی کی بیعت کا حکم کا تعلق ہے، تو اس کا حکم فرضِ کفایہ کا ہے یعنی اگر بعض لوگ اس کو سرانجام دے، تو دیگر امت کا ذمہ بری ہوگا، کیونکہ احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی کا ظہور ایک ایسے دور میں ہوگا، جب سیاسی ہلچل ہونے کی وجہ سے باقاعدہ منظم حکومت برسرِ عمل نہ ہوگی اور بیعت کے لیے فضا ہموار اور پرامن ہوگا، اس زمانے میں شرعی خلافت نہ ہونے کی وجہ سے نہ تو کوئی امت کا کوئی نگہبان ہوگا اور نہ ہی امت کا متفقہ امام، اس وجہ سے ناحق خون ریزی جاری ہوگا۔

حکومتوں کے باہمی اختلافات اور قتل وقتال کے نتیجے میں وقوع پذیر فتنوں سے امت کو نکالنے اور ظالم وجابر حکمرانوں کی تسلط سے امت کو نجات دینے کے لیے یہ کام ایک اہم ذمہ داری ہوگی۔ کیونکہ اس زمانے میں کاروبار وتجارت ماند پڑھ چکے ہوں گے اور راستے بند ہوں گے، جس کی وجہ معیشت کا پہیہ مکمل طور پر جام ہو چکا ہوگا، ان حالات میں نیک وصالح اور متفقہ قیادت کا حاصل کرنا نہ صرف ایک اہم رکن بلکہ لازمی امر ہوگا، تاکہ دنیا میں رائج خون ریزی کا گرم بازار سرد ہو اور معاملاتِ زندگی پر اصل حالت پر واپس آکر نظامِ حیات اطمینان سے برقرار رہے اور ان کی قیادت میں عوام پرامن زندگی گزار سکے۔

زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عصرِ حاضر کے تناظر میں امام سفیان ثوریؒ سے زیادہ علامہ خطابیؒ کا کتاب العزلۃ میں علی بن قادمؒ سے نقل کردہ قول زیادہ بہتر ہے، جس میں فرمایا: امام مہدی کا اس وقت تک ساتھ نہ دو، جب تک اس کو خوب آزمانہ ہو۔

یعنی جب تک ظہورِ مہدی سے پہلے احادیثِ مبارکہ میں بیان شدہ علاماتِ زمانیہ، مکانیہ اور شخصیہ امام مہدی میں تحقیق کرکے پانہ لیں، اس وقت تک اس کی بیعت نہ کرو۔

یہی وجہ ہے کہ اگر ہم حق بات اور کوئی چیز کو اسی جگہ تلاش کیا جائے، جہاں اس کے ملنے کی توقع ہو، تو وہ بات اور چیز ہمیں مل جاتی ہے، ایسے ہی اگر ہم احادیثِ مبارکہ میں بیان شدہ امور کو غور وفکر سے پڑھ کر اس کی تطبیق کی کوشش کریں گے اور اس کے بعد امام مہدی کی تلاش میں ان جگہوں کا سفر کرکے جائیں گے، جن جگہوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے احادیث مبارکہ میں ہمیں بتایا ہے، ان شاءاللہ ان بتائے ہوئے زمان ومکان کی تلاش میں نکلیں گے اور امام مہدی کی تلاش میں جائیں گے، تو بعینہ اسی شخصیت تک پہنچ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں امام مہدی کے خاص مددگار اور انصار میں سے بنائیں گے۔

امت مسلمہ میں ظہورِ مہدی جیسے عظیم واقعے کے بارے میں نبی کریم ﷺ جس اہتمام کے ساتھ ہمیں بشارت دی ہے اور اس سے متعلق علاماتِ شخصیہ، زمانیہ، دیگر صفات، ان کے نکلنے کی جگہوں، ان کے انصار ومددگاروں کے اوصاف، ان کے پیروکاروں اور اس حق گروہ کی جو علامات ارشاد فرمائیں، جو

ہمیشہ درست منہج اور حق راستے پر ہوں گے۔اس تاکید سے احادیث مبارکہ میں ان سارے امور کو بیان کرنا امام مہدی کی قدر و قیمت اور اس کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔

امام مہدی کی پہچان اور حصولِ بیعت کی سبقت کے لیے احادیث کی خارجی تطبیق کا لزوم

احادیث، آثار اور اخبار میں امام مہدی کے ظہور کا زمانہ اور ان کے پیدائش، بچپن، جوانی، گاؤں، جائے ہجرت اور ان سے نکلنے کے بارے میں مختلف امور کا خاکہ جمع کر کے مرتب کیا اور اس بارے میں جہاں ضروری بات یا تنبیہ تھی، وہ بیان کی گئی، اس روشنی میں یہ بات معلوم ہو گئی کہ امام مہدی کا زمانہ ہمارے سروں کے اوپر منڈلا رہا ہے۔

احادیث و آثار میں غور و فکر کر کے موجودہ زمانے پر ان کی تطبیق کی کوشش کی گئی اور اس ضمن میں قرائن، واضح اشارات اور اس تطبیق پر دلالت کرنے والی دیگر امور کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی پیروی کی۔

ابن صیاد کے قصے میں نبی کریم ﷺ نے آخری زمانے میں ہونے والے واقعات، آنے والے شخصیات، وقوع پذیر امور اور مستقبل میں رونما ہونے والے حالات کے بارے میں کی گئی پیشن گوئیوں کے لیے تطبیقی لائحۂ عمل کا راستہ کھول دیا اور یہ بھی بیان کر دیا کہ ہم کس طرح حدیث میں بیان کی گئی پیشن گوئی کو عصرِ حاضر پر منطبق کریں گے۔

دجال کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے جو نشانیاں ارشاد بیان فرمائی تھی، ان کی روشنی میں صحابہ کرامؓ نے ابن صیاد میں وہی خرقِ عادت چیزیں دیکھ کر تطبیق دے کر یہ خدشہ ظاہر کیا کہ یہی دجال ہے اور یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا، مگر آپ ﷺ نے انہیں منع نہیں کیا، بلکہ ایسی شخصیت کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی اور احادیثِ مبارکہ کی تطبیق میں اس کا ساتھ کیا اور ابن صیاد کے خرقِ عادت باتوں کی تہہ تک پہنچنے کے لیے خود جا کر اس کی آزمائش کی، تاکہ معاملہ کی جڑ تک پہنچ جائے، لیکن جب سیدنا عمرؓ نے ابن صیاد کو قتل کرنے کی پیش قدمی کی، تو آپ ﷺ نے اسے روک کر کہا: "کہ اگر وہ واقعۃً دجال ہے تو اس کو قتل کرنے والا صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہو گا"۔

کیونکہ ان کو حتمی طور پر یہ بات بالیقین معلوم نہیں تھی کہ یہی شخص دجال ہے۔مزید آپ ﷺ نے اسباب کی موجودگی میں تقدیر کے ساتھ تعارض کے وقت کا حکم بھی سمجھا دیا تاکہ جب تقدیر میں لکھی ہوئی تکوینی امور اور تشریعی حکم کے درمیان تطبیق ممکن نہ ہو، تو وہاں تشریعی حکم پر عمل کیا جاتا ہے۔

ابن صیاد کے واقعے سے متعلق کتاب الفتن کے احادیث کے تطبیقی منہج کے لیے کئی فوائد وضوابط مستنبط ہوتے ہیں:

صحابہ کرامؓ کے اس تطبیق سے ان لوگوں پر رد ہے، جو احادیث الفتن اور اشراط الساعۃ کی تطبیق سے منع کرتے ہیں، یا پھر تطبیقی عمل کو صرف علمائے کرام کی حد تک مخصوص کرتے ہیں اور طالب علم کو اس سے روکتے ہیں۔ جب کہ حضرات صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ جیسے بڑے معلم کے سامنے طلبہ تھے، مگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے احادیث کا تطبیق کیا۔

ایسے ہی تطبیق کرنے والوں کے لیے اصول مقرر کر دیا کہ جن احادیث میں آنے والے حالات کے بارے میں پیشن گوئیاں ہوئی ہوں، تو ان کی تطبیقی عمل میں افراط و تفریط سے احتراز کریں کہ جو امور تطبیق میں قضا و قدر سے متعلق ہو، ان میں عمل دخل نہ کریں، ایسے ہی جو امور ان میں نہ کرنے کے ہیں، ان کو عملی جامہ اس وقت تک نہ پہنائیں، جب تک شریعت اس کی اجازت نہ دے۔

ان اصول کے بارے میں کوئی یہ نکتہ اشکال اٹھا سکتا ہے کہ تطبیق کا یہ صحابہ کرامؓ نے اس وقت کیا، جب نبی کریم ﷺ صاحب وحی تھے اور آپ حیات ہے، کیونکہ صاحبِ شریعت خود موجود تھے، لیکن آپ ﷺ کے بعد یہ عمل اب مشکل ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وفات کے بعد کئی بار ایسے واقعات ہوئے، جن میں صحابہ کرامؓ نے تطبیقی منہج پر عمل کیا، جیسے کہ عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف جب حجاج بن یوسف کا لشکر حملہ آور ہوا تو کئی لوگوں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ یہی وہ لشکر ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی ہے کہ یہ لشکر زمین میں دھنس جائے گا، مگر کئی لوگ اس تطبیقی کی نفی کرتے تھے، اور جب یہ لشکر مدینہ سے نکل کر مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا، تو اس لشکر کا خسف نہ ہوا اور زمین میں دھنسے بغیر صحیح سلامت واپس شام پہنچ گیا، تو ایک گروہ نے دوسرے پر تطبیق میں غلطی ہونے کی وجہ سے کوئی نقد نہیں کیا اور نہ ہی ایک دوسرے پر تطبیق درست نہ ہونے کا الزام لگایا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی دورِ حیات میں پیشن گوئیوں سے متعلق احادیث ارشاد فرمانے کے بعد ان کا تطبیق خود یا صحابہ کرامؓ کے ذریعے کرنے یا سننے کا مطلب یہ تھا کہ آنے والی امت یہی واضح، معلوم اور متعین و مقرر تطبیقی منہج اپنا کر اپنے دور میں احادیث الفتن اشراط الساعۃ اور دیگر امورِ غیبیہ سے متعلق پیشن گوئیوں کو تطبیق دے کر عملی جامہ پہنائیں، تاکہ جن خیر کی باتوں کے بارے میں آپ ﷺ نے پیشن گوئیاں فرمائی ہیں، ان کے آنے کے لیے غور و فکر کر کے اس کا انتظار کریں تاکہ کہیں یہ قافلہ چھوٹ نہ جائے اور ہم اس عظیم لشکر کی نصرت اور تائید سے نہ رہ جائے، کیونکہ اگر ہم نے اس گروہ کو نہ پہچانا، تو ہم اس کے ساتھ شریک نہ ہو سکیں گے۔

خیر کے ان عظیم امور میں سے ایک امام مہدیؑ ہے، تاکہ اس لشکر کے توطیہ و تمہید بن جائیں اور اس کے مقدمہ میں شامل ہو کر بیعت کے لیے سبقت کرنے والوں میں سے بن جائیں اور جن فتنوں، شرور

وآفات وغیرہ کے بارے میں ہمیں اطلاع دی ہیں، تو ہم ان سے اجتناب کر کے ان فتنوں میں واقع ہونے سے اپنے آپ کو بچائیں، تاکہ ہم عظیم گناہوں میں واقع ہونے سے بچ جائے، ان میں بڑا فتنہ "مسیحِ دجال" کا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس خطرناک فتنے سے نجات دے۔

اس لیے ضروری بات یہ ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی احادیث کے بارے میں تطبیقی منہج اپنائیں اور اس کام سے پیچھے نہ ہوں، کیونکہ تطبیق سے ہمیں حق جماعت کا علم ہو گا اور ان لوگوں کے ساتھ ہونے اور ان جیسا عقیدہ اپنانے میں آسانی ہو گی، مثلاً امام مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیشن گوئیاں فرمائی ہیں، تو ہمیں ان کو سمجھنا، ماننا، عمل کرنا اور حق جماعت کی تلاش کر کے ان کے ساتھ ہونا چاہیے۔

اور اگر احادیث الفتن میں بیان کیے گئے شر ور وآفات اور دجال یاجوج وماجوج وغیرہ جن برے لوگوں کے بارے میں بتایا گیا ہے، جب ہم ان کو پہچانیں گے، تو ان سے متعلقہ اعمال وافعال سے اجتناب کر کے اس لشکر سے بچنے کا عمل سیکھیں گے۔

جتنے بھی شبہات گذشتہ صفحات میں بیان ہوئے ہیں، یہ وہی شبہات ہیں، جو ہمارے زمانے میں اجتماعی اور انفرادی طور پر پائے جاتے ہیں۔

تاہم پریشان کن امر یہ ہے کہ حدیثِ نبوی ﷺ کی عملی تطبیق میں روڑے اٹکانے والے اور اس کام کو منہدم کرنے کے لیے فکری مدد دینے اور عملی منہج کے خلاف اعلانِ جنگ کرنے والوں کی نمائندگی کا سہرا بسا اوقات مغربی جدت سے متاثر مفکرینِ اسلام اور ان کے لیے کام کرنے والے علمائے کرام کے سر ہوا کرتا ہے، جو کیچڑ میں پانی ڈال کر معاملے کو مزید خراب کرنے کا کام دیتی ہے، جنہوں نے اس اشراط الساعۃ اور علاماتِ قیامت کے فن کو وہ حق نہیں دیا، جو اس کو دینے کے لیے چاہیے تھا۔

اس لیے بغیر علم و تحقیق اور بھرپور توجہ کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کے فتوے دیتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، خود بھی اس علم سے بدظن ہیں اور اس فن کے دیگر طالب علموں کو جو نبی کریم ﷺ کے بشارتوں سے خوش ہو کر کچھ عملی کام کرنا چاہیے ان کو بھی بدظن کرتے رہتے ہیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم کو امام مہدی کو بشارت دیتا ہوں، جو لوگوں میں اختلاف اور زلزلوں کے وقت آئیں گے۔

ہمارے ہاں علمائے کرام کا یہ رویہ ہے کہ وہ ظہورِ مہدی سے متعلق احادیث مبارکہ کے بارے میں لوگوں کو تطبیقی منہج اپنانے اور اس کے مطابق عمل کرنے سے یہ کہہ کر ڈراتے ہیں کہ ابھی تک چونکہ

امام مہدی کے خلاف حملہ آور لشکر کا خسف نہیں ہوا ہے، لہذا اس سے پہلے اس موضوع کو ہاتھ لگانے احتیاط برتیں۔

مگر قابلِ غور بات یہ ہے کہ امام مہدی کا بیعت ان لوگوں کے نظریہ کے مطابق کیسے ممکن ہوگا؟!!

ہمارے ہاں صرف سنی سنائی باتوں پر عمل کر کے لوگوں کو بغیر تحقیق ان احادیث کے مطابق عمل کرنے سے ڈرایا جاتا ہے۔ ظہورِ مہدی سے پہلے احادیثِ مبارکہ کی روشنی نصرتِ مہدی کے لیے عمل کرنے اور بیعت کے لیے باقاعدہ تنظیم وترتیب کے لیے لائحۂ عمل مرتب
کرنے سے صرفِ نظر کیا جاتا ہے۔

تحقیق کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ علمی مناہج میں غیر اسلامی طریقہ کار کی آمیزش اور واقف کار علمائے کرام کی ہر بات کی تقلید میں غلو کی حد تک اتباع سے ان علمائے کرام کے تحقیقی اور غیر تحقیقی سارے اسلامی علوم وفنون میں تقلید کر کے جمود کی آخری حدود میں ہم ان کی پیروی کرتے ہیں اور پھر ہر میدان میں ان کے شرعی فتاویٰ کو قابلِ عمل سمجھتے ہیں۔

جب کہ امتِ مسلمہ کے دشمنوں کا بنیادی ہدف یہی ہے کہ حق منہج میں تحریف کر کے تعلیمی میدان میں جمود کی آمیزش کا عمل جاری رکھیں، تاکہ دینی سربلندی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو اور امت کے روشن مستقبل کے خلافتِ نبویہ کی پیشن گوئی کے لیے باقاعدہ عمل موقوف ہو اور اس کے لیے جاہلیت کا دجالی منصوبہ جاری رہے، تاکہ دجالی فتنے کے عوام کش گرز کے اٹھانے والے ظالم وجابر حکمرانوں کے ہتھوڑوں کے نیچے امت مسلمہ پڑی رہیں۔

کیونکہ دجال بالفعل ابھی سے ہمارے درمیان موجود ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانے میں جساسہ سے متعلق دجال کے وجود کو ارشاد فرمایا تھا اور دجال کی آزادی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر علیہ السلام نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے اور وہ آج کے دن کھانا کھا رہا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کھانا کھا رہا ہے اور بازار میں گھوم رہا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کھانا کھانے اور بازاروں میں گھومنے کی باتیں ہو سکتی ہے، تو ہمارے زمانے میں بطریقۂ اَولی رائج فتنوں کا سرغنہ وہی ہوگا جو پردوں کے پیچھے بیٹھ کر کفر کے سربراہان اور ان کے خفیہ تنظیموں کو جیسے عالمی الومیناٹی وغیرہ بنیادی کردار دے رہا ہے۔

امام مہدی کی صفاتِ شخصیہ کا مختصر تعارف

نمبر	صفت	حدیث/اثر: مختصر وضاحت	راوی/مرجع
1.	ابو عبداللہ	(يكنى أبا عبد الله)	حذیفہ بن یمان

.2	ابوالقاسم	(وكنيته ككنيتي) كنية رسول الله صلى الله عليه وسلم أبو القاسم كنية رسول الله صلى الله عليه وسلم أبوالقاسم	عبداللہ بن عمر
.3	محمد	(اسمه اسمي)، (يواطئ اسمه اسمي)، (اسْمُ الْمَهْدِيِّ مُحَمَّدٌ)(رجل من أهل بيتي يوافق اسمه إسمي.) يواطئ : أي يشبه ويماثل والموافقه هي المطابقة الكلية	ابن مسعود، حذیفہ بن یمان کعب
.4	باپ کا نام عبداللہ	(يواطئُ اسمه اسمي، واسم أبيه اسم أبي) (فيحي الله بالمهدي محمد بن عبد الله السنن)(أن المهدي اسمه محمد بن عبد الله) من حديث أبي هريرة، أخرجه الأصبهاني في مقاتل الطالبيين، وابن المنادي في الملاحم	عبداللہ بن مسعود، علیؓ بن ابی طالب، کنزالعمال،
.5	والدہ کا نام آمنہ	(قد عرفناه باسمه واسم أبيه وأمه وحليته)	عبداللہ بن مسعود
.6	ظاہری نام، خفیہ نام	(له إسمان: إسم يخفى واسم يعلن)(فيقولون له: أنت فلان ابن فلان؟ فيقول: لا، أنا رجل من الأنصار)	علی بن ابی طالب عبداللہ بن مسعود
.7	قرشی	(قلت: ثم ممن؟ قال: من قريش)	علی بن ابی طالب
.8	ہاشمی	(قلت: ثم ممن؟ قال: من بني هاشم)	سعید بن المسیب
.9	اہل بیت	(المهدي منا أهل البيت)	علی بن ابی طالب
.10	عترت	(المهدي من عترتي)	علی بن ابی طالب
.11	فاطمی	(المهدي من عترتي، من ولد فاطمة)	علی بن ابی طالب
.12	حسنی	(نظر علي إلى الحسن عليهما السلام، فقال: إن ابني هذا سيد، كما سماه رسول الله صلى الله عليه وسلم سيخرج من صلبه رجل باسم نبيكم، يملأ الأرض عدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً)	أبو وائل أبو أسحاق
.13	حسینی	واعلم أنه اختلف في أن المهدي من بني الحسن أو من بني الحسين	حذیفہ بن یمان
.14	حسن وحسین	قال القاري في المرقاة ويمكن أن يكون جامعا بين النسبتين الحسنين والأظهر أنه من جهة الأب حسني ومن جانب الأم حسيني	حذیفہ بن یمان

.15	جابر	(يلقب بالجابر)	علی بن الھلالی
.16	مکی	(فيأتون رجلاً من أهل مكة)	علی بن ابی طالب
.17	مدنی	(فيخرج رجل من أهل المدينة) لا يمنع أن يكون سكن عدة أماكن منها المدينة فيصير من أهلها	البستوی
.18	یمانی	(مَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا مِنْ قُرَيْشٍ، وَمَا الْخِلَافَةُ إِلَّا فِيهِمْ، غَيْرَ أَنَّ لَهُ أَصْلًا وَنَسَبًا فِي الْيَمَنِ)(على يَدَيْ ذَلِكَ الْخَلِيفَةِ الْيَمَانِيِّ الَّذِي تُفْتَحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ وَرُومِيَّةُ عَلَى يَدَيْهِ، يَخْرُجُ الدَّجَّالُ وَفِي زَمَانِهِ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، عَلَى يَدَيْهِ تَكُونُ غَزْوَةُ الْهِنْدِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)	کعب أرطاۃ
.19	جائے پیدائش: مکہ ، مدینہ	(إذا قام قائم أهل مكة)(المهدي مولده بالمدينة) مولده بمكة أو بالمدينة	علی بن ابی طالب
.20	بچپن و جوانی: حجاز میں	(الْمَهْدِيُّ، يَجِيءُ مِنَ الْحِجَازِ، وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِ عَشْرَةَ سَنَةً) ينشأ في الحجاز حتى يصير عمره ثمان عشرة سنة.والحجاز هي مكة والمدينة وضواحيهما	رُشتم
.21	یمن کی طرف جلائے وطنی اور اس وقت اٹھارہ سال عمر	(حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَيُجْلِي الْيَمَنَ إِلَى الْيَمَنِ، ثُمَّ يَسِيرُونَ إِلَيْهِ فَيَقْتُلُونَهُ وَيُوَلُّونَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدٌ (المهدي)، وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: إِنَّهُ مِنَ الْيَمَنِ عَلَى يَدِ ذَلِكَ الْيَمَانِيِّ تَكُونُ الْمَلَاحِمُ) (الْمَهْدِيُّ يَجِيءُ مِنَ الْحِجَازِ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِ عَشْرَةَ سَنَةً) الجلاء : هو الترحيل وهذا يدل على ان حاكم الحجاز يرحل أهل اليمن إلى بلادهم اليمن ومعهم ابنهم المهدي ويكون عمره آنذاك ثمان عشرة سنة.	کعب، قال الولید رستم
.22	یمن میں کرعہ گاؤں سے تعلق	(يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنْ قَرْيَةٍ بِالْيَمَنِ يُقَالُ لَهَا: كَرِعَةٌ)	عبداللہ بن عمرو ابن العاص
.23	مکہ کے پہاڑوں میں غائب ہونا	(يكون لصاحب هذا الأمر يعني المهدي عليه الرضوان غيبة في بعض هذه الشعاب، وأومأ بيده إلى ناحية ذي طوى) ذي طوى : هو أحد شعاب مكة وفيها أحياء اليوم تسمى جرول والعتيبية والزاهر	محمد بن علي بن الحسین بن علی بن أبی طالب
.24	نبوی اخلاق	(وخُلُقُهُ خُلَقي) أي يشبه الرسول ﷺ في خُلُقه ـ بالضم ـ أي في معاملته.	عبداللہ بن عمر

.25	پیدائشی صفات نبی ﷺ سے جداگانہ	(يشبهه في الخُلُق، ولا يشبهه في الخَلْقِ) أي لا يشبه رسول الله ﷺ في الخَلْق ـ بالفتح ـ أي في الشكل والصورة.	علی بن أبی طالب
.26	عربی رنگت	(المهدي رجل من ولدي، اللون عربي) اللون النحاسي أو اللون الحنطي	حذیفہ بن یمان
.27	گندم گوں	(هُوَ فَتًى مِنْ قُرَيْش، آدَمُ) أي أسمر اللون	علی بن ابی طالب
.28	سرخ سیاہ مائل	فقال: (ذاك المشرب حمرة) أي انه أسمر في لونه حمرة	محمد بن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب
.29	کشادہ پیشانی	(أجلى الجبهة) انحسار الشعر عن مقدمة الرأس إلى منتصف رأسه وهو دون الصلع	أبو سعید الخدری
.30	چوڑی پیشانی	(أجلى الجبين) الجبين: ناحية الجبهة من محاذاة النزعة إلى الصدغ . أي واسع الجبين وظاهر وواضح	علی بن أبی طالب
.31	اونچی پیشانی	(ليبعثن الله من عترتي رجلاً أعلى الجبهة) أي مرتفع الجبهة	عبدالرحمن بن عوف
.32	بڑی پیشانی	(حَتَّى يَأْخُذَهَا رَجُلٌ أجبه.) الأجبه: هو اسم الأسد (لعرض جبهته)	أبی مسلم الرومی
.33	گونگھریلے بال	(حَتَّى يَأْخُذَهَا رَجُلٌ آدم جعد الشعرة....)	أبی مسلم الرومی
.34	بال منڈھوں پر	(يسيل شعره على منكبيه)	علی بن أبی طالب
.35	سیاہ داڑھی اور بال	(سواد شعره ولحيته ورأسه)	علی بن أبی طالب
.36	سر میں جلد کی بیماری	(برأسه حزاز)(وداء الحزاز برأسه) هو داء أو آفة تصيب الجلد وهي الهبرية ومنها القشرة	محمد بن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب
.37	خوب صورت چہرہ	(صفة المهدي، حسن (الوجه)	علی بن أبی طالب

.38	چہرہ اچھے خدوخال والا	(المهدي أقبل) أي الأسمر الأملح ذو الملامح الحسنه	علی بن أبی طالب
.39	چہرے پر نورانیت	(يعلو نور وجهه سواد شعره ولحيته ورأسه) أي فيه إشراقه	علی بن أبی طالب
.40	چمکدار ستارے کی طرح چہرہ	(كأن وجهه الكوكب الدري في اللون) (كأن وجهه كوكب دري) أي فيه إشراقه	علی بن أبی طالب
.41	چہرے پر دانوں وغیرہ کے اثرات	(وبوجهه أثر) أي البثور التي يخلفها حب الشباب أوالجدري أو الشجه أو الخال أوالشامة.	محمد بن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب
.42	دائیں گال پر خال	(في خده الأيمن خال أسود)(في وجهه خال) (شامة في رأسه) هي علامة أو حبة سوداء شبيهة بالشامة	أبو أمامہ الباہلی، علی بن ابی طالب، محمد بن علی بن الحسین
.43	گھنی لمبی بھنویں	(المهدي رجل أزج) تقوس الحاجبين مع امتداد في طرفيهما حتى يكاد أن يلتقيا	الصقر بن رستم، عن أبیہ
.44	دونوں بھنویں ایک دوسرے سے جدا	(المهدي رجل أزج أبلج) هو المسفر الوجه والذي لم يلتقي حاجبيه ويقال ابلج الحاجب	الصقر بن رستم عن أبیہ
.45	اوپر سے نیچے کی طرف مائل کشادہ بھنویں	(المشرف الحاجبين) أي خارج الحاجبين وعريضهما	محمد بن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب
.46	آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی	غائر العينين أي عيناه داخله	محمد بن علی بن الحسین
.47	سرمہ گیں آنکھیں	(المهدي أكحل العينين) أكحل من غير تكحل	علی بن أبی طالب
.48	میانی ناک	(المهدي أقنى الأنف) القنا : احدداب في وسط الأنف	أبو سعید الخدری
.49	لمبی ناک	(المهدي منا أهل البيت، رجل من أمتي، أشم الأنف) الشمم : استواء الأنف، واجتماع القنا والشمم يدل على أن احديداب أنفه لايظهر إلا للمتأمل فمن يراه يحسب أنه اشم فإذا تأمله وجده أقنى.	أبو سعید الخدری

.50	ثنایا علیا دانتوں میں فاصلہ	(ليبعثن الله رجلاً من عترتي، أفرق الثنايا)(أفلج الثنايا) أي متباعد الثنايا وهي الاسنان التي في مقدمة الفك الأسفل أو الأعلى	عبدالرحمن بن عوف علی بن أبی طالب
.51	ثنایا سفلی دانتوں میں زیادہ فاصلہ	(ليبعثن الله من عترتي رجلاً أغرق الثنايا) أي متباعد الثنايا بشدة	أبو سلمہ بن عبدالرحمن
.52	ثنایا دانت چمکدار	(المهدي براق الثنايا) أي لامع الثنايا	علی بن أبی طالب
.53	زبان میں تھوڑی سی لکنت	(أن المهدي في لسانه رتّة) أي انحباس خفيف لا يظهر إلا للمتأمل	حدیث أبی ہریرہ
.54	زبان میں بھاری پن	(وَصَفَ الْمَهْدِيَّ فَذَكَرَ ثِقْلًا فِي لِسَانِهِ)	أبوالطفیل
.55	کبھی کبھار بات کرتے وقت ران پر ہاتھ مارنا	(وَضَرَبَ بِفَخِذِهِ الْيُسْرَى بِيَدِهِ الْيُمْنَى إِذَا أَبْطَأَ عَلَيْهِ الْكَلَامُ)	أبوالطفیل
.56	گھنی داڑھی	(المهدي كث اللحية)	علی بن أبی طالب
.57	میانہ قد	(صفة المهدي هو مربوع)	علی بن أبی طالب
.58	کم گوشت والا ہلکا بدن	(ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ)هو الخفيف اللحم الندب الماضي الذي ليس برهل	علی بن أبی طالب
.59	عربی رنگت اور اسرائیلی جسم	اللون عربي، والجسم جسم إسرائيلي)	حذیفہ بن یمان
.60	موٹا گردن	(ثم يأتينا الغليظ القصرة القائد العادل الحافظ لما استودع، يملؤها عدلاً وقسطاً كما ملأها الفجار ظلماً وجوراً)	جعفر بن محمد بن علي
.61	نیچے کی طرف مائل گردن	(لا تقوم الساعة حتى يستخلف رجل من أهل بيتي أجنأ)	أبو سعید الخدری البستوی
.62	مونڈوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی	(يخرج رجل من ولدي عظيم مشاش المنكبين)	علی بن أبی طالب

63.	دونوں مونڈوں کے درمیان کشادگی	(العريض ما بين المنكبين) أي عريض الصدر والنحر	محمد بن علی بن الحسین
64.	آویزاں مونڈے	(إن المهدي مسترسل المنكبين)	علی بن ابی طالب
65.	کشادہ سینہ	(إن المهدي واسع الصدر)	علی بن ابی طالب
66.	بڑا پیٹ	(ضخم البطن)	علی بن ابی طالب
67.	نکلا ہوا پیٹ	(يخرج رجل من ولدي في آخر الزمان مبدح البطن) أي واسع	علی بن ابی طالب
68.	دونوں ران ایک دوسرے سے جدا	(أزيل الفخذين) انفراج فخذيه وتباعد ما بينهما.	علی بن ابی طالب
69.	دونوں ران کشادہ	(يخرج رجل من ولدي في آخر الزمان عريض الفخذين)	علی بن ابی طالب
70.	دو خالوں والے	(ثُمَّ يَلِيهَا رَجُلٌ مِنْهُمْ ذُو شَامَتَيْنِ، فَعَلَى يَدَيْهِ يَكُونُ الْفَتْحُ يَوْمَئِذٍ، يَعْنِي فَتْحَ الرُّومِ بِالْأَعْمَاقِ)(بظهره شامتان، شامة على لون جلده وشامة على شبه شامة النبي)	عبد اللہ بن عباس علی بن ابی طالب
71.	کندھے پر خال	(في كتفه علامة النبي) (وشامة بين كتفيه من جانبه الأيسر، تحت كتفه الأيسر ورقة مثل ورقة الآس)	علی بن ابی طالب محمد بن علی بن الحسین
72.	ران پر خال	(بفخذه الأيمن شامة)	علی بن ابی طالب
73.	جوان، نوخیز	(يقوم في آخر الزمان رجل من عترتي شاب)(يبعث الله منا أهل البيت غلاماً شاباً حدثاً)(فتى شاب من قريش)	ابو سعید الخدری، عبد اللہ بن عباس
74.	دعوتِ دین کے لیے نکلتے وقت عمر: ۳۰ سے چالیس سال	(يبعث وهو ما بين الثلاثين إلى الأربعين) (يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، كَأَنَّهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ)	علی بن ابی طالب عبد اللہ بن الحارث